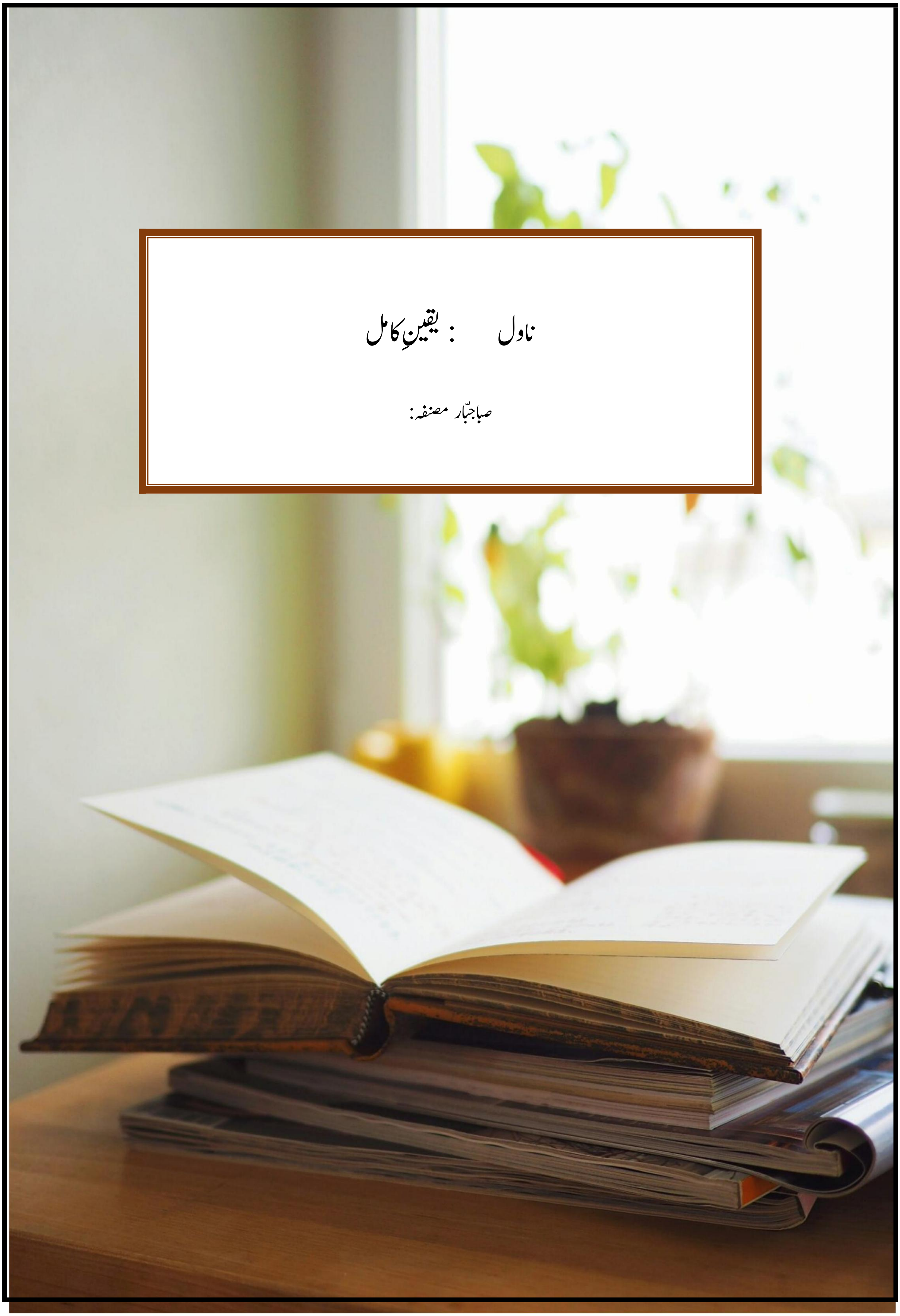

ناول : یقینِ کامل

صباجبّار مصنفہ:

اردو ناولز بلاگز

اردو ناولز بلاگز کی طرف سے پیشکش

ناول "اردو ناولز بلاگز" کی ویب سائٹ کا حصہ ہے اور قارئین کی دلچسپی کے لیے پیش کیا گیا ہے ہماری ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے

آپ کو اعلی معیار اور اردو ادب فراہم کیا جائے۔

براہ کرم اس pdf کو صرف ذاتی مطالعے کے لیے استعمال کریں اس کے بغیر اجازت تقسیم، کاپی یا کسی اور پلیٹ فارم پر

اپلوڈ کرنا سختی سے منع ہے۔

اگر آپ ہمارے ساتھ اپنی تحریریں شیئر کرنا چاہتے ہیں یا کوئی تجاویز دینا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔:

ویب سائٹ: urdunovels.blog

ای میل: urdunovelsblogs@gmail.com

انسٹا گرام: @urdu_novels.blog

فیس بک: fb.com/urdunovelsblogs

urdunovelsblog

آپ کی رائے ہمارے لیے اہم ہے!

یقینِ کامل

مصنفہ : صباجبّار

انتساب

''اِس تحریر کو میں اُس عظیم ذات کے نام کرتی ہوں جو دلوں کے بھید جانتا ہے، جو انصاف میں بے مثال اور رحمت میں بے کنار ہے، جو پلٹنے والوں کو گلے لگالیتا ہے اور بھٹکنے والوں کو راہ دکھاتا ہے۔ وہ پاک ذاتِ عظیم میرا **اللہ** جو مصیبتوں اور آزمائشوں میں اپنی بے پناہ رحمتوں سے نوازتا ہے۔ جس کی رحمتیں ہماری خطاؤں اور گناہوں سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔''

''قرآن کہتا ہے: فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُۥ ۝ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُۥ (الزلزال 7-8) — یعنی جو بھلائی کرے گا وہ دیکھ لے گا، اور جو برائی کرے گا وہ بھی دیکھ لے گا۔ یہی مکافاتِ عمل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زندگی ایک سفر ہے...

جہاں ہر قدم پر انسان اپنے اعمال کے بیج بوتا ہے۔ کچھ لمحوں میں ہم بھول جاتے ہیں کہ زمین خالی نہیں رہتی، جو بھی بویا جائے وہ پلٹ کر ضرور سامنے آتا ہے۔ کبھی خوشبو کی صورت... اور کبھی کانٹوں کی چبھن بن کر۔

مکافاتِ عمل... یہ وہ میزان ہے جس میں عدل کے ترازو کبھی جھکتے نہیں۔ جو بکھیرتے ہیں وہی کاٹتے ہیں، جو چھپاتے ہیں وہی ظاہر ہوتا ہے۔ وقت کے دھندلکوں میں انسان بھٹک بھی جائے تو اللہ کی گرفت سے بچ نہیں پاتا۔

مگر ایک سچ ایسا بھی ہے جو دل کو سہارا دیتا ہے— کہ اللہ پر یقین رکھنے والا کبھی تنہا نہیں رہتا۔ وہ دلوں کی کڑواہٹ کو مٹا دیتا ہے، راستوں کے اندھیروں میں چراغ جلا دیتا ہے، اور شکستہ خوابوں کو امید کی ڈور سے جوڑ دیتا ہے۔

urdunovelsblog

یہ کہانی ہے اُن دلوں کی، جو غرور میں جلتے بجھتے رہے، اور اُن قدموں کی، جو اپنی ہی راہوں میں بھٹکتے رہے...

یہ کہانی ہے اس رب کے وعدوں کی، جو بندوں کو کبھی تنہا نہیں چھوڑتا۔

کیونکہ زندگی کی ایک اصل حقیقت یہ ہے:

" جو کرتے ہیں... وہی لوٹ کر آتا ہے۔ اور جو اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں... وہ کبھی خالی نہیں رہتے "

یقینِ کامل

جبّار بقلم: صبا

قسط نمبر ا

یقینِ کامل جو دل میں جاگ اُٹھتا ہے

اندھیرا کٹ کے نُور سے راہ سُوجھتا ہے

سہارے ٹوٹ بھی جائیں تو غم نہیں ہوتا

جو رب کا ہو، وہی تو ہر غم سہہ لیتا ہے

ہوا کا رخ بدل جائے، دریا رک جائیں

دعاؤں سے مقدّر بھی نیا لکھا جاتا ہے

وہی ہے کارساز، وہی کفیل مرا

جو اُس پہ چھوڑ دے سب کچھ، کبھی نہیں ہارتا ہے

urdunovelsblog

سکون ملتا ہے دل کو فقط اذانوں میں

یقینِ کامل ہو جس کو، وہی حقیقت پاتا ہے

از قلم صبا جبّار

اُس نے وضو کیا اور اپنے شوہر کو اُٹھایا، اُٹھ جائیں فجر کی آذان آرہی ہے نماز پڑھ لیں۔۔!

اٹھتا ہوں یار ویسے میں نے کبھی نہی سوچا تھا کے میری ایسی بیوی ہو گی جو مجھے روز نماز کیلئے اُٹھائے گی کبھی کبھی اللہ بن مانگی خواہشات اور دعاؤں کو یوں بھی پورا کر دیتا ہے۔اسکا شوہر آنکھیں کھولتا مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔!

جی بالکل اللہ تو انسان کی ہر مانگی ہوئی دعائوں کو قبول کرتا ہے اگر وہ انسان کی بھلائی کے لئے ہو۔۔

جیسے اللہ نے مجھے تمہارے اور تمہیں میرے نصیب میں لکھا۔۔

اُس نے اپنی خوبصورت بیوی کا ہاتھ تھامتے اور اپنی آنکھوں سے لگاتے ہوئے کہا۔ !!

بالکل وہ مسکرائی۔۔

" بیشک پاک عورتیں پاک مردوں کے لیے ہیں

اور پاک مرد پاک عورتوں کے لیے ہیں'' ۔

[سورۃ نور]

وہ جلدی جلدی ناشتہ کرتی کالج جان کیلئے بالکل تیار تھی

کہ عروہ کی زور زور سے بولنے کی آوازیں آئیں، میرا نیا صاف یونیفارم حبا پہن کے چلی گئ ہے۔

وہیں کچن سے آمنہ بیگم شور کی آواز سنتی نکلیں، کیا

صبح صبح شور لگا رکھا ہے۔۔

عروہ لاؤنج میں اینٹر ہوتی ہوئی مزید بولی امی جان یہ حبا نے میرا یونیفارم پہنا ہے۔۔

تو اِس میں کیا ہے بیٹا تم دوسرا پہن لو نا، تم لوگوں کے پاس تو دو یونیفارمز ہے نہ۔۔

امی مگر دوسرا یونیفارم تو سمینا باجی نے دھویا ہی نہیں ہے آپ نے اُس نوب زادی کو سر چڑھا رکھا ہے عروہ کوفت سے بولی۔۔

تو حبا کا ہی پہن لو نا میرا سرمت کھاؤ اور جاؤ جا کر تیار ہو ناشتا تیار ہے کالج کیلیئے لیٹ ہو جاؤ گی دونوں آمنہ بیگم دونوں کو جلدی تیار ہونے کا بول کر کچن میں چلی گئی۔۔

! نہی امی مجھے اپنا یونیفارم ہی چاہیئے

وہ حبا کی طرف دیکھتی بولی جو بڑے مزے سے ڈائینگ ٹیبل پر بیٹھی ہستے ہوئے جلدی جلدی بریڈ بٹر کھا رہی تھی کہ اچانک عروہ حبا کے پیچھے بھاگی جو جلدی سے لاسٹ بائٹ لے کر بیگ سہی سے پہنتی باہر گھر کی پاتھ وے میں کھڑی گاڑی کی طرف جانے لگی مگر عروہ نے اسے پکڑ لیا اب سین کچھ یوں تھا کہ حبا آگے آگے عروہ پیچھے پیچھے شرافت سے میرا یونیفارم چینج کر و اپنا جا کے پہنو۔۔

نہیں ابھی میں نے پہن لیا ہے تم پیاری چھوٹی موٹی بہن ہو نا میری جا کر میرا یونیفارم استری کر کے وہ پہن لو، نہیں تم استری کر کے دو۔۔

ایک تو صبح صبح اور وہ بھی استری میں نہی کر رہی، حبا میڈم کی الگ ہی منتق۔۔

ٹھیک ہے پھر میں امی کو بتاتی ہوں کے اُن کا نیا گرے رنگ والا سوٹ جو بابا نے امی کو اُنکی سالگرہ پے تحفہ دیا تھا تم نے استری کرتے وقت جلا دیا تھا اور الزام بچاری سمینہ باجی پے ڈال دیا جس نے امی سے اتنی ڈانٹ بھی کھائی بلاوجہ۔۔

.. کیا؟ ہاں بتا دینا میں بھی بولوں گی کے وہ آئیڈیا تمھارا تھا! حبا بروقت بولی

چلو چلو تم پہ کوئی یقین نہیں کریگا، عروہ اُسے چڑاتے ہوئے بولی۔۔

.. ہاہاہا تم پر بڑا یقین کرینگی امی

توکوئ نہی آپی کو بھی شام کو بتاؤ نگی کہ اُنکانیا سوٹ نیوی بلیو کلر والا جو آپی اِتنی شوق سے لائی تھیں اپنے لئے وہ تم نے فریحہ کو گفٹ دے دیا تھااور پھر آپی

بچاری کو جھوٹ بولا کہ وہ مال میں ہی بھول گئی تھیں..

اتنی سی استری پہ تم اپنی بڑی بہن کو دھمکی دو گی بد تمیز، دو یونیفارم پریس کر دیتی ہوں۔۔ کیا یاد رکھو گی کیسی پیاری بہن ملی ہے تمہے۔۔

کیا یاد رکھو گی کتنی پیاری بہن دی ہے اللہ نے تمہے حبا سیڑھیاں چڑھتے اپنے روم میں جاتے ہوئے بولی۔۔!!

بیڈ پر پڑا ہے جا کر لے لو عروہ تیز آواز سے بولی۔۔۔

میں بھی عروہ ہوں اپنی بات منوا کر ہی دم لیتی ہوں عروہ بڑے فخریہ انداز میں اپنے لئے کچن میں ناشتہ کا بولنے جاتے ہوئے خود سے بولی جیسے بہت بڑا

معرکہ سر کر لیا ہو۔۔

یہ میرے بچے نہیں سدھرینگے باقی پوری دنیا کے بچے سدھر جائنگے۔۔۔!!

ہر ماں کا شکوہ !!

آمنہ بیگم اِن کو دیکھتی اپنی چائے لے کر ڈائننگ ٹیبل پہ بیٹھتی بولیں۔

urdunovelsblog

صبح کا سورج دُرّانی ہاؤس پر بھی اترا، پرندوں کی چہچہاہٹ، صبح کی تازہ ہوا، قدرت نے بھی کیا خوبصورت نظام بنایا ہے رات اتنی حسین مگر خاموش اور

سکون بھری، اور صبح پُر رونق اور مصروف۔۔

وہ مزے سے اپنے بستر پر آرام فرما رہا تھا کہ اُسکا فون اور الارم ایک ساتھ بج اُٹھے۔

اوہ گاڈ کون ہے یہ اسٹوپٹ جو صبح صبح کال کر رہا ہے۔۔ وہ تیز رنگ ٹون کی آواز پہ اُٹھتے ہوئے بولا۔۔

ہیلو کیا ایمر جنسی ہو گئ تھی حامد جو تم صبح صبح کال کر رہے ہو میں تھوڑی دیر میں آفس آ ہی رہا تھا، اُس نے کال اُٹھاتے ہی اپنے سیکرٹری سے کہا۔۔

ہیلو گڈ مارننگ سر! وہ ایمر جنسی تو نہیں سر مگر وہ اقبال گروپ اوف انڈسٹریس سے ہماری جو آج دس بجے میٹنگ تھی وہ کینسل ہو گئ ہے اُنکی سیکرٹری کی کال اور اِی میل آئ ہے ابھی ابھی وہ اقبال صاحب کی اہلیہ کی طبیعت ناساز ہے تو وہ لندن گئے ہیں رات کی فلائٹ سے، آپکو انفورم کرنے کیلئے کال کی ہے اِتنی صبح صبح۔

! اچھا ٹھیک ہے کوئی اور امپورٹنٹ ٹاسک تو نہی ہے آج پھر میں آج آفس نہیں آؤنگا تم سب ہینڈل کر لینا

Okay Sir , Good Bye , and Have a Good Day !!

وہ فون رکھتے ہی اپنے شاہانہ بیڈ سے اُٹھا، اور ڈریسنگ روم گیا اپنے کپڑے نکالنے۔۔ ویسے تو اُسکے گھر میں نوکروں کی بھرمار ہے، مگر محمد ہادی دُرّانی کو اپنا کام خود کرنا پسند تھا. اُسے سخت ناپسند ہے کہ کوئ اُسکی چیزوں کو ہاتھ لگائے اسلئے وہ زیادہ تر اپنے کام خود کرنا پسند کرتا ہے بجائے کہ نوکروں سے کروائے.

اُسکا کمرا بالکل شاہانہ اسکی پرسنیلٹی ہی کی طرح شاندار اور اعلیٰ، بہت ہی خوبصورت روئل بلیو فرنیچر اس بڑے سے کمرے میں بہت خوبصورت لگ رہا تھا. روئل بلیو بڑا سا بیڈ اور سائیڈ ٹیبلز، آف وائٹ اینڈ روئل بلیو خوبصورت قالین، روئل بلیو ڈریسنگ ٹیبل، اور کونے میں بالکنی جس میں آف وائٹ کمفر ٹیبل بڑا سا ایک صوفہ اینڈ سینٹر ٹیبل تھی، بیڈ کے سامنے ہی رائل بلیو تھری سیٹر صوفہ رکھا تھا کمرے کا پینٹ اینڈ بڑی سی ونڈوز پر پردے آف وائٹ کلر کے تھے جو کمرے کو مزید خوبصورت اور خوابناک بنا رہے تھے، وارڈروب بھی فل روئل بلیو کلر کی تھی جس میں سے وہ بلیک رنگ کا ٹریک سوٹ لیتا باتھروم چلا گیا.

~~~~~~

وہ جلدی جلدی یونیورسٹی کیلئے تیار ہو رہی تھی آئس بلیو رنگ کا خوبصورت سا ہلکی اور نفیس کڑھائی والا سوٹ پہنے اپنے سیدھے کوفی براؤن رنگ کے لمبے گھنے خوبصورت بالوں کو ہاف کیچر میں باندھ کر آئینے کے سامنے کھڑی وہ خود کا جائزہ لے رہی تھی اتنی سی تیاری میں ہی وہ بغیر کسی میک اپ کے بھی بے حد حسین اور خوبصورت لگ رہی تھی پُرکشش براؤن رنگ کی آنکھیں جو نہ زیادہ بڑی تھی نہ چھوٹی، صاف شفاف رنگت اور بھرے بھرے گال اور گول خوبصورت چہرا، گلابی ہونٹ جس پر مسکان بے حد خوبصورت لگتی۔

اُس نے ڈریسنگ ٹیبل سے اپنی پسندیدہ چاکلیٹ براؤن رنگ کی لپسٹک اُٹھا کے ہلکی سی ہونٹوں پہ لگائی اور آف وائٹ خوبصورت سی چادر اُٹھا کر سر پر اُوڑھی صحیح طرح سے ابھی وہ وارڈروب سے اپنے بلیک اینڈ سلور نازک سے سینڈلز نکال ہی رہی تھی کے اُسکا فون رنگ ہوا، اسکی دوست کال اُٹھاتے ہی شروع ہو گئ

ہیلو لیلیٰ کہاں ہو یار؟

اسلامُ علیکم بس نکلنے ہی والی ہوں گھر سے !

اوہ وعلیکم اسلام کیا تم ابھی تک گھر میں ہو؟

ہاں کیوں ابھی صرف ۹:۳۰ بجے ہیں ہماری کلاس تو ۱۱:۳۰ پہ ہے نہ !

ارے ہاں یار میں تو بالکل بھول ہی گی کہ آج Business mathematics and calculus کی کلاس ہے۔۔

مریم تمہیں کچھ یاد بھی رہتا ہے وہ ہستے ہوئے بولی !
~~~~~~

! اچھا یار لیلیٰ تم جلدی سے آجاؤ یونی پھر ساتھ میں ناشتہ کرتے ہیں پھر کلاس لینے چلینگے

! ہاں ٹھیک ہے اللہ حافظ میں بس نکل ہی رہی ہوں

،وہ کال کاٹتی جلدی سے سینڈل پہنتی، چادر صحیح سے سر پر اُوڑھتی اپنے کمرے سے نکل گئ

،سیڑھیاں اُترتے وہ اپنی امی کے کمرے میں گئ

!! اسلامُ علیکم امی

آمنہ بیگم جو اپنے کمرے میں بیٹھ کے آرام سے چائے پی رہی تھیں اور کوئ اسلامی کتاب کا مطالعہ کر رہی تھیں اپنی بڑی بیٹی کو دیکھتے ہی کپ سائیڈ ٹیبل پہ

!رکھا

جا رہی ہو بیٹا یونیورسٹی مجھے لگا آج تمھاری اوف ہے۔۔

،جی امی، آج کلاس ہے ۲:۳۰ تک آجاؤ گی، آپکو اللہ حافظ بولنے آئ تھی

،اللہ کی امان میں بیٹا، خیر سے جاؤ اور خیر سے آؤ، بیٹا ناشتہ تو کر کے جاو، ناشتہ بالکل ریڈی ہے

،نہیں امی وہ مریم کے ساتھ ہی یونی میں ناشتے کا پلین ہے

اچھا چلو بیٹا کوئ ہیلدی چیز ہی کھانا فضول مت کھا لینا۔

! ہاں میری پیاری کیوٹی امی اب میں جاؤں

! ہاں اللہ حافظ بیٹا

! وہ جلدی سے امی جان کو گال پر کس کرتی اور پھر اُنکے روم سے نکلتی پاتھ وے کراس کرتی پورچ میں کھڑی گاڑی میں بیٹھ گئ

چلیں صابر انکل یونیورسٹی چلنا ہے۔

اچھااوکے بیٹا۔۔!

ڈرائیور انکل سے یونی چلنے کا بول کر بیگ سے ائیرپوڈز نکال کر فون میں کنیکٹ کرتی اپنے پسندیدہ قاری کی خوبصورت آواز میں میٹھی سی سورۃ رحمٰن سننے لگی اور سیٹ کی ونڈو سے باہر کا منظر دیکھنے لگی۔۔

یہ اُسکا روز کا معمول تھا قرآن شریف کی تلاوت کے ساتھ ساتھ قرآن شریف کو سننا بھی اُسے بے حد پسند تھا جو اُسے بے حد سکون دیتا تھا وہ کہتی تھی تلاوت کرنے کے ساتھ ساتھ قرآن پاک کی تلاوت سننی بھی چاہیئے۔۔

'' تو(اے گروہ جن وانس) تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟''

[سورۃ رحمٰن: 13]

بیشک میرے اللہ پاک ہم انسان اور آپکی تخلیق کردہ ہر مخلوق کبھی بھی آپکی دی ہوئی نعمتوں کو نہ سمجھ پائیگی وہ دل ہی دل میں اللہ سے باتیں کرتی سورت الرحمن کا ترجمہ پڑھنے لگی۔

روز کے معمول کی طرح وہ صبح 7:00 بجے اُٹھا اور واک کیلیئے اپنے خوبصورت سے گھر کے سامنے بنے بڑے سے پارک میں اینٹر ہوا، پانی کی بوتل ہاتھ میں لیئے نیوی بلیو کلر کا ٹریک سوٹ پہنے کالے جو گرز پہنے، جوگنگ کر رہا تھا کے اُسے سامنے سے بسمہ چلتی ہوئی نظر آئی جسے دیکھتے ہی اُسکو پھر سے

غصہ آنے لگا،اخروٹی رنگ کے ڈائی شدہ سیدھے شولڈر کٹ بال، صاف میک اپ سے آری چہرہ خوبصورت نقوش کی حامل کالے فٹٹ

کافریش اورنج جوس پکڑے چھوٹے چھوٹے سپ لیتی واک کر رہی تھی اور ہادی کو دیکھتے ہی فوراً اُسکی Greenoٹریک سوٹ میں ملبوس ہاتھ میں

طرف آئی۔۔

Now forget it na yar Next ھادی یار میں رات سے تمہیں اتنی کالز اور میسجز کر رہی ہوں تمھارا غصہ ابھی تک ٹھنڈا نہیں ہوا کیا؟

time it won't happen .

ہادی نے بس اُسے ایک نظر دیکھا اور پھر سے واک کرنے

لگا۔۔

آس پاس کے لوگ جو ایلیٹ کلاس سے ہی بلانگ کرتے تھے لڑکے لڑکیاں ٹریک سوٹس میں ملبوس والک اور کسرت میں ہی مصروف تھے، کئی لڑکیوں

کی نظریں تو جیسے ہادی پہ ہی اٹکی ہوئی تھی، جو اپنی شاندار پرسنیلٹی کے ساتھ خود میں ہی مگن تھا، چھ فٹ دو انچ قد، کسرتی جسم، چوڑے شانے، براؤن

بال جو ابھی رفلی ماتھے پے سجے تھے، صاف رنگت، خوبصوت شہد رنگ گہری آنکھیں، فل بیرڈ جو کے اُسے اور ہینڈسم بنا رہی تھی، ایک آئڈیل

.مردانہ وجاہت کا شاہکار

،وہ بھی اُسی کے ساتھ واک کرتی پھر سے بولنے لگی

, اب ایسا بھی کچھ نہیں کر دیا ہے میں نے کہ تمھارا موڈ ابھی تک خراب ہے۔۔okay I'm extremely sorry dear

تم جانتی ہو یہ سب مجھے نہی پسند پھر تم کیوں کرتی ہو ایسا؟ مجھے اپنے گھر کی عورتوں کا بزنس پارٹیز یا بزنس ڈنرز میں جانا یا انولو ہونا بالکل نہیں پسند پھر تم

کیوں ہمدانی کی پارٹی میں اپنے فادر کے ساتھ آئیں ؟

ہادی ڈیڈ ایسا چاہتے تھے میں نے انہیں منع بھی کیا تھا مگر تم جانتے ہو میں اُنکی اکلوتی اولاد ہوں، ایک نا ایک دن مجھے ہی تو سب ہینڈل کرنا ہوگا نا۔۔

انفیکٹ ہماری شادی کے بعد میں شاید ڈیڈ کا بزنس جوئن کرلوں بسمہ نروٹھے پن سے بولی۔۔

! واٹ؟تم نے اپنے فیصلے سے مجھے پہلے توانفورم نہی کیا! ہادی بسمہ کو دیکھتے ہوئے بولا

میں نے خود یہ ابھی ہی سوچا تھااور دُرّانی انکل کو بھی میرے فیصلے سے کوئی اختلاف نہیں۔

اچھا چھوڑو یہ سب اور غصّہ ختم کرو پلیز اور چل کے کسی اچھی جگہ پر بریکفاسٹ کرتے ہیں پلیز تم جانتے ہو ناتمہارا مجھ سے ناراض ہونا مجھے بالکل برداشت نہیں.

! وہ خاموشی سے اُسے دیکھتا گھر کی طرف روانہ ہوا

بسمہ بھی جلدی سے محمد ہادی کے پیچھے جاتی اُسے ایک بار پھر منانے لگی۔

---

urdunovelsblog

جبّار صاحب کراچی میں رہتے تھے ویسے توانکا پوراخاندان حیدرآباد میں سالوں سے قیام پزیر تھے اور وہ خود بھی شادی کے ایک سال تک حیدرآباد میں ہی تھے اپنے باپ کے بڑے سے گھر میں، مگر نوکری کیلیئے اُن کو کراچی ہی رہنا پڑا، صادق احمد اور مومنہ بیگم،جبّار صاحب کے والد اور والدہ بہت ہی سادہ اور دینی لوگ تھے اور اللہ نے ماشاءاللہ سے بہت نوازہ بھی تھا اچھے کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق تھا صادق احمد اور مومنہ بیگم کو اللہ نے تین بیٹے اور ایک ہی بیٹی عطا کی تھی. بڑا بیٹا محمد خالد، پھر محمد فیضان اور پھر محمد جبّار اور بیٹی مہناز جو انہوں نے اپنے بھائی کے ہی بیٹے سے بیاہی تھیں، خود بھی وہ اچھی جگہ نوکری کرتے تھے اور پوری زندگی انہوں نے محنت کر کے حلال روزی کمائی اور اپنے بچوں کو بھی حلال روزی کی تلقین کی بچوں کو اچھی زندگی

اور تعلیم اور تربیت کے ساتھ ساتھ بچوں کو بھی سادہ اور نیک تربیت ہی دی اور اپنی حیاتی میں ہی گھر کو تینوں بھائوں میں برابر تقسیم کرکے اور بیٹی کو بھی جائداد میں سے اُس کا پورا پورا حصّہ دے دیا تاکہ کئی لڑائی جھگڑا نہ ہو اور پھر کچھ سال بعد ہی خالقِ حقیقی سا جا ملے، مومنہ بیگم بھی اپنے شوہر کے جانے کا غم برداشت نہ کر سکیں اور ایک سال بعد ہی خود بھی چل بسیں.

صادق احمد اور مومنہ بیگم کے بڑے دو بیٹے اپنے والد صاحب کے گھر میں ہی حیدر آباد میں قیام پزیر تھے جو تین پورشنز میں بن ا تھا۔۔اور بیٹی اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ اسلام آباد میں رہتی تھیں. اور جبّار صاحب اپنے بیوی بچوں کے ساتھ کراچی میں قیام پزیر تھے،اور اُنکو اللہ نے چار بچوں سے نوازہ بڑی تین بیٹیاں اور پھر ایک اور سب سے چھوٹا لاڈلا بیٹا۔۔

سب سے بڑی بیٹی اُمِ لیلیٰ جو 22 سال کی پھر حبا 20 کی،صبا جو 19 کی اور بیٹا آذان جبّار جو 17 سال کا تھا. اِنکی فیملی بہت خوشی سے زندگی بسر کر رہے تھے،

جب تک وہ ایک ازیت ناک دن نہ آتا، جس نے اُنکے گھر میں سے ایک نفوس کی زندگی بدل دی۔۔!!

urdunovelsblog

محمد ہادی دُرّانی روز کے معمول کی طرح واک سے آنے کے بعد ریڈی ہو کے براؤن کلر کے تھری پیس سوٹ میں ملبوس کلائی میں ڈولس اینڈ گابانا کی قیمتی واچ پہنے بلیک آفس بوٹس پہنے، براؤن بالوں کو خوبصورتی سے ماتھے پے سلیقے سے سجائے واقعی کوئی شہزادہ ہی لگ رہا تھا ڈائنگ ٹیبل پہ بیٹھا ناشتہ کرنے میں مصروف تھا کے زارا بھی کالے رنگ کی نائٹی میں ملبوس صاف دھلا ہوا چہرا لئے حاضر ہوئی۔

Good Morning Haadi Darling

ہادی نے سر اُٹھا کے اُسے ایک نظر دیکھا اور پھر ٹیبک پہ پڑے اپنے لیٹیسٹ آئی فون میں ٹائم دیکھا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا اپنے کافی کے مگ سے لاسٹ سپ لے کر ٹیبل پہ رکھا اور آفس جانے کیلیئے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

تمھارے ڈیڈ کہ رہے تھے کے اب تمہیں اپنی شادی کے بارے میں سوچنا چاہیے ویسے بھی تمھاری انگیجمینٹ کو چار سال ہو چکے ہیں اور تم اب بتیس کے ہو چکے ہو اور جانتے تو تم دونوں ویسے بھی بچپن سے ہی ایک دوسرے کو ہو تو اتنا ڈیلے کرنے کا کیا فائدہ زارا ہادی سے بولی۔

ہانیہ بھی سیڑھیاں اُترتی یونی کیلیئے بالکل ریڈی ریڈ ٹاپ اور بلیک ٹراؤزر اور بلیک ہی نفیس سی ایک انچ سینڈل میں ملبوس بلیک Gucci کا بیگ لئے خوبصورت نقوش اور اُس پر نیچرل میک اپ لک لیئے کالے شولڈر کٹ بالوں میں بریک فاسٹ ٹیبل پے آئی.

Good Morning Mom, Good Morning Big bro

Good Morning Sweetheart !

زارا نے ہانیہ کو جوس پاس کرتے ہوئے جواب دیا. جو ہادی کے ساتھ والی چیئر کھسکا کے بیٹھی تھی۔

it's not your concern . آپ کو میرے بارے میں زیادہ فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں میں جب بھی شادی کروں

ہادی بے حدر کھائی سے زارا سے بولا!

. کیوں کنسرن نہی ہے تمھاری ماں ہوں میں

اوہ کم اون مس زارا آپ میری ماں نہیں ہیں تو بننے کی بھی فضول کوشش مت کریں آئی نو صرف ڈیڈ کو امپریس کرنے کیلیئے یہ سب حرکتیں کرتی ہیں آپ سو پلیز ڈونٹ ایکٹ ان فرنٹ آف می۔۔ آپ صرف میرے ڈیڈ کی بیوی ہیں سو اُنہی کی زندگی میں دخل دیجئے۔

محمد ہادی بے حدر کھائی سے کمپوزڈلی زارا سے بولتا اپنا سیل فون ٹیبل سے اُٹھاتے باہر پورچ میں کھڑی اپنی گاڑی کی طرف جانے لگا۔

ہانیہ ان دونوں کو دیکھتے ہوئے ریلیکس سی ناشتہ کرنے میں مصروف تھی جیسے اُسے پتا تھا کے ہادی کا یہی جواب ہو گا

Good Morning Haniya!

I’m waiting outside in the car !

جلدی بریک فاسٹ کر کے باہر آؤ میں تمہیں یونی ڈراپ کر دیتا ہوں. ہادی جاتے ہوئے ہانیہ سے بولتا ڈائننگ ہال سے چلا گیا۔۔

اوکے بھائی!

I’m coming in 2 mints!

ہانیہ اُونچی آواز میں بولتی جلدی جلدی سے اپنا بریک فاسٹ کرنے لگی۔۔

زارا ہادی کا جواب سن کے غصے میں اِن دونوں کے جانے کے بعد اپنا ناشتہ چھوڑ کے اپنے روم میں چلی گئی.

سمجھتا کیا ہے یہ خود کو اڈیٹ مجھے یعنی زارا کو بے عزت کرے گا.

تمہے نہیں چھوڑونگی میں ہادی بس ایک دفعہ میری اُولاد ہو جائے تاکہ تمہارا غرور ٹوٹے پتا نہی کب میں ماں بن و نگی مجھے پھر سے ڈاکٹرز سے چیک اپ کروانا چاہیئے۔۔

زارا بیگم غصّے میں روم میں ادھر ادھر ٹہلتے ہوئے اب ڈاکٹر امبرین کو کال ملانے لگی اپوائنٹمنٹ کے لیئے۔۔

جو دوسروں کا سکون برباد کرنے کی کوشش کرتے ہیں نا پھر اللہ اُنکا سکون برباد کر دیتا ہے۔

urdunovelsblog

محمد ہادی اور ہانیہ دونوں زید دُرّانی اور آنیہ دُرّانی کی اولاد ہے، آنیہ کی وفات کے بعد زید دُرانی نے اپنے کسی دوست کی بہن زارا سے شادی کرلی۔ آنیہ کی
وفات کے وقت محمد ہادی دُرّانی 15 سال کا تھا اور ہانیہ محض کی. زید دُرانی کی زارا سے ملاقات کسی دوست کی بزنس پارٹی میں ہوئی پھر کسی دوست
کے ریسیپشن میں ہوئی، زید زارا کی خوبصورتی اور کم عمری پہ فدا ہو گیا اور زارا زید کی دولت اور وجاہت دونوں پہ اور دونوں نے کچھ ماہ کے بعد شادی
کرلی. زارا زید سے شادی کے وقت 25 کی اور زید 35 کا تھا زارا ہمیشہ زید دُرانی سے عمر میں چھوٹی ہونے کا فائدہ اُٹھاتی رہی اور اپنے جھوٹے بھول پن
اور اداؤں سے زید دُرانی کو ابھی تک اپنا دیوانہ بنا رکھا ہے بجائے اِس کے کہ وہ ابھی تک ماں نہیں بن سکیں. زید دُرانی کے سامنے وہ بچوں سے اِتنا لاڈ
کرتی اور اُنکی فکر کرتیں مگر جب وہ موجود نہ ہوتے تو بچوں میں کوئی انٹرسٹ نہیں لیتی اور اپنی زندگی میں مصروف رہتیں۔ ہادی تو ویسے بھی زارا میڈم
سے نفرت کرتا تھا بچپن سے ہی اُسے یہ بات نہیں بھولتی کے اُسکے باپ نے اُسکی ماں کے انتقال کے کچھ ماہ بعد ہی شادی کرلی کم از کم ایک دو سال تو غم
منا لیتے۔ اور ہانیہ بھی بھائی کی طرح زارا میڈم کو زیادہ پسند نہیں کرتی تھی مگر وہ اپنے باپ کی وجہ سے زیادہ اُلجھتی بھی نہیں تھی. زید دُرّانی بہت ہی
دولت منداور پاکستان کے بہت بڑے بزنیس مین میں بھی شمار کیا جاتا ہے لندن کی یونیورسٹی سے بزنس ایڈمنسٹریشن میں ڈگری لی، ماں باپ کی اکلوتی
اولاد ہونے سے اللہ نے تمام جائیداد دولت انہی کے نصیب میں لکھی اور پھر زید دُرّانی نے اپنی بے انتہا محنت اور ہارڈ ورک سے اپنے بزنیس کو اور چار
چاند لگادیے. زید صاحب کو اپنی اولاد سے بھی بہت محبت ہے مگر وہ آنیہ کی وفات کے بعد اپنے بچوں سے بہت دور ہو گئے۔ زید دُرّانی کی آنیہ سے
شادی اُسکے ماں باپ احمد دُرّانی اور نفیسہ دُرّانی نے کروائی تھی۔ نفیسہ آنیہ کی خالہ تھی اور نفیسہ کو اپنی بہن کی بیٹی آنیہ سے محبت بھی بہت تھی اور آنیہ
تھی بھی بہت معصوم اور خوبصورت، سب کا خیال رکھنے والی سادہ اور دین دار لڑکی، نفیسہ اور احمد دُّرانی بالکل ایسی ہی لڑکی چاہتے تھے اپنے بیٹے کیلئے جو
اُنکا گھر سنبھال سکے اور دنیا کی لالچ میں نہ ہو، مگر آنیہ کے نصیب میں اللہ نے جتنی زندگی لکھی تھی اُتنا وقت گزار کے وہ اِس دنیا سے رخصت ہو گئ۔ زید

urdunovelsblog

بھی آنیہ سے بہت محبت کرتے تھے ایساوہ ہمیشہ آنیہ سے کہا کرتا تھا مگر وہ آزاد ماحول میں رہنے والا پارٹیز اینڈ بزنس ڈیلینگز کرنے والا آنیہ کے انتقال کے فوراً بعد زارس میں انوالو ہو گیا اور اُس سے دوسری شادی بھی کر دی۔ اور محمد ہادی اپنی ماں سے بہت اٹیچ تھا اِسی لئیے آج تک وہ اپنی زندگی کو ادھورا محسوس کرتا ہے، منگنی بھی خالصتاً اُس نے اپنے باپ کے بہت زیادہ اصرار پہ کی اور پھر بسمہ اُسکی بچپن کی دوست بھی ہے اور وہ اور بسمہ ساتھ ہی نیو یارک گیا مگر بسمہ اُس کے بعد اسلام آباد BBA میں یونی میں پڑھتے تھے اور دونوں نے

کے بعد ہی اسلام آباد اپنے گھر لوٹا بسمہ ہادی سے محبت کرتی ہے مگر ہادی نے ہمیشہ اُسے صرف دوست ہی سمجھا۔ MBA واپس آگئ جبکہ ہادی پاکستان آ کے باپ کے کہنے پہ محمد ہادی نے باپ کا بزنس ہی سنبھال لیا پھر اُس کے باپ نے اُسے بسمہ سے منگنی کرنے کو کہا بسمہ کا باپ احمر حاحب اُن کے بہت اچھے دوست ہیں اور انہوں نے خود اپنی بیٹی کیلیئے زید سے بات کی اور وہ مان گئے ہادی نے بسمہ سے منگنی پہ باپ کو روکا بہت لیکن انہوں نے اُسے کہا کے وہ تمہیں سمجھتی بھی ہے اور محبت بھی کرتی ہے چونکہ تم کسی میں انٹرسٹڈ نہیں ہو تو بسمہ سے شادی کرنے میں کیا برائی ہے اور پھر ہادی بالآخر مان گیا اُسے بھی لگتا تھا کے بسمہ اُسے اچھے سے جانتی ہے اُن کی زندگی اچھے سے گزرے گی مگر اب اُسے لگتا ہے اُس نے یہ فیصلہ کیا صحیح بھی کیا تھا؟ اور اگر ہاں تو وہ پھر خوش کیوں نہیں دل سے؟ کیوں مُطمئن نہیں وہ کچھ ادھورا سا کیوں محسوس کرتا ہے؟ وہ یہ بات اکثر سوچتا! اور شاید اُسے یہ جواب اب بہت جلد ملنے والا ہے!

آپی یار جلدی سے ریڈی ہو جائیں پھر گروسری کرنے چلیں عروہ کمرے میں آتے بولی۔

،ارے ہو تو گئی ہوں اب اور کتنا ریڈی ہوں اُس نے عبایا پہنتے ہوئے عروہ کو کہا

آج تو رات میں مزے کا ڈنر بنے گا آپی آخر کو خاص مہمان جو آ رہیں ہیں، صبا اپنی آپی کو بولی، ہاں لگ رہا ہے سب سے زیادہ خوش تم ہو لیلیٰ عروہ کو دیکھتے بولی .

.ھاھاھا آپی سب سے زیادہ خوش تو حبا ہے

.ہاں وہ تو خوش ہو گی نا! اچھا اب جلدی کرو مہمان آ ہی نہ جائیں اور ہم یہیں کھڑے نہ رہ جائیں لیلیٰ نے مسکراتے ہوئے عروہ کو کہا

حبا کا رشتہ اُس کے بڑے چچا کے چھوٹے بیٹے سے ہو چکا تھا۔ شادی کا ابھی انہوں نے اتنی جلدی سوچا نہیں تھا۔ حبا کی گریجویشن اور تیمور کے ماسٹرز کے بعد شادی کا سوچا تھا۔ حبا کے چچا خالد صاحب کو چونکہ حبا سے بچپن سے ہی پیار تھا اور وہ اُنکی لاڈلی بھی بہت ہے تو انہوں نے اُسے اپنی بہو بنانے کا ہی ارادہ کر لیا ویسے بھی اُن کے تینوں بچوں کی شادی ہو چکی تھی تو چوتھے کیلئے انہیں اتنی جلدی نہیں تھی وہ چاہتے تھے کے تیمور ابھی ماسٹرز آرام سے کر لے پھر اُسے اچھی نوکری ملنے کے بعد ہی شادی کا سوچینگے۔

---

urdunovelsblog

اُمّ لیلیٰ جیسے ہی کلاس میں اینٹر ہوئی سر احمد جو کرائسس مینیجمینٹ کے ٹیچر تھے انہوں نے لیکچر سٹارٹ کر دیا تھا۔ وہ جلدی جلدی بیک سیٹ پہ جا کے بیٹھ گئی اور سر کو سننے لگی،

! اسلامُ علیکم تم لیٹ کیوں ہو گئی آج؟ مریم نے اُم لیلیٰ کو دیکھتے ہی پوچھا

وعلیکم سلام! بس یار وہ آذان کو کالج ڈراپ کیا اور پھر کراچی کے ٹریفک کا تو تمہیں پتا ہی ہے تو لیٹ ہو گیا۔

! ہاں ٹریفک کا تو بہت بڑا ایشو ہے دنیا میں! تم بتاؤ کل مال چلیں کچھ شاپنگ بھی کرلینگیں اور کھا پی بھی لینگے! مریم ام لیلیٰ سے بولی

! ہاں بھلے میں آج ابو اور امی سے پوچھ کے تمہیں رات کو بتاؤ گی

ہاں دانیہ کو بھی بتا دیتے ہیں وہ آگے بیٹھی ہے اور وہ دیکھو بڑے غور سے سر کو سن رہی ہے ! مریم ہنستے ہوئے آہستہ سے بولی۔ ہاہا شکریہ بھی کچھ تو سیریس ہوئی پڑھائی کو لیکر۔ اُمّ لیلٰہ نوٹ بوک اوپن کرتے پین کا کیپ کھولتے ہوئے بولی۔

دانیہ جس کا مائنڈ انہی کی طرف تھا پیچھے انہیں آپس میں کُھسر پُھسر کرتے دیکھ کر مسکرائی پاس کی جو انکی کلاس میٹ اور تھرڈ پارٹنر ان کر ائم بھی تھی اور تینوں میں بہت گہری دوستی تھی۔ تینوں اسکول کے زمانے سے ساتھ ہی پائی جاتی ہیں یہاں تک کے یونی میں بھی تینوں نے سیم ڈیپارٹمنٹ لیا،

! اور تینوں ایک دوسرے کے بارے میں سب کچھ ہی جانتی تھیں۔ Bs Entrepreneurship

سر حامد نے اِنہیں باتیں کرتے دیکھا تو چپ ہو گئے ! باقی کلاس میٹس بھی انکی طرف متوجہ ہو گئے۔

جی مس مریم اور اُمّ لیلٰہ میں نے ابھی کیس سٹڈی ایکسپلین کی ہے کیا آپ لوگ پھر سے کلاس کو سمجھا سکتے ہیں؟

! پوری کلاس دبی دبی ہسنے شروع ہو گئ

! سوری سر وہ ہم نے نہیں سنا ! اُم لیلٰہ نے فوراً سچ بولا

تو ایسی کون سی ارجنٹ بات ہے جو آپکو ابھی کرنی ہے؟

سوری سر نیکسٹ ٹائم

it won't happen !

Okay ! Pay attention to what I'm explaining !

! آپ اچھی سٹوڈنٹ ہیں اسلئے لاسٹ چانس دے رہا ہوں

! سوری سر مریم بھی بولی

urdunovelsblog

! لیلیٰ فوراًبولی! Thank you sir

Okay class I'm going to share case study with your CR and we will discuss the case study in next class!

! آج کی کلاس اینڈ ہو گئی ہے

See you next week ! Allah Hafiz!

! اللہ حافظ سر

پوری کلاس سر کے کلاس سے نکلتے ہی خود بھی کینٹین کی طرف چل دئے۔

! مریم،اُمِّ لیلیٰ اور دانیہ بھی کینٹین سے فریش جوس اور شاورمالے کے پارکنگ ایریا میں اپنی اپنی گاڑی کی طرف جا رہی تھیں

! پھر کل ملتے ہیں مریم نے اُمِّ لیلیٰ اور دانیہ کو کہا

! انشاءاللہ رات کو گروپ میں بات کرینگے ویسے بھی کل کوئی کلاس بھی نہیں ہے! امِّ لیلیٰ نے بولا

!ہاں شکر! دانیہ بھی بولی چلو اللہ حافظ! میرے ڈرائیور انکل ویٹ کر رہے ہیں بچارے! اُمِّ لیلیٰ بولی

اوکے ہم بھی چلتے ہیں! وہ دونوں بھی بولتیں اور اپنی اپنی گاڑی کی طرف چل دیں۔

آپی آپ کی یونیورسٹی کی کتنی چھٹیاں رہتی ہیں؟

! حبانے اُمِّ لیلیٰ سے پوچھا

کیوں؟

! وہ لائبہ کی شادی کی ڈیٹ فکس ہو گئ ہے! آج شام کو پھوپھو نے کال کی تھی امی کو جب آپ یونی میں تھیں

! اوہ اچھا! ہاں میری کافی چھٹیاں پڑی ہوئی ہیں

! یہ تو بہت اچھا ہو گیا اب ہم آرام سے اسلام آباد گھوم بھی سکینگے وہ بھی سردیوں میں عروہ لاؤنج میں آتے ہی بولی

! ہم تو بہت ایکسائیٹڈ ہیں شاپنگ بھی کرنی ہو گی اور بہت مزہ آئیگا! پھوپھو تو بول رہیں ہیں کے تم لوگ 15 دن پہلے ہی آنا

! مگر امی نے کہا کے بابا اتنے دنوں کیلئے نہیں رکینگے

حبا خوشی کے مارے ایکسائیٹڈ ہو کر بولی!

ہاں تو سہی کہہ رہی ہیں امی اتنے دنوں کیلئے تھوڑی جا کے بیٹھ جائنگے وہ بھی تو اپنی تیاری وغیرہ کر رہے ہونگے نہ۔ اُمِّ لیلیٰ خوبصورت سے بلیک صوفہ سے اُٹھتی ہوئی بولی۔

عروہ تم جا کے میرے لئے گرین ٹی بنا کے لے آؤ میں جب تک دو تین رکوع قرآن پاک کے پڑھ لوں آج میں نے پورے دن میں قرآن کی تلاوت نہی کی ہے تو دل کو سکون نہیں آرہا! اُم لیلیٰ اپنے کمرے کی طرف جاتے ہوئے بولی۔

!ہاں یہ تو سہی کہا آپ نے آپی جب کسی دن نماز اور قرآن نہ پڑھیں بے چینی اور بے سکونی سی ہو جاتی ہے! حبا اور عروہ دونوں بولیں

! ہاں میں آتی ہوں تم دونوں جب تک لیپ ٹوپ لے آؤ اور وہ ٹرکش سیریز بھی ڈاؤنلوڈ کر لوں

ہاں آپ جائیں میں اچھی سی کافی بناتی ہوں اور اُس کے ساتھ وہ سعودی عرب سے جو چاکلیٹس اور کوکیز لائے تھے وہ بھی لاتی ہوں! عروہ مزے سے بولی

! ھبا بھی لیپ ٹوپ لینے جانے سے پہلے فوراً بولی اور ساتھ میں کریم رولز بھی لانا

اُمّ لیلیٰ اپنے کمرے میں آئی جسے اُس نے وائیٹ اور سکن کلر کے فرنیچر سے سیٹ کیا تھا بڑی سی کھڑکیوں پر لایٹ براؤن کرٹنز تھے ڈریسنگ ٹیبل الماری اینڈ چیئر بھی وائٹ تھی روم میں سائیڈ پر ایک بڑی سی نیولی ڈیزائنڈ ڈارک براؤن آرم چیئر تھی اور کارپٹ بھی لائٹ براؤن کلر کا تھا کمرہ لائٹ کلرز سے مزید خوبصورت لگتا تھا۔اُمّ لیلیٰ وضو کرکے آئی اور پھر سفید رنگ کی خوبصورت سی چادر نماز کے لیئے سہی سے اوڑھ کر اپنا بلیک مُصّلہ اُٹھا کر بچھاتی دو نفل اللہ کی محبت میں ادا کرنے لگی اور پھر ادا کر کر دعا کیلیئے ہاتھ اُٹھائے، یااللہ آپ تو ہر شے سے واقف ہو یہ درد میرے دل سے جاتا ہی نہیں ہے یار حمٰن صبر مشکل ہے مگر میں اپنی آخری سانس تک صبر کرونگی اور میں آپ سے صبر مانگتی ہوں میرے پیارے اللہ کیونکہ میں یہ جانتی ہوں سب بھول بھی جائیں یہاں تک میں بھی بھول جاؤنگی مگر آپ نہیں بھولیں گے آپ میرے اللہ ہیں اور اللہ اپنے بندے کے ہاتھوں دوسرے بندے کو دی ہوئی تکلیف کبھی نہیں بھولتا اللہ بے شک آپ ہمارے گناہ معاف کر دیتے ہیں چاہے جیسے بھی ہیں ہم مگر آپ تو معاف کر دیتے ہو نا ہمیں مگر جب تک وہ بندہ جس کے ساتھ ظلم ہوا ہے تب تک وہ نہ معاف کرے اللہ آپ بھی تب تک معاف نہیں کرتے اور مجھے بس آپ پہ یقین ہے آپ جب بھی حساب لینگے مگر لینگے ضرور اُن ظالموں کو چھوڑینگے نہیں انشاءاللہ یا رحمان یا رحیم۔اُمّ لیلیٰ کا پورا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا اور نمازِ تہجد کا نور چہرے پر موجود تھا۔وہ اُٹھی جاہ نماز لپیٹ کے واپس الماری میں رکھی پھر قرآن پاک اُٹھایا صوفہ پر بیٹھی قرآن پاک کو احترام سے اُٹھا کے چوم کے جہاں سے چھوڑا تھا وہاں سے تلاوت کرنے لگی۔اور پھر جو اللہ پہ یقین رکھتے ہیں انہیں دیر سے ہی سہی مگر بہترین سے نوازہ جاتا ہے۔تم اللہ پہ یقین کرکے تو دیکھو۔

امی جان بہت بھوک لگی ہے لنچ ریڈی نہیں ہے کیا ابھی تک ؟آذان سکول سے آتے ہی بیگ لاونچ میں صوفہ پہ رکھ کے کچن میں جا گھسا،

آمنہ بیگم جو مٹر کے پلاؤ کو دم پہ رکھ کے اب کھیرا اور گاجر سلاد کیلئے کاٹ رہی تھیں فوراً بولیں،

سب تیار ہے بیٹا جا کر فریش ہو کے آؤ اور بہنوں کو بھی بلا کے لاؤ!

کیا آپی اور یہ دونوں آج جلدی آ گئی ہیں؟

نہیں آج اُس کا اوف تھا اور حبا، عروہ آج کالج ہی نہیں گئی تھیں اور تینوں (حبا، عروہ، اُمِّ لیلیٰ) کچھ کتابیں لینے مارکیٹ گئی تھیں ابھی ہی تو آئیں ہیں یہ تینوں بھی گھر!

اوہ اچھا یہ اچھا ہے آپ اُن دونوں کو اوف کرنے دے دیتیں ہیں مجھ بچارے پہ ہی کبھی نہ چھٹی کرنے کا ظلم کیا جاتا۔ آپ اور بابا دونوں مجھے کبھی اسکول اور کوچنگ سے چھٹی نہیں کرنے دیتے۔

آمنہ بیگم نے سلاد کاٹ کر فریج میں رکھا اور دہی کا پیک اُٹھا کر باؤل میں ڈالنے لگیں، جاؤ جا کر فریش ہو کر آؤ کھانہ تیار ہے اور تم چھوٹے ہو ابھی تمھارا پڑھائی میں فُل فوکس کرنا بعد میں تمہیں فائدہ دیگا بیٹا۔ اور اِس عمر میں اُن کے ساتھ بھی یہی ہوتا تھا۔ جاؤ اب میں ٹیبل لگاتی ہوں۔ آذان فوراً فریش ہونے چلا گیا۔

urdunovelsblog

اُمِّ لیلیٰ بھی اُسی وقت کچن میں آئی، امی کھانا بن گیا بہت بھوک لگی ہے،

ہاں بن چکا ہے میں کھانا نکال رہی ہوں تم ٹیبل سیٹ کر دو اور اُن دونوں کو بھی بلا لو!

آمنہ بیگم نے جلدی سے ٹرے میں مٹر پلاؤ نکالا، اور ساتھ میں انہوں نے ساگ اور روٹی بھی بنائی تھی وہ بھی گرم گرم باؤل میں نکالا اور ہاٹ پاٹ میں روٹیاں ڈالیں، اُمِ لیلہٰ بھی جلدی سے پلیٹس اور گلاس چمچے وغیرہ ڈائننگ ٹیبل پہ سیٹ کر کے جلدی سے پھر کچن میں آئی۔

بیٹا یہ سب بھی جا کر ٹیبل پہ لگاؤ میں پانی کا جگ اور سلاد لے کر آتی ہوں۔

واؤ امی جان آج تو آپ نے فل دیسی کھانا بنایا ہے اور خوشبو بھی بہت اچھی آ رہی ہے وہ سب ٹیبل پہ رکھ کے آ کے بولی۔

ہاں بیٹا بس آج دل کیا تو بنالیا عروہ اتنے دنوں سے مٹر پلاؤ بنانے کا کہہ رہی تھی۔

امی مجھے دیں میں لے آتی ہوں جگ اور سلاد بھی آپ جائیں بیٹھیں کھانا شروع کریں اُمّ لیلیٰ نے ماں کے ہاتھ سے جگ اور پلیٹس لیتے ٹیبل پر آکر رکھیں اور ماں کو کرسی نکال کر دیتی خود بھی انکے ساتھ والی کرسی پے بیٹھی۔ جبکہ وہ تینوں بہن بھائی چپ چاپ کھانے سے بھرپور انصاف کر رہے تھے۔

بدتمیز میں اور امی آرہے تھے تم لوگ پہلے ہی شروع ہو گئے۔

آپی یار اتنی بھوک لگی تھی تو رہا ہی نہیں گیا، اتنے مزے کا بنا ہے سب۔ آذان ہستے ہوئے کھیر اکھاتے ہوئے بولا۔

اچھا امی آپ شروع کریں حبا مٹر کے پلاؤ کا نوالہ لیتی بولی۔

ہاں ہاں کھا رہی ہوں تم لوگ بھی کھاؤ!

ویسے آپی نیکسٹ ٹائم کوئی انگلش میسٹری کتاب لینگے۔ عروہ کھیر اکھاتے ہوئے بولی!

ہاں تم تو جیسے بہت شوق سے سب بکس پڑھو گی نا! حبا نے پانی پیتے ٹکڑا لگایا۔

تم زیادہ بیچ میں مت بولا کرو میرے کتنی دفعہ بولا ہے۔ کیوں میرا منہ میں تو بولنگی حبا نے منہ بناتے ہوئے بولا۔ ہاں تم تو بُک ریڈنگ میں ایکسپرٹ ہو پورا پڑھ کے بھی تمہیں سمجھ نہیں آتا کے سٹوری کیا چل رہی ہے۔ عروہ نے بھی پھر پیچھے رہنا تھا کیا۔

آذان تو صرف اِن کی باتوں پے ہنس ہی رہا تھا تم لوگ تو ایک دوسرے کی بے عزتی ہی کرتے ہو لڑائی تو نہیں کرتے۔ وہ بولا

ہاں چپ کر کے کھانا کھاؤ آمنہ بیگم بھی انہے چپ کراتے ہوئے بولی۔

میں تو ابھی three daughters of eve by elif shafaq پڑھو نگی اُمّ لیلیٰ بولی۔

ہاں پھر بتانا آپی مجھے بھی سٹوری اور مین ڈسکشن کیا ہے اِس بُک میں اب کون اِتنی لمبی پڑھے گا عروہ حبا دونوں ساتھ بولیں۔

آمنہ بیگم ،اُمّ لیلیٰ اور آذان سب ہسنے لگے اِن دونوں کی ہر کتوں پہ۔

تم دونوں کا کچھ نہیں ہو سکتا۔آمنہ بیگم بھی بولی۔یوں ہی آپس میں نوک جھونک کرتے سب نے اچھے ماحول میں کھانا کھایا پھر اپنے اپنے کمروں میں تھوڑی دیر سونے کیلئے چلے گئے۔

وہ جیسے ہی لاؤنج میں اینٹر ہوا،اس کی نظر احمر صاحب پر پڑی جو صوفے پر بیٹھے ذید صاحب کے ساتھ گپ شپ میں مصروف تھے۔ہادی کو دیکھتے ہی دونوں نے مسکرا کر اُسے مخاطب کیا۔

urdunovelsblog

''ہیلو برخوردار، کیا حال ہیں؟''

''شکریہ انکل! I'm perfectly fine،آپ کیسے ہیں؟'' ہادی نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

''I'm also good'' اور کہاں سے آرہے ہو؟ !

''جی آفس سے ہی آرہا ہوں۔''

ذید صاحب فخر سے بولے:

کر دیا ہے۔'' grow ''ہاں بیٹے، تمہاری محنت نے تو بزنس کو مزید

''ماشاءاللہ، میرا بیٹا واقعی بہت ہارڈ ورکنگ ہے!'' زید صاحب نے خوشی سے اپنے ہینڈ سم بیٹے کو دیکھا۔

''Thank you uncle! And please excuse me,'' ہادی نے رسمی سا جواب دیا اور باپ کی طرف ایک نظر ڈال کر کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔

''ارے بیٹھو تو سہی بیٹا! مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے،'' احمر صاحب نے روک لیا۔

''ضرور بیٹھتا انکل، بٹ آئم ٹو ٹائرڈ، سو سوری!'' ہادی نے کندھے اچکا دیے۔

''اوہ، دس منٹ ہی تو لگیں گے۔ چلو فریش ہو جاؤ، پھر ڈنر ٹیبل پر بات کرتے ہیں،'' زید صاحب نے نرمی سے کہا۔

urdunovelsblog

اصل میں زید صاحب کا دل اکثر ترستا تھا کہ ہادی اُن کے ساتھ وقت گزارے۔ ہانیہ تو کبھی کبھی شام کی چائے یا ڈنر پر ساتھ بیٹھ جاتی تھی، مگر ہادی ہمیشہ مصروف رہتا۔ اُس کے دل میں یہ گلہ بھی چھپا ہوا تھا کہ جب اُنہیں بابا کی سب سے زیادہ ضرورت تھی، وہ بزنس اور زارا میں الجھے ہوئے تھے۔ پھر ماں کے انتقال کے بعد ایک سال کے اندر اندر اُن کی دوسری شادی نے ہادی کے دل میں اور بھی فاصلے ڈال دیے۔

ہادی نے بلیک کوٹ اُتار کر ہاتھ میں پکڑا اور بولا:

''میں ڈنر کر کے آیا ہوں یوسف کے ساتھ، تھوڑی دیر بیٹھ جاتا ہوں۔''

یہ کہہ کر وہ سامنے رکھے بڑے سے شاہانہ مہرون صوفے پر بیٹھ گیا۔

لاؤنج بے حد شاندار تھا: وائیٹ اور مہرون تھیم کے ساتھ سجے صوفے، شفاف گلاس کا سنٹر ٹیبل، کھڑکیوں پر بھاری پردے، افغانی قالین اور اوپر لٹکتا فانوس جس کی روشنی نے ماحول کو جگمگا رکھا تھا۔ تین کنال کی اس کوٹھی کا ہر کونا ایک پروفیشنل انٹیریئر ڈیزائنر کی محنت کا عکس تھا۔ لگتا تھا کہ اس گھر کے مکینوں کو گہرے رنگوں سے خاص لگاؤ ہے۔

گفتگو کا رخ اچانک ہی اس نکتے پر آ گیا جس کی ہادی کو توقع تھی۔

''دیکھو بیٹا، تمہاری اور بسمہ کی منگنی کو تقریباً چار سال ہو گئے ہیں۔ اب میرا خیال ہے شادی کر دینی چاہیے،'' احمر صاحب نے نرمی مگر اصرار سے کہا۔

urdunovelsblog

''I can't get married this soon انکل، مجھے ابھی اپنے بزنس کو پورا وقت دینا ہے،'' ہادی نے صاف جواب دیا۔

''بیٹا شادی کے بعد بھی سب چل سکتا ہے، کوئی تمہیں روکے گا تھوڑی،'' احمر صاحب نے فوراً کہا۔

''ہاں، احمر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ بزنس تو شادی کے ساتھ بھی چل سکتا ہے۔ تو تم انکار کیوں کر رہے ہو؟'' زید صاحب نے بھی بات بڑھائی۔

''I'm not denying, I'm delaying! یہ میرا پرسنل ڈیسیژن ہے، انکل۔ اس معاملے میں پلیز آپ یا ڈیڈ انوالو نہ ہوں، اور نہ ہی کوئی اور...'' ہادی کی نظر اچانک زارا پر پڑی جو نک سک سے تیار، مہرون ڈریس میں لاؤنج میں داخل ہو رہی تھیں۔

''اوہ، تو ایرا غیرا سے مراد میں ہوں؟'' زارا بیگم طنزیہ لہجے میں بولیں۔

''بالکل! آپ کافی سمجھدار ہیں،'' ہادی نے سرد لہجے میں جواب دیا۔

زارا بیگم نے مصنوعی لگاوٹ کے ساتھ صوفے پر بیٹھتے ہوئے ٹیبل پر اپنا بیگ رکھتے ہوئے کہا مگر دل ہی دل میں تپش اور غُصّے سے بھر چکیں تھیں

''دیکھا زید، یہ مجھ سے کیسے بات کرتا ہے۔ حالانکہ میں تو اسے اپنا بیٹا سمجھ کر صرف اس کے فائدے کی بات کرتی ہوں۔''

آپ تو ایسے ریکٹ کر رہیں ہیں جیسے بڑی ویل وشر ہیں آپ میری ہادی نے بے پرواانداز میں کہا

''ہادی، بس کرو! ماں ہے وہ تمہاری،'' زید صاحب نے ٹوکا۔

''پلیز ڈیڈ، اسٹاپ اِٹ یہ صرف آپ کی بیوی ہے۔ ہم سے رشتہ جوڑنے کی کوشش نہ کریں۔''

ماحول یک دم کشیدہ ہو گیا۔ احمر صاحب نے بات سنبھالنے کی کوشش کی:

''دیکھو ہادی، بسمہ بھی یہی چاہتی ہے۔ انفیکٹ اُسی کے کہنے پر میں آج یہ بات کرنے آیا ہوں۔''

''ائم سوری انکل، مگر میں شادی کے لیے ابھی تیار نہیں ہوں۔ اگر آپ کو یا بسمہ کو جلدی ہے تو کسی اور جگہ رشتہ دیکھ لیجیے۔''

urdunovelsblog

''کیابکواس کر رہے ہو!'' ذید صاحب بھڑک اٹھے۔

''جو سنا آپنے بالکل وہی، ڈیڈ۔''

یہ سنتے ہی احمر صاحب کا صبر بھی جواب دے گیا:

''ہادی! یہ حد ہو گئی۔ تم کب سے میری بیٹی کو ریجیکٹ کر رہے ہو؟ آفس جوائن کرنے سے منع، بزنس پارٹیز میں جانے سے منع! وہ کوئی جاہل مڈل کلاس کی لڑکی نہیں ہے جو تمہاری یہ باتیں مانے گی۔ وہ میری بیٹی ہے اور وہ سب کچھ اپنی مرضی اور میری مرضی سے کرے گی!''

ہادی نے طنز سے قہقہہ لگایا:

''بالکل انکل! اسی لیے تو آپ اپنی بیٹی کو ہر پارٹی میں لے کر جاتے ہیں تاکہ غیر مرد اُس کی خوبصورتی دیکھ کر آپ سے بزنس ڈیل کریں آپکو فیور زدیں

۔Such a cheap mentality''!

''شٹ اپ ہادی!'' احمر صاحب غصے سے بولے۔ ''یہ سب ہائی سوسائٹی میں ہوتا ہے، تمہاری سوچ کب سے مڈل کلاس ہو گئی ہے جو تمہیں یہ سب چیپ اینڈ ڈسکسٹنگ لگ رہا ہے اور تمہارا باپ بھی تو اپنی بیگم کو ہر جگہ لے لے کر پھرتا ہے وہ چیپ نہی ہے کیا پھر تمہاری نظر میں''

ہادی کا لہجہ سخت ہو گیا:

ہے، میرے اور انکے لیئے یہ غیرت کا معاملہ ہے۔ میں ایلیٹ کلاس سے تعلق رکھ کر بھی بے غیرت high society "آپ کے لیے یہ صرف نہیں بن سکتا۔ اور زارا بیگم... وہ نہ میری ذمہ داری ہیں نہ مجھے ان کو پروٹیکٹ کرنے میں کوئی دلچسپی ہے۔ میری ذمہ داری صرف میری بہن ہے جسے اپنے بھائی کی عزت رکھنا آتی ہے اور میری بیوی ہوگی اور میں اپنی ذمہ داری نبھانا خوب جانتا ہوں!"

یہ کہہ کر ہادی غصے سے اٹھا اور تیزی سے سیڑھیاں چڑھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔

لاؤنج میں موجود باقی سب افراد ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہ گئے۔ ماحول میں اتنی خاموشی چھا گئی کہ گویا سب کی زبانوں پر سانپ سونگھ گیا ہو۔ کسی کے پاس اپنے کیئے کو جسٹیفائی کرنے کا کوئی جواب ہی نہ تھا۔

urdunovelsblog

یار یہ ٹو پیس چیک کرو کتنا پیارا ہے نہ دانیہ مریم اور اُمّ لیلیٰ سے بولی!

ہاں کلر بھی برائٹ ہے سوٹ کریگا دانیہ تم پہ اُم لیلیٰ دانیہ سے بولی

ہاں اور پرائس بھی ریزن ایبل ہے مریم بھی بولی!

وہ تینوں مال آئی تھی کے آوٹنگ بھی ہو جائیگی اور شوپنگ بھی۔

چلو پھر میں بائے کرتی ہوں یہ تم لوگ بھی کچھ چوز کر و ڈیڑھ گھنٹے سے ہم کبھی اس آؤٹ لیٹ جارہیں ہیں تو کبھی اُس، جلدی کر و پھر کچھ کھاتے ہیں

چل کے بھوک لگ رہی ہے مجھے تو اتنی مزے کی خوشبو آرہی ہے۔دانیہ دونوں سے بولی

ہاں اب خود تو تم نے بھی ابھی ہی ڈیسائڈ کیا ہے اور بول صرف ہمیں رہی ہو دونوں نے ساتھ بولا!

اچھا اب کر بھی لو!

اچانک سے اُم لیلیٰ کی نظر کسی پر پڑی اور اُسے دیکھتے ہی شدید غُصّے کی لہر اُس میں اُٹھی۔اور اُس کا چہرہ بھی اُم لیلیٰ کو دیکھتے لٹھے کی مانند سفید ہو گیا،

یہاں سے چلو جلدی کرو دانیہ اور مریم کہیں اور چلتے ہیں وہ دونوں جو سوٹ دیکھ رہی تھی فوراً بولی کیا ہوا ہے بھئی ہمیں دیکھنے تو دو،

I'm going ٹھیک ہے تم دونوں کو دیکھنا ہے تو دیکھو

وہ جلدی سے گلاس ڈور کھول کے باہر نکلی،

ارے اُم یار رکو ہم بھی آرہے ہیں ساتھ ہی چلتے ہیں۔مریم بولی اور وہ دونوں بھی جلدی سے اُس کے پیچھے بھاگیں۔

وہ بھی جلدی سے گلاس ڈور دکھیل کے جلدی سے اُم لیلیٰ کے پیچھے بھاگا۔

لیلیٰ لسن ٹومی!

اُم لیلیٰ جو غُصّے سے بھری پڑی تھی مڑتے ہی بولی،

Shut up don't you dare to call out my name !

میری بات تو سنو فار گاڈ سیک وہ پھر سے التجائیہ لہجے میں

بولا۔

Go to hell !

سنا نہیں وہ نہیں بات کرنا چاہتی تم سے جاؤ ! اور کس منہ سے تم نے اُمِ لیلیٰ کا نام لیا ہے، مریم نے جب صورتحال کو سمجھا تو ہوش میں آتے بولی۔

But i just want to talk to you for 10 mints ! Please listen to me umme laila .

وہ پھر سے منتی لہجے میں بولا

ارے تمہیں شرم نہیں آرہی نہی کرنی بات جاؤ ورنہ میں شور کردونگی پھر لوگ آکے تماشہ لگائینگے، خیر تماشہ لگانہ تو تمہیں کافی پسند ہے۔ دانیہ بھی غُصّے سے بولی۔

اُمِ لیلیٰ چپ چاپ ایک کارنر میں کھڑی اپنا غُصّہ کنڑول کر رہی تھی۔

چلو اُمّ یار ہم کہی اور چلتے ہیں وہ جلدی سے لیلیٰ کا ہاتھ پکڑ کے لفٹ میں چڑھتے بولیں۔

اور وہ وہیں کھڑا اپنی غلطی پہ پھر پچھتایہ مگر اُس ظالم کو کیا پتا وہ غلطی نہیں بہت بڑا گناہ تھا جو اُس نے کیا تھا۔

جس کی سزا وہ رب رحیم اُسے بہت جلد اور بہت کڑی دیگا۔

وہ لوگ گاڑی میں بیٹھیں تھیں اور مسلسل اُسے ہی کوس رہیں تھی۔

اب بس بھی کردو اُس منحوس کا نام لینا بند کرو تم دونوں اُمِ لیلیٰ اُن دونوں کو دیکھتے مسکرا کر بولی!

تم مسکرا رہی ہو وہ بھی ایسی سچویشن میں ؟دانیہ منہ پھاڑے اُسے دیکھتے ہوئے بولی !

ہاں سٹھیاتو نہیں گئی ہومائے ڈئر فرینڈ ؟ مریم بھی اُسے دیکھتی بولی

ارے نہیں پاگلوں میں تو اِس لئے مسکرا رہی تھی کے تم دونوں میری اِتنی کیئر کرتے ہو میں نے کبھی نہیں سوچا تھاأم لیلیٰ اُن دونوں کو بولی،

اوہواب ہم بچپن کے دوست ہیں تو خیال تو کرینگے نہ ایک دوسرے کااور ویسے بھی تم کم ہمارا ساتھ دیتی ہو ہر بات پہ پھر ہم تمہیں کیوں اکیلے چھوڑینگے۔دانیہ بولی۔

ہاں ہم تینوں ہم ساتھ ساتھ ہیں جو کرینگے ساتھ کرینگے ایک دوسرے کو کبھی اکیلا نہیں چھوڑینگے، مریم بھی بولی۔

ہاں بالکل اور وہ اسکول کے لاسٹ ائیر میں ہم نے پرامیس بھی تو کیا تھا۔ایک دوسرے کے ساتھ کانٹیکٹ میں رہینگے ہمیشہ انشاءاللہ چاہے کہیں بھی ہو اِس دنیا میں۔اُم لیلیٰ نے بھی کہا۔

urdunovelsblog

ہاں اب شادی بھی نہیں ہو رہی یار ہماری تو اسکول والا پرامیس نبھائیں نہ۔ مریم نے ہستے ہوئے بولا۔

ہاہاہاہاں شادی نہیں تو منگنی ہی ہو جائے اچھا بھلہ ہارون کا پروپوزل تم نے ریجیکٹ کر دیا مریم۔دانیہ بھی بولی

ہاہاہا اچھا چلو اِس میں اِس کی ہی بھلائی ہو گی اللہ نے مریم کے لئے ہارون سے زیادہ بہترین رکھا ہو گا۔اُم لیلیٰ نے بولا

ہاں تم کیوں یاد دلا رہی ہو وہ اگر میرے نصیب میں ہوتا تو ہو جاتی ہماری بات اور تمہیں بھی شکر اللہ کا تمہارے اُس آوارہ کزن سے اللہ نے بچایا ورنہ اب تک تمہاری شادی ہو چکی ہوتی اُس کے ساتھ اور وہ روز تمہیں ٹارچر کرتا۔ مریم نے بھی فوراً بولا۔

ہاں اللہ کا جتنا شکر کریں کم ہے۔دانیہ بولی

ہاں اللہ کا جتنا شکر کریں کم ہے وہ ہمیشہ ہمیں برے سے بچاتا ہے اور انشاءاللہ ہمیشہ بچاتا رہیگا۔اسی خوشی میں کہ اللہ نے ضرور ہمارے لئے بہترین رکھا ہوگا انشاءاللہ چل کے کسی اچھے ریسٹورینٹ میں کھانہ کھاتے ہیں۔اُمِ لیلیٰ بولی

ہاں ہاں چلو کچھ دیسی ٹرائے کرتے ہیں۔کڑاہی وغیرہ۔دانیہ نے بھی ہامی بھری اور ڈرائیور کو ریسٹورینٹ کا نام بتا کر پھر سے باتوں میں مصروف ہوگئی۔

اور کسی نے سچ کیا ہے اچھے دوست بھی نصیب والوں کو ملتے ہیں۔

بسمہ دھاڑ سے دروازہ کھول کے اُسکے آفس میں اینٹر ہوئی!

یہ کیا سن رہی ہوں میں ہادی؟

ہادی جسے بسمہ کی یہ حرکت ناگوار گزری تھی فوراً بولا!

یہ کیا بدتمیزی ہے؟ڈونٹ یو ہیوا اینی مینرز؟

تم نے جو کیا ہے وہ بھول گئے؟

کیا کیا ہے میں نے جو یوں منہ اُٹھا کے سوال کرنے آگئی ہو!

اوہ سو یو ڈونٹ ریمیمبر!

تم نے ڈیڈ کو شادی سے انکار کیوں کیا؟ ہماری انگیجمنٹ کو چار سال ہونے کو ہیں اب بھی شادی نہیں کرینگے تو کب کرینگے! وہ غصے میں چیختے ہوئے بولی

فسٹ آف آل آئی ایم ناٹ آنسر یبل ٹو یو اوکے اینڈ میرے آفس میں کھڑے ہو کے اس طرح سے بد تمیزی کرنے کا کوئی حق نہیں تمہیں سمجھی! ناؤ

گیٹ آوٹ اوف مائے آفس! ہادی بھی غصے کو ضبط کئے دھیمی آواز میں بولا!

ہادی تم اچھا نہیں کر رہے تم منگنی ختم کر رہے ہو مجھ سے! آئی لو یو سوچ مت کر وایسا! یو نو ڈیٹ کے میں دیوانوں کی طرح چاہتی ہوں تمہیں۔ بسمہ

روتی ہوئی دھیمی مگر نم آواز میں بولی۔

میں منگنی ختم نہیں کر رہا، آئی جسٹ وانٹ مور ٹائم! ہادی نے بھی دھیمی ہی آواز میں جواب دیا!

بچپن سے ساتھ ہیں ہم اور تمہیں ابھی بھی ٹائم چاہئے وہ پھر سے چیختی آگے بڑھی اور اُسکی ٹیبل سے اُسکی فائلز اور واز کو غُصّے میں دھڑام سے گرا گئی۔

بسمہ گیٹ آوٹ اوف مائے آفس! یہاں تماشہ لگانے کی ضرورت نہیں ہے! دس از مائے آفس نوٹ یور ہوم! اب کی بار وہ بھی غُصے میں دھاڑا اور

اُسے بازو سے پکڑ کے اپنے آفس روم سے باہر نکال دیا اور اپنے آفس کا دروازہ لاکڈ کر دیا۔

وہ اُسکے آفس کے باہر کھڑی شدتِ توہین سے اپنا غصہ ضبط کئے ہادی پہ شور کئے آخر کار واپس چلی گئی۔

urdunovelsblog

جس میں اُسکی ورزشی باڈی نمایاں ہو رہی تھی بلیو جینز کے white casual shirt وہ آج اتنے دنوں بعد اپنے دوستوں کے ساتھ باہر نکلا تھا۔

ساتھ پہنے ہاتھ میں راڈو کی قیمتی گھڑی پہنے بلیک شوز پہنے بہت ہینڈ سم لگ رہا تھا۔

آج صبح کی فلائیٹ سے وہ کراچی آیا تھا کسی میٹنگ کے سلسلے میں پھر کچھ پرانے دوست جو کچھ سالوں سے کراچی میں مقیم تھے انکوں جب محمد ہادی کی کراچی میں موجودگی کا پتا چلا تو وہ اسکے پیچھے پڑھ گئے کہ ہم سے ملے بغیر اسلام آباد واپس مت جانا۔ یوسف جو اُسکا بیسٹ بڈی اور بچپن کا دوست اور کلاس فیلو بھی تھا وہ اسلام آباد میں ہی تھا۔

ابھی رات کے ۹ بجے وہ سب کے ساتھ بیٹھا فرائے فش، مٹن کڑاہی کے ساتھ گرم گرم نان ساتھ میں مٹکا بیف بریانی اور سٹیمڈ چکن روسٹ کے ساتھ بھرپور انصاف کرتے ہوئے باتیں بھی کر رہا تھا۔

ہاں بھائی شادی کب کرنے کا ارادہ ہے ؟ طلحہ نے پوچھا!

کیوں تمہیں میری شادی سے کیا مطلب محمد ہادی نے بھی فوراً جواب دیا۔

ارے بھئی تاکہ ہم بھی آئیں اپنے دوست کی شادی انجوائے کرنے سعد نے بھی ٹکڑا لگایا۔

تم لوگ ایسے ہی آجاؤ اسلام آباد گھومنگے ساتھ، ہادی فورک سے چکن روسٹ کا پیس توڑتے منہ میں ڈالتے ہوئے بولا۔

ہاں ویسے یہ آئڈیا بھی اچھا ہے حمزہ نے بھی ہادی کا ساتھ دیا۔

چلو پھر کسی دن پلین بنائینگے ہم سب ساتھ، پھر آئینگے ! طلحہ نے بولا

Sure you guys are always welcome at my place !

محمد ہادی نے اُنکوں بولا۔

اچھاتمہاری بیٹی کیسی ہے اب؟حمزہ نے سعد سے پوچھا۔سعد نے اپنے ہی ماموں کی بیٹی مومنہ سے شادی کی تھی جو دونوں کی ہی طرف سے لو میرج تھی مگر دونوں نے شادی کے بعد ایک دوسرے کو اپنی محبت کا بتایا۔انکی شادی کو دو سال ہو چکے ہیں اور اللہ نے ایک بہت ہی پیاری سی بیٹی ایمن سے انہیں نوازہ تھا۔پچھلے کچھ دنوں سے بچی بیمار تھی ، ہاں اب بالکل ٹھیک ہے ماشاءاللہ ورنہ کیا میں اِس ڈنر میں شامل ہوتا،سعد نے جواب دیا۔

ہاں اولاد چیز ہی ایسی ہے سارے رشتے بھلادیتی ہے طلحہ نے بریانی کا چمچ منہ میں ڈالتے ہوئے کہا۔

ہاں یہ تو ہے اور تم کیوں چپ چپ ہو اِتنے ہادی؟

ہادی جو یہ سوچ رہا تھا کیا وہ اور اُسکی بہن بھی کبھی اپنے ڈیڈ کیلیۓ اِتنے ایمپورٹنٹ تھے؟بچپن میں بھی کبھی اُنکے باپ نے انکے بیمار ہونے پہ بھی کبھی اُنکے لئے اپنی پارٹیز تک نہیں چھوڑیں!

ہاں نہیں سن رہا ہوں میں تم لوگوں کو۔ہادی نے ڈرنک کا سپ لیتے ہوئے جواب دیا۔

۔ I'm so tired اچھا چلو یار میں ہوٹل کیلیۓ نکلتا ہوں

کچھ دیر آرام کرونگا پھر صبح پھر لاسٹ میٹنگ ہے وہ اٹینڈ کرنی ہے پھر شام کی فلائیٹ سے واپس جاؤنگا سو گڈ بائے اللہ حافظ گائیز، پھر جلد اسلام آباد آنا تم لوگ میں انتظار کرونگا سی یو سون وہ کرسی سے اُٹھتے ہوئے اپنا فون ٹیبل سے اٹھاتے انہیں گڈ بائے بولا۔

اوکے چلو ٹھیک ہے

Have a safe flight and Allah hafiz !

پھر سب سے ملتا وہ اپنی مرسیڈیس میں جا کر بیٹھ گیا۔

urdunovelsblog

چلو واپس ہوٹل چلو۔ وہ ڈرائیور کو بولا۔

اُسے اِس کراچی کی ٹھنڈی رات میں پھر سے اپنی ماں یاد آنے لگی جسے وہ بھولا تو کبھی نہی تھا بس کبھی کبھی شدت سے یاد آنے لگتی تھی اور انکی یاد ہمیشہ کی طرح اُسکے دل کو غمزدہ کر دیتی تھی۔ سیٹ کی پشت سے ٹیک لگاتا اپنی خوبصورت گہری بوجھل شہد رنگ آنکھوں سے جو کہ اُسنے اپنی ماں سے چرائی تھی جن میں کچھ اُداسی اور خالی پن جیسے کسی خاص خوشی اور چیز کی تلاش تھی اُسے جو مل نہی پا رہی تھی شاید وہ ابھی تک اپنی ماں کی اچانک موت کو بھول نہی سکا تھا اپنے فون میں انکی تصویر دیکھتا اور اپنے دل میں اپنے باپ کے لیئے مزید چبھن اور غُصّہ بڑھتا محسوس کیا۔

حبا یار میں ایک بات سوچ رہی تھی عروہ نے حبا کو کہا،

کیا سوچ رہی تھی اب تم اپنے اِس فضول سے دماغ میں؟

حبا نے بھی فوراً عروہ کی بات سن کر جواب دیا۔

دونوں کالج کی کینٹین میں بیٹھیں سموسہ، فرائز اور مینگو جوس سے لطف اندوز ہوتی باتوں میں مگن تھیں!

عروہ حبا دونوں ایک ہی کلاس میں تھیں چونکہ حبا نے اپنا ایک سال گیپ لیا تھا تو وہ اب عروہ کے ساتھ تھی۔

دونوں کو یونیورسٹی میں کوئی انٹرسٹ نہی تھا اِس لیئے دونوں نے بی.کام کالج سائیڈ سے کرنے کو چنا اور اس کے بعد ماسٹرز وہ اِنگلش ڈیپارٹمنٹ یونی سے کرنے کا سوچ رہی تھیں!

اور جبّار صاحب نے بھی دونوں کو فورس نہیں کیا کہ آج کل تعلیمی اداروں کا ماحول خاصا ماڈرن ہو رہا ہے تو یہ دونوں بیوقوف ہر کسی سے دوستی کر لیتی ہیں اس لیئے انہوں نے بھی انہیں کالج سائیڈ سے بی۔کام کی اجازت دے دی کہ چلو کچھ دن جائینگیں کچھ دن نہیں باقی شام کو کاچنگ وہ روز باقائید گی سے جاتی تھیں آذان کے ساتھ۔

ہم لائبہ کی مہندی میں چوڑی دار پاجامہ اور لانگ شرٹ پہنیں تم اور میں میچنگ کریں کلر الگ لے لینگیں اور بارات میں شورٹ فروک اور فلیپر؟

ہاں ویسے آئیڈیا تو اچھا ہے امی اور آپی سے ڈسکس کرینگے گھر چل کر! حبا فوراً عروہ کے آئیڈیے سے متفق ہو کر بولی!

کیوں تمھاری اپنی کوئی رائے نہی کیا جو تم آپی اور امی سے پوچھو گی پہلے؟ عروہ سموسہ کی بائیٹ لیتے ہوئے بولی!

ارے پاگل اُن سے تو ڈسکس کرینگے نا تم مت کرنا میں تو کرونگی! حبا نے فرائز کا پیکٹ اُٹھاتے ہوئے کہا۔

میں بھی کرونگی لیکن پہنینگے ہم دونوں یہی!

ہاں ہاں ایسا ہی کرینگے حبا نے جوس کا سپ لیتے کہا۔

ایک تو آج کرن بھی نہی آئی مزہ ہی نہی آیا پتا ہوتا تو ہم بھی نہی آتے آج اب میں کل تو نہی آؤنگی! عروہ رسٹ واچ پر ٹائیم دیکھتے بولی

ہاں چلو اب چلتے ہیں ڈرائیور انکل آ گئے ہونگے حبا کو گھر جانے کی جلدی تھی۔

دونوں تیز تیز چلتے کالج کے گیٹ سے باہر نکلی کے سامنے ہی بائیک پہ کچھ منچلے لڑکے کھڑے تھے۔جن میں اسد بھی تھا جو روز آ کے کھڑا ہوتا تھا عروہ کو دیکھنے کیلیئے۔

حبا سیدھے چلو ادھر اُدھر مت دیکھنا عروہ فوراً حبا کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولتی آگے بڑھی۔

پتا ہے مجھے اگر نظر پڑ گئی تو پیچھے پڑ جائینگے یہ لوگ!

اسد کو دیکھتے عروہ فوراً ڈر کے جلدی جلدی چلنے لگی۔

urdunovelsblog

حبا جلدی چلو وہ پیچھے آرہا ہے۔

رکو اس کو میں بتاتی ہوں زیادہ فری ہو گیا ہے اگنور کر رہے ہیں پھر بھی روز آجاتا ہے۔ حبا نے بھی غصے سے کہا۔

چھوڑو پاگل ہے یہ تو لوگ دیکھینگے تو اچھا نہی لگے گا۔ عروہ نے ڈر کے بولا۔

آج میں آپی سے جا کر بات کرونگی کب تک تم یوں ڈرتی رہو گی جب ہم نے کچھ غلط کیا ہی نہی ہے تو پھر ؟ حبا اُسے سمجھاتے ہوئے بولی۔

اچھا ابھی تو گھر چلو اور دونوں گاڑی میں جا کر بیٹھ گئی۔

جب کے اسد نامی لڑکا انکو گاڑی میں بیٹھتے دیکھ فوراً واپس چلا گیا۔

عجیب بندہ تھا بس دیکھتا ہے اور واپس چلا جاتا ہے بنا کچھ بولے۔ حبا نے سوچا۔

-----

urdunovelsblog

یقین کامل

بقلم: صباجبّار

قسط نمبر ۲

وہ تینوں سر حسن کی کلاس لے کر یونی کے گارڈن میں آگئی۔ یار سر حسن کتنے سوئیٹ ہیں، بچوں پہ زیادہ برڈن نہی ڈالتے بلکہ کلاس میں ہی سارا کام کروادیتے ہیں دانیہ نے سر حسن کے بارے میں تبصرہ کیا۔ ہاں کیس سٹڈیس، کوئی بھی ٹاسک وہ کلاس میں ہی کروادیتے ہیں کیونکہ اُنکا ماننا ہے سٹوڈنٹ جب خود سوچتا اور محنت کرتا ہے اپنا مائنڈ یوز کرتا ہے وہ زیادہ ایفیکٹیو لرنگ ہے۔ گھر سے سب نیٹ سے یا کسی کی ہیلپ لے کر ٹاسکس کر دیتے ہیں اُس سے سٹوڈنٹ کچھ سیکھا نہیں کرتا۔ اُم لیلیٰ نے بھی سر حسن کی تعریف کی۔

ہاں یہ تو ہے چلو یار کچھ کھاتے ہیں اب بہت بھوک لگ رہی ہے۔ وہ ساتھ میں جو مال ہے نہ وہاں کے فوڈ کورٹ سے چل کے برگر یا پیزا کھاتے ہیں۔

مریم کو اپنے پیٹ کی فکر لگ گئی۔ مریم تمہیں تو صرف کھانے پینے کی ہی پڑی رہتی ہے۔ دانیہ نے لقمہ دیا۔

ارے ویسے بھوک تو مجھے بھی لگ رہی ہے صبح کو صرف کافی پی کے آئی تھی گھر سے اور اب شام کے **4:00** بج رہے ہیں۔ اُم لیلیٰ نے بھی مریم کا ساتھ دیا۔

ہاں دیکھو خود تو یہ پراٹھا اور آملیٹ کھا کے آئی تھی صبح ناشتے میں ہم تو بچاروں نے کچھ نہیں کھایا صبح سے۔ مریم نے بھی جواب دیا۔

اوکے گلز چلو چلتے ہیں اب اور بحث مت کرنا۔ اُم لیلیٰ نے دونوں سے کہا۔

اور تینوں یونی کے گیٹ سے باہر نکل گئی کیونکہ مال بالکل ساتھ میں واکنگ ڈسٹینس میں ہی تھا۔

~~~~~~
~~~~~~

وہ عُجلت میں جلدی سے مال میں اینٹر ہوااور پرفیوم سٹور سرچ کرنے لگا،اپنی مطلوبہ جگہ ملنے پر اسٹور میں اینٹر ہوا،

ہیلو سر ھاؤ مے آئی ہیلپ یو؟ سیلز گل ہادی کو دیکھ کے فوراً اُسکی طرف آئی!

ہادی شین برانڈ کی نیوی بلیو پلین کاٹن شرٹ کے ساتھ وائٹ کریم رنگ کی پینٹ پہنے وائٹ ہی شوز پہنے ہاتھ میں گوچی برانڈ کی قیمتی گھڑی پہنے اور دوسرے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی جس میں عقیق جڑا تھا پہنے بے حد وجیہہ اور ہینڈسم مگر سنجیدہ لگ رہا تھا۔

سیلز گل کو ایک نظر دیکھتے جو ہادی کو دیکھتے ہی اپنی لپسٹک ڈارک کر رہی تھی آگے بڑھ گیا۔

ہانیہ کو پرفیوم اور واچز کا کریز تھا اِسلیئے وہ پہلے پرفیوم پھر واچ سٹور میں جانے کا سوچ رہا تھا۔

ریک سے ایک خوبصورت اور نازک سی بوٹل اُٹھا کے اُسکی فریگرینس چیک کی جو گلاب کے پھولوں اور سٹریسی سی سمیل تھی۔

سیلز گل واپس ہادی کی طرف آتے بولنے لگی سر یہ والی ہماری پرفیوم نیو لاؤنچ ہوئی ہے اینڈ کافی زیادہ سیلز بھی ہوئی ہے۔یہ آخری بوٹل ہے!

ہادی جو بوٹل کو سونگھنے کیلیئے ناک کے قریب لے گیا۔خوشبو سونگھتے خود بھی متاثر ہوا۔

یس نائس فریگرینس!

ایکسکیوز می یہ پرفیوم میں بائے کر چکی ہوں سو پلیز کین یو گواِٹ ٹو می؟

ہادی نے نسوانی دھیمی مگر سنجیدہ آواز پہ مڑ کے دیکھا،

Sorry but it’s already in my hand !

Yeah it’s in your hand but I already bought it !

دانیہ،مریم جو اُمِّ لیلیٰ کے کہنے پہ پرفیوم سٹور پر فیوم لینے آئی تھی۔مختلف پرفیوم ہاتھ میں پکڑے چیک کر رہی تھیں،اُم لیلیٰ کی آواز سنتے پاس آئیں۔

کیاہوالیلیٰ ؟

کچھ نہیں بس میں اپنی پرفیوم لے رہی تھی اِن مسٹر سے !

ہادی نے اُم لیلہٰ کی طرف پھر سے دیکھا جو سکائے بلیو کلر کے پلین مگر خوبصورت سے عبائے میں ملبوس سر پر اچھے سے سکائے بلیو ہی اسکارف حجاب سٹائل میں لئے کندھے پہ وائٹ خوبصورت شولڈر بیگ لیئے بے داغ صاف شفاف رنگت اور خوبصورت ملائم چہرا ہونٹوں پر براؤن کلر کی لپسٹک لگائے بھرے بھرے گلابی گال جن پر نیچرلی لالی جو ہمیشہ سے ہی اُس کے گالوں پر ہوتی تھی ناک میں بالکل باریک سی سونے کی نوز پن چمک رہی تھی ایک ہاتھ کی کلائی میں سونے کا نازک سا خوبصورت بریسلیٹ تھا کلائی پر چھوٹا سا کالا تل جو اُسکی کلائی کو مزید خوبصورت بنا رہا تھا اور دوسرے ہاتھ میں نازک سی گولڈ کی انگوٹھی پہنے اُمِّ لیلہٰ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ وہ چہرے پر سنجیدہ مگر نرم تاثرات لیئے ہادی کو دیکھ رہی تھی۔ ہادی جسے اُم لیلہٰ کو دیکھتے اُسکے حجاب کے ہالے میں مقید چہرے اور حیا میں لپٹے وجود کو دیکھ کر اپنی ماں کی یاد آئی وہ بھی تو اپنے آپ کو ہمیشہ مکمل ڈھکے ہوئے ہوتیں تھی دوپٹہ ہمیشہ سلیقے سے سر پر ہوتا تھا سادہ سی مگر خوبصورت انسان تھیں۔ اُسے اُمِّ لیلہٰ کو دیکھتے ہی اپنی ماں کی فوراً یاد آئی اور پھر بے اختیار اُسنے اُمِّ لیلہٰ سے بسمہ کا موازنہ کیا پھر خود پر حیران ہوتا سر جھٹکتے بولنے لگا۔

دیکھیئے مس میں نے پہلے اُٹھالی ہے آپ کوئی اور پرفیوم بائے کرلیں۔

سوری مسٹر میں نے آلریڈی بائے کر دی ہے۔ اینڈ دس اِس دا لاسٹ بوٹل سو پلیز آپ کوئی اور پسند کرلیں۔ اُم لیلہٰ نے بھی جلدی سے دھیمے مگر سنجیدہ لہجہ میں جواب دیا۔

سیلز پرسنز اِن دونوں کو بحث کرتے دیکھتے فوراً آگے آئے۔

سروی آر سوری بٹ یہ اِن میڈم نے پہلے بائے کر لیا ہے آپ کوئی اور پرفیوم پسند کرلیں سر یا یہ والی پرفیوم دو دن بعد پھر سے ریسٹوک ہو جائیگی آپ دو، تین بعد ہمارا اسٹور پھر وزٹ کرلیں یا آن لائن آرڈر کر دیجیے گا سر۔

نو وائے ؟ مجھے یہی والی چاہیے اور ابھی ہی چاہیئے۔

ہادی جس نے دانیہ اور مریم کو مسکراتے دیکھا تو فوراً سنجیدہ لہجہ میں کہنے لگا،

ارے یار اُمِّ لیلیٰ چھوڑو نہ کوئی اور دیکھ لو تم! دانیہ کہنے لگی! اُسے تو ہادی کی پرسنیلٹی نے کافی متاثر کیا تھا۔

میں کیوں کوئی اور دیکھوں یہ مسٹر کوئی اور پسند کرلیں! اُمِّ لیلیٰ نے فوراً چڑ کر کہا۔

ہادی اُمِّ لیلیٰ کو دیکھتے فوراً کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔

یہ پیک کرلیں اور کوئی اور بھی دو لیڈیز نیو لاؤنچڈ پرفیوم پیک کرلیں۔

یہ کیا بات ہے میں آپ کو کہہ رہی ہوں کہ میں یہ آلریڈی بائے کرچکی ہوں سو آپ تب بھی نہیں سمجھ رہے۔

لیلیٰ چھوڑو ہم دو، تین دن بعد آجائینگے!

تم جانتی ہو نہ مریم مجھے پرفیومز کا کتنا کریز ہے اور پھر یہ ہے بھی روز کی اور گلاب تو میرا ویسے بھی فیورٹ فلاور ہے، تبھی ہی تو مجھے یہ پرفیوم اتنا پسند آیا،

اُم لیلیٰ نے رونی صورت بنا کے مریم کو دیکھا۔

ہادی نے جب اُمِّ لیلیٰ کے الفاظ سنے اور مڑ کر کاؤنٹر پر پرفیوم رکھی اور اسکی رونی صورت دیکھی تو فوراً کاؤنٹر سے وہ پرفیوم اُٹھا کے اس کے پاس آیا۔

سوری مس آپ یہ لے لیں میں کوئی اور دیکھ لیتا ہوں۔

تھینک یو! اُم لیلیٰ نے فوراً مسکراتے ہوئے وہ پرفیوم اُس سے لے لیا۔

ہادی اُمِ لیلیٰ کے چہرے پہ یہ خوبصورت دھیمی سی مسکراہٹ دیکھ کے مبہوت رہ گیا، کوئی مسکراتے ہوئے اتنا بھی حسین لگ سکتا ہے۔ حجاب میں مقید اُمِّ لیلیٰ کا چہرا جیسے دمک رہا تھا۔

وہ فوراً سر جھٹکتے نو پرابلم بول کے کاؤنٹر پہ آیا اور پیمنٹ کرکے پرفیوم بیگ پکڑے گلاس ڈور دھکیل کر باہر چلا گیا۔

دیکھو کتنا اچھا انسان تھا۔ دانیہ نے فوراً تبصرہ کیا۔

ہاں بہت اچھا تھا میری ہی اپنی چیز واپس دے کر گیا ہے ویسے بھی پہلے میں نے پسند کی تھی۔اُمِّ لیلیٰ کو دانیہ کا ہادی کی تعریف کرنا بالکل نہ بھایا۔

ارے چھوڑو یار اب چلو چل کر واب پر فیوم بھی لے لی نہ چل کے کچھ کھاتے ہیں جس کام کے لیئے آئے تھے ۔مریم نے پھر سے چڑ کے اور بھوک سے بدحال ہوتے کہا۔

اچھا بھئی چلو وہ دونوں ہستی ہوئی مریم کا ہاتھ پکڑ کر سٹور سے باہر آگئی اور فورڈ کورٹ کی طرف چل دیں۔

رات کا سکون اپنے عروج پر تھا۔کمرے میں صرف ایک نرم زردی مائل لیمپ کی روشنی جل رہی تھی جو دیواروں پر دھیرے دھیرے عکس بنا رہی تھی۔کھڑکی کے باہر ہلکی سی ٹھنڈی ہوا درختوں کے پتوں کو سرسرا رہی تھی،اور کہیں دور جھینگر اپنی مدھم سی آواز میں رات کی خاموشی کو اور بھی گہرا بنا رہے تھے۔بیڈ پر موجود لڑکی آدھی کمبل میں لپٹی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے کتاب پڑھنے میں مشغول تھی۔ہر ورق پلٹنے کی سرسراہٹ کمرے میں موجود خاموشی کو توڑتی، کبھی وہ مسکراتی تو کبھی گہری سوچ میں ڈوب جاتی اُمِّ لیلیٰ The secret of secrets by sheikh Abdul Qadir Jilani کتاب کو اِس قدر محو ہو کر پڑھ رہی تھی کہ کتاب کے الفاظ جیسے دل میں اُترتے جا رہے تھے اور ساتھ میں کیپیچینو کافی سے بھی لطف اندوز ہو رہی تھی. پڑھتے پڑھتے سمجھ کے کتاب سے خوبصورت اور دل کو بدلنے والی باتیں اور اپنے تبصرے وہ ہمیشہ کی طرح اپنی ایک وائٹ کور والی ڈائری میں لکھتی بھی جا رہی تھی جب اللہ نے حضرت آدم علیہ اسلام کو تخلیق کیا تو اللہ نے حضرت آدم کو تمام ملائک سے اعلیٰ قرار دیا علم کی بنا پر جو اللہ نے حضرت آدم علیہ اسلام کو عطا کیا،اللہ نے حضرت آدم علیہ اسلام کو تمام نام سکھائے اور فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا کے جو نام آدم علیہ اسلام کو سکھائے وہ سب بتاؤ تو فرشتوں نے فرمایا یا اللہ آپ حق اور سچ ہیں ہمارے پاس اتنا علم نہی بس جتنا آپ نے عطا کیا ہے اور تو اکیلا ہی الحکیم اور سب جاننے والا ہے بیشک !

تھیں۔ attributes and qualitiesجو نام اللہ نے حضرت آدم علیہ اسلام کو سکھائے وہ اللہ کی

اللہ کی بنائی ہوئی ہر شے میں اللہ کی صفات نظر آتی ہیں اگر ہم غور و فکر کریں اور سمجھ کی آنکھ سے دیکھیں تو۔

جب حضرت آدم علیہ اسلام نے اللہ سے وہ نام سیکھے تو اللہ نے اُسے دنیا کو دیکھنے کا علم عطا کیا، علم سے حضرت آدم نے دنیا کو سمجھا پھر اللہ نے حضرت آدم علیہ اسلام کو اپنا نائب بنا کر دنیا میں بھیجا۔ تو علم ایک بہت بڑی طاقت ہے ہم جتنا علم سیکھتے اور سمجھتے جائینگے ہمیں اُتنا ہی اپنا دین اور اپنے اللہ کے بتائے ہوئے راستے کی سمجھ آتی جائیگی اللہ نے حضرت آدم اور تمام اشرف المخلوقات کو علم کی بنا پے ہی فرشتوں سے برتر قرار دیا ہے۔اِسی طرح اللہ نے لاتعداد نبی اور رسول بھیجے دنیا میں علم کو اور اللہ کے دین کو پھیلانے کس نبی میں کیا خوبی اور کس نبی میں کیا خوبی، مگر سب سے بہترین اور اعلیٰ تخلیق ہمارے آقا رسول ﷺ کو مکمل پیرِ کامل ہیں جنہوں نے ہر موضوع پہ ہمیں ہمیشہ اور قیامت تک کیلئے پیغام اور اللہ کے احکامات مکمل کھل کر سمجھا اور بتادیئے ہیں جو مکمل زندگی گزارنے کیلئے ہیں اور قرآن پاک کا تحفہ ہمیں دیا جس سے بہترین ہدایت اور علم دینے والی کوئی کتاب نہی جو مکمل ہدایت کا چراغ ہے۔ اس طرح اللہ نے ہر انسان کے اندر کوئی نہ کوئی خوبی پیدا کی ہے جس سے ہم دوسرے سے الگ ہوتے ہیں۔ اور اُس ہی خوبی سے وہ اللہ اپنے رب کو جان پاتا ہے اور خود اور اپنے رب سے جڑتا ہے، آج کل ہم اپنی دنیا اور زندگی میں اتنا مصروف ہو چکے ہیں کے ہم نہ تو علم سیکھنا چاہتے ہیں اور نہ ہی غور و فکر کرنا چاہتے ہیں کہ آخر ہم کس مقصد کیلئے بنائے گئے ہیں۔

رات کے ایک بج رہے تھے تو اُمِّ لیلیٰ نے کتاب، ڈائری اور پین کو اپنی سائیڈ ٹیبل میں موجود دراز میں ڈالا اور پھر موبائل میں تہجد کے لیئے الارم لگا کر سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا اور سونے کیلئے لیٹ گئی سوتے وقت کی مسنون دعائیں پڑھ کر وہ آنکھیں بند کر کے یہی سوچ رہی تھی کے ہم انسان کبھی یہ نہی سوچتے کہ اللہ نے ہمیں اتنی عقل سمجھ بوجھ عطا کی ہے تو فضول کاموں کیلئے تو نہی کی نا، ہم فضول میں اپنا قیمتی وقت موبائل ایپس سکرول کرنے میں، فضول کی چیٹینگ اور سوشل ایپس اور دنیاوی رونقوں میں ضائع کر دیتے ہیں اور پھر ایک دن بعد میں پچھتاتے ہیں۔

وہ اسی سوچ میں تھی کے کمرہ ناک ہوا آپی آپ جاگ رہی ہو؟

عروہ نے روم کے باہر سے آواز دی۔ ہاں آجاؤ!

وہ اندر آئی، آپی کل شوپنگ پہ چلینگے اب لائبہ کی شادی کو دن ہی کتنے رہ گئے ہیں امی کو بھی بول کر آئی ہوں تو آپ یونی مت جانا کل !

اوکے میری ویسے بھی کل آف ہے کوئی کلاس نہی چل لینگے شوپنگ پہ !

اوکے شب بخیر ! گوڈنائٹ !

شب بخیر دروازہ بند کر کے جانا!

اوکے آپی !

وہ پلنگ پر دوسری طرف منہ کر کے بلینکٹ لے کر کلمہ اور آیت الکرسی پڑھ کر لیٹتے ہی نیند کی وادیوں میں جاچکی تھی۔آج کل موسم ویسے ہی کافی ٹھنڈا ہو گیا تھااور پھر پر سکون ماحول اور ٹھنڈے پر سکون موسم میں اُسے مزے کی نیند کیسے نہ آتی آخر کو اُس کے من پسند کام ہی تین تھے ایک سونا دوسرا کتابیں پڑھنا ساتھ میں گرین ٹی یا پھر کافی پینااور تیسرا قرآن شریف کی تلاوت کرنا عربی میں بھی اور اُردو ترجمے کے ساتھ بھی اور اب وہ تفسیر بھی شروع کرنا چاہ رہی تھی اور چاہتی تھی کہ قرآن کو مزید مکمل تفسیر اور ڈیٹیل سے سمجھے اُسے قرآن شریف سے عشق تھا وہ قرآن کی تلاوت کرتی جاتی اور روتی جاتی تھی کہ میرے اللہ ہم اتنے گنہگار ہیں پر آپ نے ہم پر اپنے بندوں پر اتنا رحم کیا اور ہم پر اتنے مہربان ہیں کہ ہمیں اپنے دو محبوب ترین تحفہ سے نوازہ ہے ایک اپنا کلام پاکیزہ قرآن شریف اور دوسری وہ عظیم ہستی جس کا اُمتی ہونے پر ہمیں فخر اور شکر کرتے نہی تھکنا چاہیئے ہمارے آقا رسول محمد ﷺ۔

ہادی جو کے شام کی فلائٹ سے گھر واپس آ گیا تھا اپنے روم کی بالکنی میں کھڑا اسلام آباد کی ٹھنڈی یخ ہواؤں میں بھاپ اُڑاتی گرم کیپیچینو سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔

موبائل چلاتے اچانک سے اُس کے زہن میں اُمّ لیلیٰ کا خیال آیا۔

وہ یہ خود بھی نہی سمجھ پایا کے اُسنے کیوں اُسے وہ پرفیوم دیا اور اُمّ لیلیٰ کے چہرے پہ مسکراہٹ اُسے اتنی خوبصورت کیوں لگی۔ خیر پھر سے وہ سر جھٹکتا موبائل میں اپنے کل کا سکیجیول دیکھنے لگا کے اُسکا فون رنگ ہوا سکرین پر بسمہ کالنگ دیکھ کر اُس کا موڈ خراب ہو گیا۔ بار بار فون کو بجتا دیکھ کر آخر اُسنے کال اُٹھالی!

ہاں بولو؟ سنجیدہ مگر دھیمے لہجے میں جواب دیا گیا۔

ہائے ہادی ڈارلنگ تم گھوم آئے کراچی؟ وہ ہمیشہ کی طرح بے حد محبت اور لاڈ سے بولی

میں گھومنے نہی بیٹنگز اٹینڈ کرنے گیا تھا!

وہی سو ہاؤ واز یور میٹنگز؟

اِٹ واز گوڈ ہادی نے بھی آرام سے جواب دیا آرام دہ سے صوفہ میں براجمان ریلیکس سا وہ لوز سی گرے ٹی شرٹ اور بلیک ٹراؤزر ز نائیٹ لباس میں ملبوس تھا آگے بڑھتے ٹیبل پر کپ رکھا!

آئم سوری ہادی اُس دن کیلیئے مجھے وہ سب نہی کرنا چاہیئے تھا۔

واٹ ڈو یو مین بائے سوری؟ ہادی نے جواب دیا!

پلیز فار گیٹ اِٹ تم جانتے ہو آئی لو یو سو چ پھر تم نے کیوں وہ سب ڈیڈ کو کہا؟ اب کی بار وہ چڑ کر بولی۔

میں نے کچھ غلط ڈیمانڈس نہی رکھی ہر کسی کی اپنی نیچر اور عادات ہوتیں ہیں مجھے نہی پسند مجھ سے جُڑی کوئی عورت یوں غیر مردوں کے سامنے اپنا آپ دکھاتی پھریں پھر چاہے وہ میری بہن ہو یا میری بیوی تمہے بھی بار بار منع کر چکا ہوں تم پھر بھی وہی سب کرتی ہو؟ ہادی نے ٹھنڈے ریلیکسڈ لہجے میں جواب دیا!

پلیز اب تمہاری بات مانوں گی اور کسی پارٹی یا ڈنر وغیرہ میں نہی جاؤنگی مگر ڈیڈ کو یہ سمجھانے میں وقت لگے گا مگر مجھے یہ سمجھ نہی آتی اس میں برائی ہی کیا ہے؟

مقصد میری بات ماننے کا نہی ہے اور میں کوئی حاکمیت پسند مرد بھی نہیں ہوں کہ ہر بات میں حکم دیتا پھروں جو بات منع کرنے کی ہوتی ہیں انہی پر روکتا ہوں اور نہ مجھے تمہارے آفس جوائن کرنے سے کوئی مسئلہ ہے لڑکیوں کو بھی خود مختار ہونا چاہیئے مگر یوں غیر مردوں کو خود کی نمائش کروا کر نہی بلکہ اپنے ٹیلینٹ اور قابلیت اور عقلمندی سے۔اور ایک اور بات اگر تم خود محسوس نہی کرتی اِس میں کوئی برائی تو پھر تم عمل کیا کروگی میری بات پر اور میں زبردستی کا قائل نہی اور میں کلیئرلی تمہے انفارم کردوں کے میں کسی ایسی لڑکی سے شادی بالکل نہی کرونگا جو میری عزت نہ رکھ سکے I'm really sorry۔ ہادی نے ٹھنڈے اور سنجیدہ لہجہ میں کہتے کال کٹ کردی۔ !

اور ٹیبل سے سگریٹ اور لائٹر اُٹھا کر کھڑا ہوتے بالکنی کی ریلنگ سے ٹیک لگائی اور سگریٹ نکالی پھر لائٹر سے سلگاتے سرخ انگارے کی روشنی اندھیرے میں چمک اُٹھی ایک لمبا کش لیتے ہی دھوئیں کا بادل اس کے گرد گول دائرہ بنا کر اوپر کو اُٹھا اس کی گہری شہد رنگ آنکھوں میں کہیں تھکن تھی، کہیں سوال ہر کش کے ساتھ ایسا لگ رہا تھا کہ وہ اپنی بے چینی کو دھوئیں میں اُڑا رہا ہے مگر دھواں تحلیل ہوتے ہی وہی خاموشی وہی بے چینی سگریٹ کا سرخ سرا دھیرے دھیرے جلنے لگا اور پھر سے اُس کے ذہن میں اُمِ لیلیٰ کا سکائے بلیو کلر کے حجاب میں مقید چہرا لہرایا! ایک یہ لڑکی اور ایک طرف بسمہ جس نے کبھی دوپٹا تو دور ڈھنگ کا مشرقی لباس تک نہی پہنا تھا! وہ بے خیالی میں پھر بسمہ کا موازنہ اُمّ لیلیٰ سے کرنے لگا۔

urdunovelsblog

امی اب آپ کو آپی کیلئے بھی کوئی رشتہ دیکھنا چاہیئے کب تک ہم اتنے اچھے اچھے رشتوں سے انکار کرتے جائیں گے۔ عروہ چائے کا سپ لیتی آمنہ بیگم سے بولی

ہاں بیٹا تم کہہ تو سہی رہی ہو مگر وہ مانتی ہی نہی ہے رونے لگ جاتی ہے تو تمہارے ابّو اور میں چپ ہو جاتے ہیں، پتا نہی اُس ظالم انسان کی نظر لگ گئی میری بیٹی کی خوشیوں کو اب وہ کسی اِیسے رشتے پہ اعتبار ہی نہی کرنا چاہتی اور نہ میری کوئی بات سمجھتی ہے، بس یہی بولتی ہے امی جان میں اِیسے ہی خوش ہوں اور اگلے بندے کو ہم نہی جانتے وہ بھی اگر دھوکہ دے دے تو۔

وہ دونوں ماں بیٹی بیٹھیں اُمِ لیلٰہ کے بارے میں بات کر رہی تھیں۔

urdunovelsblog

ہاں مگر ایسے تو وہ اپنی ساری زندگی نہی گزار سکتی نا، شادی تو کرنی ہے نہ۔ عروہ کپ ٹیبل پر رکھتے بولی۔

ہاں اب میں دیکھتی ہوں پھر بات کرونگی لیلٰہ سے۔ آمنہ بیگم بسکٹ اُٹھاتے ہوئے بولیں۔

ہاں امی آپ تھوڑا سخت لہجے میں بات کریں نا شاید وہ سن لے۔ عروہ ماں کو بولی۔

نہی بیٹا پہلے بھی ہمارے ہی کہنے پر اُس نے رشتہ قبول کر لیا تھا اور منگنی کر لی تھی اُس نے ہماری خوشی کے لیئے ہی رضامندی دی تھی مگر اب نہی بس صبر کرتے ہیں انشاءاللہ اللہ بہتر کریگا اللہ بہت بڑا ہے مجھے یقین ہے اُس نے ضرور کچھ بہترین ہی سوچا ہو گا میرے بچوں کیلئے۔ آمنہ بیگم محبت اور یقین سے بولیں!

ہاں یہ بھی ہے اللہ بہت بڑا ہے جب وہ بے خبری میں بھی مانگنے والی ہر دعا سنتا ہے تو رو رو کر مانگنے والی دعا کیوں نہی سُنیگا۔

ہاں انشاءاللہ ! اب جاؤ دیکھو حبا اور لیلیٰ کو بھی بلا لاؤ وہ بھی چائے کا بول کر گئی تھی ابھی تو نماز پڑھ لی ہو گی دونوں نے ہم اکیلے ہی بیٹھ کر پی رہے ہیں۔ آمنہ بیگم بولیں۔

ارے امی وہ دونوں بس کیک رسک یا سمپل کسی کیک یا بسکٹ کے ساتھ کھائینگیں وہ چائے کہاں پیتی ہیں۔اُن کے لیئے تو میں نے کافی بنائی ہے میں ابھی کپ میں نکال کر اور انہیں بلا کر لاتی ہوں۔ وہ صوفہ سے اُٹھتی ہوئی بولی۔

ہاں اچھا چلو کچن میں جاتے آواز بھی دے دو اُن کو لاؤنج میں آنے کی۔ آمنہ بیگم بولیں۔

جی اچھا امی جان۔ ماں کو ہاں بولتے فوراً عروہ اُن کو آواز دیتی کچن میں بھاگی۔

urdunovelsblog

وہ آہستہ آہستہ موبائل یوز کرتے ہوئے اپنی ہی دھن میں چلتی جا رہی تھی کہ اچانک سے اُسے لگا کسی بھاری شے سے اُسکا سر ٹکرایا ہو۔

! آؤچ اوہ گاڈ

آپ دیکھ کے نہی چل سکتیں میڈم یہ کونسا ایٹیکیٹ ہے کہ پبلک پلیس میں فون یوز کرتے ہوئے چلو !

ہانیہ اپنا سر سہلاتی ہوئی سامنے دیکھنے لگی۔

اوہ پلیز میرا فون میری مرضی میں نہی دیکھ رہی تھی آپ تو دیکھ رہے تھے نہ۔ہانیہ نے بیزاری سے جواب دیا۔

میں سامنے دیکھ کے ہی چل رہا تھا آپ ٹکرائی ہیں مجھ سے۔عُبید نے ہانیہ کے خوبصورت مگر بیزار چہرے کو دیکھتے کہا جو بلیک ٹی شرٹ،بلیو جینز کے ساتھ وائٹ شوز پہنے اور شولڈر پہ براؤن کلر کا بیگ لئے،کندھوں سے تین انچ زیادہ خوبصورت کالے بالوں کی ہائی پونی ٹیل کیے،ہاتھ میں مہنگی خوبصوت نازک سی گھڑی جو ہادی نے اُسے گفٹ کی تھی پہنے مناسب ہائیٹ پانچ فٹ چار انچ اور متناسب خوبصورت سراپا لیئے غُصّے سے عُبید کو دیکھ رہی تھی۔

ہاں تو اب کیا؟میری کلاس ہے آئیم گیٹینگ لیٹ! ہانیہ روڈلی اور بے فکرے لہجے میں جواب دیتی آگے بڑھنے لگی۔

تو یہ کے مس مجھے بھی آپکے ساتھ یہاں کھڑے ہو کر اپنا ٹائم ویسٹ کرنے کا کوئی شوق نہی! آپ نے غلطی کی ہے سو سے سوری فرسٹ! عُبید نے بھی حساب برابر کرتے رکھائی سے کہا۔

واٹ یو مین مسٹر ٹکرائے آپ تھے اور سوری میں بولوں نو وے۔اب آپ زیادہ فری ہونے کی کوشش کر رہیں ہیں،آئی نو آپ جیسے لڑکوں کو جو جان بوجھ کر فری ہوتے ہیں لڑکیوں سے ہانیہ نے پھر ڈھٹائی اور بدتمیزی سے جواب دیا۔

urdunovelsblog

لگتا ہے آپکو پہلے مینرز کی کلاسس لینی چاہیے،پھر یونی جوائن کیجئے گا! لوگوں سے بات کرنے کی تمیز ہے ہی نہی میڈم کو اور چلی ہیں یونی میں پڑھنے ۔اور آپ کو لگتا ہے کچھ زیادہ ہی اپنے بارے میں خوش فہمی ہے۔میں آپ سے فلرٹ کرونگا یااللہ وہ ہنس کر بولتا احساب برابر کرتے اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف چل دیا۔

اوہ یو اڈیٹ اس میں ہسنے والی کیا بات ہے،پاگل انسان۔پیچھے وہ غُصّے سے بولتی جلدی جلدی اپنی کلاس کیلئے سوشل سائینسیس کے ڈیپارٹمنٹ بھاگی۔

! بیٹا تم آ گئے کراچی سے یہ ٹینگز کیسی رہیں؟ زید صاحب نے باہر جاتے ہوئے محمد ہادی سے پوچھا

اٹ واز گڈ ڈیڈ ہادی نے مختصر جواب دیا۔

وہ گارڈن میں بیٹھا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اور خوبصورت موسم کو انجوائے کرتے ہوئے ساتھ میں کریمی کافی کو بھی انجوائے کر رہا تھا۔ کافی کا وہ بے حد شوقین

تھا ہر طرح کی کافی پینا اُسے پسند تھا چونکہ آج سنڈے تھا تو وہ گھر میں ہی تھا۔

ہمم گوڈ آئی ٹرسٹ یو! پھر تم نے شادی کے بارے میں کیا سوچا؟

! ہادی نے فوراً اپنے باپ کو دیکھا، میں نے آپکو اپنا فیصلہ سنا دیا تھا ایون احمر انکل کو بھی آپکے سامنے

! بیٹا دس اِز رونگ تم اب یہ رشتہ نہی توڑ سکتے تم لوگوں کو ساتھ میں کتنے سال ہوئے ہیں! زید صاحب نے ہادی سے کہا

سو واٹ ویسے بھی یہ رشتہ آپ نے جوڑا تھا ڈیڈ اپنی مرضی سے میں نے آپکی بات مان لی کے شاید میرا دل بھی لگ جائے گا۔ مگر ایسا نہی ہوا سو میں جیسا

! لائف پارٹنر چاہتا ہوں بسمہ بالکل بھی ویسی نہی ہے اور نہ ہی وہ بننا چاہتی ہے

ایسا کیوں کہہ رہے ہو تم ہادی بیٹا تم لوگوں نے اتنا وقت ساتھ گزارا ہے اور وہ بھی تم سے محبت کرتی ہے سو اب بھی تمہے اٹیچمنٹ نہی ہوئی۔

ہاں نہی ہوئی کیوں آپ کو میری موم سے اٹیچمنٹ ہوئی تھی وہ تو آپکی بیوی بھی تھیں اور کتنے سال گزارے تھے آپ دونوں نے ساتھ اور پھر وہ بھی تو

آپ سے بے حد محبت کرتی تھیں؟ آپ نے تو اُنکی ڈیتھ کے بعد ایک سال بھی ویٹ نہی کیا اور فوراً شادی کر لی تو اب آپ کے منہ سے یہ بات اچھی نہی

لگ رہی اور میں آپکو پہلے بھی بتا چکا ہوں میں اپنی میرڈ لائف بزنس لائف نہی بناؤنگا، میری بیوی مجھ ہی تک محدود ہو گی ناکہ غیر مردوں کے سامنے

شو پیس بنتی پھرے گی کیوں کے یہ سب میں برداشت نہیں کر سکوں گا! ہادی نے بے حد رکھائی سے باپ کو کہا۔

اپنے بیٹے کی بات سنتے ہی زید صاحب گہری سوچ میں ڈوب گئے ایک بار پھر پچھتاوے نے اُنہے آگھیرا کہ کاش زندگی نے ایک اور موقع دیا ہوتا... کاش وہ

اپنی بیوی کے ساتھ اچھا رویہ رکھتے، اس کے دل کی نرمی کو سمجھ پاتے۔ مگر اب سب کچھ ہاتھ سے نکل چکا تھا، اور ان کی یادوں میں صرف اس کی

خاموش شکوہ بھری آنکھیں باقی رہ گئی تھیں۔ اور شاید پھر آج انہیں اولاد کی یہ بے رخی بھی نہ دیکھنی پڑتی، نہ ہی تنہائی کا یہ زہر ان کی رگوں میں اترتا۔

اس بات نے انہیں پھر اداس کر دیا۔

بیٹا تو تم بسمہ کو یہ سب باتیں سمجھا دو ناوہ سب سمجھ جائیگی تم بات تو کرو اُس سے شی لوز یو آلوٹ اگر پھر نہی سمجھی تو پھر جہاں میرا بیٹا چاہے گا میں اپنے

بیٹے کی وہیں شادی کرونگا ! زید صاحب محبت سے بولے تو بس اتنا پتا نہی کیوں وہ بے بس محسوس کر رہے تھے۔

میں نے بہت دفعہ اُسے سمجھایا ہے وہ نہی سمجھتی اینڈ شی سیڈ وہ میرے لیئے خود کو کیوں چینج کرے سب لوگ اُسے اُسکی اِسی پر سنیلٹی سے سراہتے ہیں

سو آپ اب کلیر لی سمجھ لیں ڈیڈ میں بسمہ سے شادی نہی کرونگا۔ ہادی نے بھی دو ٹوک بات کی اور کافی کا کپ ٹیبل سے اُٹھاتے سپ لیا۔ گرم گرم

کافی نے اس ٹھنڈی شام میں اسکے دل کو راحت پہنچائی

او کے وی ول سی تم کچھ دنوں کیلیئے باہر سے گھوم کر آجاؤ کچھ ڈیز کیلیئے وکیشنز پر چلے جاؤ سارا دن کام کرتے ہو تھوڑا ریسٹ کرو۔ زید صاحب نے کافی کا

سپ لے کر ہادی کو مشورہ دیا۔

میں بھی چلونگی برو آپ کے ساتھ! ہانیہ جو نک سک سی تیار فلورل لونگ پنک کلر کی میکسی ڈریس پہنے سٹریٹ بالوں کو کھلا چھوڑے وائیٹ کلر کا ہینڈ

بیگ کندھے پہ لٹکائے کلائی پر نازک خوبصورت ڈائمنڈ بریسلیٹ پہنے پنک ہی خوبصورت پنپس شوز پہنے بالکل پیاری سی گڑیا لگ رہی تھی۔ وہ مکمل

اپنی ماں جیسی لگتی تھی بس آنکھیں اُس نے اپنے باپ سے چرائی تھی گہری کالی آنکھیں۔

کہاں جارہی ہوڈیئر لٹل سسٹر؟

ہانیہ اِن کے پاس آتے ہی پہلے ڈیڈ سے گلے ملی اور پھر ہادی سے ملی، جس نے اُسے بڑے بھائی کم باپ سا خیال اور پیار دیا تھا وہ نہی چاہتا تھا کہ ہانیہ کو بھی جب کبھی اپنے باپ کی ضرورت پڑی تو وہ اپنے بزنس میں مصروف رہتے تھی اور میری ضرورت پڑے تو وہ موجود نہ ہو ہانیہ کی بھی اپنے بھائی میں جان تھی۔

بھائی کہیں نہی آج سنڈے ہے تو آپ کو یاد نہی کیا کے ہر سنڈے آپ اور میں ساتھ گزارتے ہیں! ہانیہ نے بھائی کو لاڈ سے گلے لگاتے جواب دیا۔

ارے ہاں میرے تو ذہن سے ہی نکل گیا تم ویٹ کرو میں ریڈی ہو کے آتا ہوں! پھر پہلے شوپنگ کرنے چلینگے دین ڈنر کرنے۔

آپ بھی چلیں نا ڈیڈ! ہانیہ آس سے باپ کو دیکھ کر بولی۔

ڈارلنگ ہم ضرور جاتے مگر ہم تمھارے ڈیڈ کے کسی فرینڈ کے پاس انوائٹڈ ہیں سو آئم سوری پھر کسی دن! زارا بیگم نک سک سی تیار ڈیپ ریڈ لپسٹک لگائے بلیک ساڑھی پہنے جس کا بیک بھی کافی ڈیپ تھا اور بلاؤز بھی ہاف تھا جس سے زارا بیگم کی پوری کمر واضح ہو رہی تھی! زید صحب کہ کچھ کہنے سے پہلے زارا بیگم نے گارڈن میں آتے ہوئے جواب دے دیا۔

! ہانیہ جو بہت آس سے باپ کو دیکھ رہی تھی بجھ سی گئی

ہادی نے باپ کو طنزیہ دیکھا کے یہ ہے آپکی چوائس اور ایسی ڈریسنگ کر کے دوست کے گھر جانا کہاں اخلاقیات میں آتا ہے اور ریڈی ہونے اپنے روم میں چلا گیا جب کے ہانیہ وہیں گارڈن میں موجود کرسی پر بیٹھ گئی۔

! بیٹا ہم کسی اور دن چل لینگے ساتھ آئی پرامس

او کے ڈیڈ۔

یہ کیا پہنا ہے تم نے؟ زید صاحب بھی شرمندہ ہوتے غُصّے سے زارا سے بولے۔

urdunovelsblog

کیا پہنا ہے کیا مطلب ساڑھی پہنی ہے زید۔

! جا کر چینج کر کے ڈھنگ کا لباس پہن کر آؤ ورنہ گھر بیٹھی رہو

میں اتنی محنت سے تیار ہوئی ہوں اب سب چینج نہی کر سکتی زید۔ نیکسٹ ٹائم خیال کرونگی پلیز ڈارلنگ وہ بڑے لاڈ سے بولی۔

میں نے جو کہا وہ تمھے سمجھ نہی آیا آئی تھنک اب گھر بیٹھی رہو میں اکیلا جا رہا ہوں۔ زید صاحب غُصّے سے بولتے پاتھ وے کراس کر کے اپنی وائٹ رینج روور گاڑی کو خود ہی ڈرائیو کرتے چلے گئے۔

ڈیڈ تو چلے گئے اور اِنہیں یہیں چھوڑ گئے ہانیہ ہستے ہوئے خوش ہوتی ہادی کو بولی جو ابھی ہی چینج کر کے بلیو جینز اینڈ وائٹ شرٹ بال اچھے سے ماتھے پر سیٹ کیئے والٹ جیب میں رکھ کر کال سنتے اور اسے گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کرتے گاڑی کی طرف آیا اُس کے ساتھ گاڑی میں فرنٹ سیٹ پر بیٹھتی بولی۔

زارا اِن سب کو جاتے دیکھ غُصّے میں پیر پٹختی اپنے کمرے میں آگئی۔

! زید اچھا نہی کیا آپ نے میرے ساتھ اِس انسلٹ کا بدلہ تو میں لے کر رہونگی تم سب سے

urdunovelsblog

ہائے ہاؤ آر یو لیلیٰ ؟

وہ یونی کے گارڈن میں بینچ پر بیٹھی موبائل اسکرول کر رہی تھی کہ فارس آیا۔

! اُس نے اوپر دیکھتے اسلامُ علیکم بولا

وہ پرپل کلر کا خوبصورت سے پرنٹ کاٹو پیس سوٹ پہنے بلیک بڑی سی خوبصورت چادر سلیقے سے سر پر اور خود پر اُوڑھے صاف اور ہلکی گلابی رنگت پر ہونٹوں پر براؤن لپسٹک لگائے کلائی میں ہمیشہ کی طرح سونے کا نازک سا خوبصورت بریسلیٹ پہنے اور دوسرے ہاتھ کی انگلی میں ڈائمنڈ کی نازک سی انگوٹھی پہنے سادگی میں بھی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر ایک الگ سی روشنی تھی شاید اللہ کی محبت کا نور۔ جو اللہ سے جڑ جاتے ہیں پھر اُنکی زندگی میں ایک الگ سا نور اور روشنی چھا جاتی ہے جو انسان کے چہرے کو بھی خوبصورت سی روشنی اور نور سے بھر دیتا ہے۔

آوعلیکم سلام تم یہاں اکیلی بیٹھی ہو؟ فارس نے اُسے ایک نظر بھر کے دیکھا پھر پوچھا۔

نہی دانیہ اور مریم ہیں میرے ساتھ وہ لوگ لائبریری گئی ہیں بس آ ہی رہی ہونگی۔ لیلیٰ نے سادہ اور سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

اوہ اچھا اور تمہاری سٹڈیز کیسی جا رہی ہیں؟ فارس نے پھر سوال کیا۔

لیلیٰ نے پھر سر اُٹھا کے اُسے دیکھا کے پیچھے سے وہ دونوں بھی اِدھر ہی آتی ہوئی نظر آئی۔

اللہ کا شکر اچھی جا رہی ہیں !

ہائے فارس وہ دونوں لیلیٰ کو دیکھتی مسکراتے ہوئے فارس سے بولنے لگیں۔

فارس جو ماسٹرز کا سٹوڈنٹ تھا اور یہ اسکا آخری سال تھا چونکہ فارس لیلیٰ کو پسند کرتا تھا اِس لئے وہ دونوں لیلیٰ کو بارہاں اُس کے نام سے چڑاتی تھی۔ فارس لاسٹ سمسٹر میں تھا اور دو سال سے اُمّ لیلیٰ کو پسند کرتا تھا اور کئی بار اُس نے اُسے یہ بات بولی مگر اُمّ لیلیٰ کو اُس میں بلکہ ابھی شادی کرنے میں فلحال کوئی دلچسپی نہی تھی تو وہ آرام سے اُسے بار بار منع کر دیتی تھی۔ مگر فارس کا دل اُسکا کیا کریں ایک بار کسی پر آجائے تو سنبھلتا نہی فارس بھی ہر دفعہ اُسے دیکھتے خود کو روک نہ پاتا تھا اور حال احوال پوچھنے ہی آجاتا تھا۔

اچھا چلو اب کلاس میں چلتے ہیں کلاس سٹارٹ ہو گئی ہو گی 11 بج رہے ہیں اُم لیلیٰ نے اُن دونوں سے کہا۔

ہاں تم دونوں جاؤ میں جلدی سے پانی لاتی ہوں کینٹین سے مریم نے ان سے کہا۔

ہم دونوں کیلئیے ایپل جوس لانا اوکے ! دانیہ نے ہانک لگائی۔

اوکے بولتی وہ اپنے بیگ سے والٹ نکالتی انہے بیگ پکڑاتی وہ جلدی سے کینٹین کی طرف گئی۔

اُف شکر سر نے زیادہ کام نہی دیا اِس ویک میری پھپھو آ رہی ہیں سو بزی ہو گا یہ ویک میرا دانیہ نے بولا۔

اوہ واؤ ! چلو تمہاری تو انجوائمینٹ ہو جائے گی۔اُم لیلیٰ نے کہا۔

کلاس اینڈ ہو گئی تھی تو وہ تینوں ابھی گارڈن کی طرف جا رہی تھیں۔

ہاں ویسے لیلیٰ تمہاری کزن کی شادی کی تیاری کہاں تک پہنچی ؟ شوپنگ کمپلیٹ ہو گئی ؟ مریم نے اُم لیلیٰ سے پوچھا۔

نہی ابھی تک کہاں یار ! ابھی تو بس ایک ہی مارکیٹ کا چکر لگا ہے وہ بھی امی کیلئے گئے تھے اور آزان اور بابا کیلئے کیوں کے میری امی ریڈی میڈ سوٹ نہی پہنتی وہ اَن سٹچپٹ لیتی ہیں پھر ٹیلر سے بنواتی ہیں،اور باقی بابا اور آزان کے بھی ہم نے ہی اپنی چوائس سے لئیے ہیں، باقی ہم تو مال سے ریڈی میڈ ہی لینگے تینوں۔اور پتا ہے نا ہم لڑکیوں کے بازار کے چکر اُم لیلیٰ نے جواب دیا۔

ہاں یہ تو ہے میری امی بھی ٹیلر سے ہی بنواتی ہیں ریڈی میڈ اُن کو پسند ہی نہی آتے اور بتاؤ پھر اسلام آباد کب جاؤ گی ؟۔دانیہ نے کہا۔

نیکسٹ منتھ جائینگے شادی کے فنکشنز سٹارٹ ہونے سے بس ایک دن پہلے ہی جائینگے یا ہو بھی سکتا ہے نکاح والے دن صبح کو جائیں۔تمہے پتا ہے نہ میرے بابا کا وہ کہیں اتنے دن رہتے ہی نہی اور ہم بھی اکیلے نہی جانا چاہتے تو سب خیر سے ایک دن پہلے ہی جائینگے۔

،وہ تینوں باتیں کرتیں اب کینٹین کی طرف آگئی تھیں

ہاں یہ تو ہے کچھ کھانا ہے ویسے یا گھر چلیں ؟مریم بولی

! نہی کچھ لے لیتے ہیں میں شاورما اور پائین ایپل سلش لونگی تم لوگ ؟اُمِ لیلیٰ نے اُن سے پوچھا

! میں شاورما اور مینگو جوس ! دانیہ بھی جلدی بولی

پھر میں برگر اور سوڈا لیتی ہوں مجھے شاورما نہی کھانا مریم نے بھی جلدی بولا۔

رکو تم لوگ بیٹھو کیفے ٹیریا میں میں آرڈر دے کر آتی ہوں! اُمِ لیلیٰ بولتی کینٹین سٹور کی طرف چلی گئی۔

ہادی اپنے آفس میں بیٹھا لیپ ٹاپ سامنے رکھے ایکسل شیٹ پہ کسی کام میں مصروف تھا کہ اسکا فون بجنے لگا۔اسکرین پر بسمہ کا نام بلنک ہوتے دیکھ کر پھر نظریں دوبارہ لیپ ٹوپ اسکرین پر جمادیں۔ لیکن جب مسلسل فون بجتا رہا تو آخر کار بیزاری سے کال ریسیو کرلی۔

''ہیلوہادی! ہاؤ آر یو؟'' دوسری طرف بسمہ کی کھنکتی آواز تھی۔

''آئم گڈ!'' ہادی نے مختصر سا جواب دیا۔

''ہادی، پلیز آج رات میرے ساتھ ڈنر پہ چلتے ہیں۔ دیکھو، ہم سکون سے بیٹھ کے بات کریں گے۔ مجھے یہ رشتہ ختم نہیں کرنا، تم جانتے ہو نا میں بچپن سے تمہیں چاہتی ہوں۔ پلیز ہادی، آئی لو یو! تم اتنے سوفٹ ہارٹڈ ہو، میری بات سمجھو۔ شام میں مل لیتے ہیں نا؟'' بسمہ کے لہجے میں بے قراری اور نرمی دونوں شامل تھے۔

ہادی نے ایک لمحہ سوچا، پھر اپنی فطرت کے مطابق نرم پڑ گیا۔

''او کے بسمہ... لیکن آج نہیں، کل ڈنر کرتے ہیں۔ آج میں واقعی بہت بزی ہوں۔''

''اوہ واؤ، تھینک یو سو مچ ہادی! پھر کل سی یو۔ بائے!''

ہادی نے فون میز پر رکھا اور ٹیبل پر رکھا کریڈل اُٹھا کر سیکریٹری سے کہا:

''ایک بلیک کافی بھیجو۔''

پھر اُس نے ریموٹ اٹھا کے اے سی کی کولنگ کم کر دی۔ باہر کا موسم خاصا ٹھنڈا تھا۔ اسلام آباد کی سردیوں کی تو ویسے بھی الگ ہی سختی ہوتی ہے۔ آسمان پر بادلوں کی حکمرانی اور سورج کا شاذونادر دیدار ــــ ایسا لگتا جیسے شہر پر دھند اور خاموشی کا راج ہو۔

ہادی خود بھی مکمل سرمائی لباس میں تھا۔ وائٹ شرٹ پر برگنڈی پل اوور، اوپر میچنگ کوٹ، ڈارک بلیو پینٹ، اور کلائی میں مہنگی مہرون بیلٹ واچ جس کا ڈائل بلیک تھا۔ مجموعی طور پر وہ کافی ہینڈسم اور کمفرٹیبل لگ رہا تھا۔

کافی کا کپ ہاتھ میں لیے وہ پھر سے کام میں لگا ہی تھا کہ فون ایک بار پھر بج اُٹھا۔

''یااللہ، اب کون ہے؟'' اُس نے جھنجھلا کر فون دیکھا۔ اسکرین پر ''اَن نون نمبر'' لکھا تھا۔ اُس نے نظرانداز کیا مگر کچھ ہی لمحوں بعد فون دوبارہ بجا۔ اس بار ہادی نے کال اُٹھالی۔

''ہیلو؟ ہواِز دس؟ محمد ہادی دُرّانی اسپیکنگ!''

''ہیلو مسٹر ہادی، ہائے! ہاؤ آر یو؟'' دوسری جانب کسی اجنبی نوجوان کی آواز تھی۔

''ہواِز دس؟'' ہادی نے سنجیدگی سے پوچھا

''کیا آپ کو یقین ہے کہ آپ کی والدہ، آنیہ بیگم کی موت قدرتی تھی؟ کیا یہ ممکن نہیں کہ اُنہیں قتل کیا گیا ہو؟''

''واٹ دا ہیل؟ یہ کیسی فضول باتیں کر رہے ہو تم؟'' ہادی غصّے میں گرجا۔

''پلیز، ذرا سنجیدگی سے میری بات سنیں۔ آپ کو وہ ہاجرہ مائی یاد ہیں؟ وہی ملازمہ جو آپ کی والدہ کے کا خیال رکھا کرتیں تھیں ہمیشہ اُن کے ساتھ ہوتی تھیں۔ وہ سب کچھ جانتی ہیں۔''

کیا بکواس کیئے جا رہے ہو تم؟ ہادی ششدر ہوتا پھر دھاڑا۔ وہ کیسے جانتا تھا اُنکے گھر کی پُرانی ملازمہ ہاجرہ مائی کو جواب پتا نہیں کہاں ہونگی اُسے یاد ہے وہ اُس کی ماما کے ساتھ ہوتی تھیں وہ بہت چھوٹا تھا مگر نا سمجھ نہی تھا وہ تو اُنکی ماما کی ڈیتھ کے بعد اپنے گاؤں چلیں گئ تھیں۔

وہ اب یہاں کام نہی کرتیں اور اپنے گاؤں چلی گئ تھیں ہادی نے اب سنجیدگی سے جواب دیا۔

وہ ابھی یہی سوچ رہا تھا کہ یہ کیا بول رہا ہے کہ پھر سے اُس انجان شخص کی آواز آئی۔

اجنبی نے پُراسرار لہجے میں کہا:

''نہیں، وہ خود نہیں گئیں۔ اُنہیں بھیجا گیا تھا۔''

ہادی چونک اٹھا۔ ''کون ہو تم؟اور یہ سب تمہیں کیسے پتہ ہے؟''

''میں پھر آپ کو کال کروں گا۔''

اس کے ساتھ ہی لائن کٹ گئی۔

''ہیلو! ہیلو!'' ہادی نے بار بار پکارا مگر جواب ندارد۔

وہ لمحہ بھر کرسی سے ٹیک لگا کر سوچتا رہ گیا۔ دماغ میں وسوسے سر اُٹھانے لگے۔ ''کہیں وہ سچ تو نہیں کہہ رہا؟ لیکن وہ آواز تو بالکل نوجوان کی تھی۔ اُس وقت تو وہ خود بھی بچہ ہی ہو گا، پھر یہ سب اُسے کیسے معلوم ہوا؟''

ہادی نے اضطراب سے گاڑی کی چابیاں اٹھائیں اور دفتر سے نکلتے ہی سیدھا گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔

یہ دیکھو کتنا پیارا کلر ہے عروہ نے حبا کو سامنے ہینگ کیے ہوئے خوبصورت سے سوٹ کی جانب متوجہ کیا، جو اپنے لیئے ڈریسز دیکھ رہی تھی وہ لوگ ابھی مال میں تھیں اور بڑے سے ڈیزائیز بوتیک میں کھڑیں تھیں۔

میم دس ون از فرام آور نیو کلیکشن! سیلز گل نے فوراً انہیں نیو کلیکشن کی طرف متوجہ کیا۔

وہ ایک نیوی بلیو کلر کا خوبصورت سا سلک فراک تھا جس پہ گولڈن کلر کا ہلکا اور نازک سا کام تھا۔ گلے، سلیو اور بارڈر پر گولڈن کام اور اُس کے ساتھ فلیپر سٹائل ٹراؤزر اور بڑا نیوی بلیو سلک دوپٹا جس کے بارڈر پر گولڈن نازک کام ہوا تھا۔

Oh this is looking so beautiful

حبا نے دیکھتے ہی ستائش سے کہا ہاں بہت خوبصورت ہے آمنہ بیگم، عروہ اور اُمّ لیلیٰ نے بھی تعریف کی۔

اب اِس پہ پہلی میری نظر گئی ہے سو یہ میں لونگی، حبا نے پہلے ہی اعلان کر دیا، کیوں بھئی نہ پہلی نظر وزر کا لوجک کہاں سے آگیا میں لونگی یہ والا ڈریس مجھ پہ ڈارک کلرز زیادہ اچھے لگتے ہیں نہ عروہ نے مزے سے اپنی کہی۔

urdunovelsblog

ارے لڑو مت حبا نے پہلے دیکھا ہے سو اُسے ہی لینے دو یہ والا ڈریس! آمنہ بیگم بولیں ہاں حبا کی پہلے نظر گئی تھی اور تم عروہ وہ والا دیکھو نہ شاکنگ پنک والا وہ بھی بہت خوبصورت ہے، اور یہ سارے کلرز اتنے پیارے ہیں سو یہ سب ہم پر اچھے لگینگے کوئی بھی سیلیکٹ کر لو۔ اُمّ لیلیٰ نے بھی آمنہ بیگم کی تائید کرتے ہوئے عروہ کو دوسرے ڈریس کی طرف متوجہ کیا۔

ارے ہاں یہ بھی بہت پیارا ہے وہ خوبصورت سا شاکنگ پنک سٹریٹ شرٹ اور ٹراؤزر تھا شرٹ پر گول گلے، سلیو، بارڈر پر خوبصورت نازک سا گولڈن کام تھا اور بڑے سے شاکنگ پنک دوپٹے پر بھی بارڈر پر گولڈن کام تھا۔

امی جان میرا یہ والا ڈن کریں۔ عروہ نے خوش ہوتے کوئے ماں کو کہا۔امی اور میرا وہ نیوی بلیو والا حبا نے بھی اپنی پسند بتائی۔اچھا چلو ٹھیک ہے اُمّ لیلٰہ تم بھی کر لو پسند جلدی تو پھر گھر چلیں دو گھنٹے سے گھوم رہیں ہے اتنی مشکل سے کچھ پسند کیا ہے تم لوگوں نے اب میں تھک گئی ہوں۔

اچھا امی کرتی ہوں مجھے سمجھ ہی نہی آرہا کیا لوں وہ کنفیوز ہوتے ڈریس چیک کرتے بولی۔اتنے خوبصورت ڈریسز ہیں کوئی بھی دیکھ لو جو تمہے بہت پسند آرہا ہو۔آج کوئی ایک ایک سوٹ تو لے لو کتنی دیر سے چل پھر رہیں ہیں اب میں تھک گئی ہوں بیٹا پھر کچھ دنوں بعد آجائینگے آمنہ بیگم سر پر دوپٹہ ٹھیک کرتیں بولیں۔

میم آپ یہ چیک کریں یہ ہمارا بالکل لاسٹ ہی ایک ٹرائل پیس ڈریس پڑا ہے یہ ہماری لاسٹ منتھ کی کلیکشن ہے مگر بہت زیادہ سیل ہوا ہے ہمارا یہ ڈیزائین اور ہم پھر سے ایسا ڈیزائن بنا رہے ہیں۔اگر آپکو پسند آتا ہے تو ہم آپکے لئے ایسا پھر سے ڈیزائین کر دینگے۔

ہاں شیور دیکھائیں وہ ڈریس حبا فوراً بولی

سیلز گل نے جب وہ ڈریس منگوایا اور اُمّ لیلٰہ کی نظر جب اُس ڈریس پر گئی تو وہ اُسے پہلی ہی نظر میں بھا گیا۔

آپی کتنا پیارا ڈریس ہے اُوپر سے کلر بھی کیا کمال ہے اور کلر کو بینیشن بھی! وہ دونوں ایک ساتھ بولیں،ہاں بہت پیارا ہے آمنہ بیگم نے بھی سراہا!

وہ براؤن کلر کا خوبصورت سا لونگ انار کلی سٹائل میں پیروں کو چھوتا فراک تھا جس کی نیک،سلیو اور بارڈر پر بلیک نازک سا کام تھا،بلیک چوڑی دار پاجامہ اور ساتھ میں بلیک دوپٹا جس کے بارڈر پر براؤن کام تھا دوپٹا اتنا خوبصورت تھا کہ نگاہ پڑتے ہی دل کو بھا جائے اور ڈریس کے امتزاج کے ساتھ ڈریس کو بھی مزید خوبصورت بنا رہا تھا۔

Wow this is so beautiful I'm going to buy this !

میں ایسا ہی ڈیزاین لینا چاہتی ہوں آپ کب تک بنا دینگے یہ ؟اُمّ لیلٰہ نے فوراً سیلز گل سے کہا۔

میم ہم فائیو ورکنگ ڈیز میں یہ ڈیزائین بنا دینگے آپ اِس سٹرڈے کو کلیکٹ کر لیجئے گا۔

اوکے میں ہاف پیمنٹ کر دیتی ہوں ہاف کلیکٹ کرنے کے بعد کر لو نگی.

اٹس اوکے میم آپ فل پیمنٹ سیڈرڈے کو ہی کر لیجیئے گا۔

اوکے شیور سو ہم نے جو باقی دو ڈریسز لیئے ہیں اُنکا بل بنا دیں !

وہ بولتے ہوئے کاؤنٹر کی طرف بڑھی اور آمنہ بیگم سے کارڈ مانگا پیمنٹ کیلیئے۔

''ماما... صرف آپ کی وجہ سے یہ سب ہوا ہے۔ اگر آپ وہ سب نہ کرتیں تو آج ہم خوش ہوتے۔ یہ سب اللہ کا عذاب ہے جو ہم پر پڑا ہے!'' فائقہ نے غصّے اور دکھ سے اپنی ماں کو کہا۔

urdunovelsblog

صائمہ نے تھکی ہوئی سانس لے کر کہا، ''نہیں بیٹا، کوئی عذاب نہیں ہے۔ اللہ سب ٹھیک کر دے گا۔''

فائقہ نے رندھی آواز میں جواب دیا، ''ابھی بھی وقت ہے ماما... آپ معافی مانگ لیں اُن سے۔ پاپا بھی بہت اداس رہتے ہیں، اُن کی طبیعت بھی اکثر خراب رہتی ہے۔''

ماریہ، جواب تک خاموش تھی، اچانک بھڑک اُٹھی۔ ''بس کریں ماما! آپ کی وجہ سے ہی سب ہوا۔ کیا ملا ہمیں وہ سب کرکے؟ صرف بربادی! ہم تنگ آچکے ہیں آپ کی مکاریوں سے۔''

صائمہ کے ضبط کا بندھن ٹوٹ گیا۔ اُس نے چیخ کر کہا، ''وہ سب میں نے تم لوگوں کے لیے کیا تھا! اُن کی خوشی مجھ سے برداشت نہیں ہوئی۔ جب میری بیٹیاں خوش نہیں تو کسی کو خوش رہنے کا حق نہیں!''

ماریہ کی آنکھیں بھیگ گئیں۔ ''ہاں ماما! اور یہ ہے ہماری خوشیاں؟ ہم تو اور زیادہ تکلیف میں آگئے ہیں۔ آپ کے ساتھ مل کر میں نے بھی بہت غلط کیا... اور اب ہم سب اُس کا انجام بھگت رہے ہیں۔''

اتنے میں پندرہ سالہ سحر لاؤنج میں آتی ہے، بھولی سی آواز میں بولی:

''ماما، بھوک لگی ہے... کھانا دے دیں؟''

صائمہ نے بیزاری سے کہا، ''ابھی تک کچھ نہیں بنا۔ جاؤ ماریہ جا کے دال پکا لو، تمہارا باپ بھی تھوڑی دیر میں آجائے گا آفس سے۔''

سحر منہ پھلا کے بولی، ''ماما! کیا ہر وقت دال اور آلو کی سبزی ہی کھائیں گے؟ کچھ اور بھی بنا دیا کریں نا۔ کتنے دن ہو گئے پیزا کھائے بغیر!''

urdunovelsblog

صائمہ نے تھکی ہوئی آواز میں کہا، ''ابھی اتنے پیسے نہیں ہیں۔ مہینے کا آخر ہے۔ تم آج دال چاول کھالو، کچھ دن بعد جب فائقہ کی سیلری آئے گی تو وہ آرڈر کردے گی۔''

سحر کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ ''نہیں ماما، بس! تنگ آگئی ہوں میں۔ نہ اپنی پسند کا کچھ لے سکتے ہیں نہ کھا سکتے ہیں۔'' وہ روتے ہوئے اپنے کمرے میں چلی گئی۔

فائقہ نے اپنی ماں کو غصّے سے دیکھا۔ ''دیکھا ماما! یہ حالت ہو گئی ہے ہماری۔ سب ٹھیک ٹھاک زندگی تھی، مگر آپ کی سازشوں اور گناہوں کی وجہ سے یہ عذاب آیا ہے ہم پر!''

''ابھی بھی آپ کا غرور نہیں جاتا!'' ماریہ نے کچن کی طرف جاتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

urdunovelsblog

کمرے میں لمحہ بھر کے لیے سناٹا چھا گیا۔ صائمہ کی نظریں خالی دیواروں پر جمی رہیں۔

'' بے شک بندہ کسی پر ظلم کرتے ہوئے کسی کیلئے سازشیں کرتے ہوئے یہ نہی سوچتا کہ جو وہ دوسرے کے ساتھ کرنا چاہتا ہے یا کر چکا ہے وہ اُسکی طرف ہی چل کر آئیگا اور وہ خود اُسی کھائی میں گرے گا جس میں وہ کسی بے گناہ معصوم کو گرانا چاہتا ہے بے شک مکافاتِ عمل بر حق ہے چاہے اللہ اُسی

وقت لے یا دس سال بعد مگر لیتا ضرور ہے۔ جس کے ساتھ ظلم ہوتا ہے وہ بھول بھی جائے مگر اللہ نہی بھولتا اپنے بندے کے تکلیف میں نکلے ہوئے آنسو۔"

--

وہ اپنے روم کی بالکنی میں صوفہ پر آرام دہ سا بیٹھا سگریٹ کے گہرے کش لے رہا تھا اور کسی گہری سوچ میں مبتلا تھا۔ وہ الجھن کا شکار تھا کیا وہ لڑکا کہی جھوٹ تو نہی بول رہا مگر پھر اُسے ہاجرہ مائی کے بارے میں کیسے پتا، اور وہ کیسے اتنا سب جانتا ہے، سگریٹ آدھی ہو چکی تھی اُسنے ایش ٹرے میں ادھ جلا سگریٹ بجھایا اور پیکیٹ سے دوسرا سگریٹ نکالا۔

"مجھے اس سارے معاملے کی حقیقت جاننی ہو گی... یوں ہی کسی کی باتوں پر یقین نہیں کیا جا سکتا۔

urdunovelsblog

یہ سوچ کر اُس نے گلاس ٹیبل پر رکھا فون اٹھایا اور فوراً ایک نمبر ملایا

ہیلو، حامد! کل تک مجھے ہاجرہ مائی جو ہماری پرانی میڈ تھیں کے بارے میں مکمل انفرمیشن چاہیے۔ وہ کہاں رہ رہی ہیں، کیا کرتی ہیں، کن لوگوں سے میل جول رکھتی ہیں... اور ایک نمبر میں ابھی تمہیں سینڈ کر رہا ہوں، اُس کے بارے میں بھی ساری ڈیٹیل نکالو۔ مجھے کل تک اپڈیٹ چاہیے۔

سر کل تک مشکل ہے پرسوں تک کر لیں ابھی تو رات ہے کل صبح اُٹھتے ہی میں بندوں کو لگواتا ہوں کام پہ اُس کے سیکرٹری نے بولا

ہادی نے سنجیدہ لہجے میں کہا، "اوکے فائن، لیکن ڈواٹ فاسٹ حامد۔ اور یاد رکھو، ساری انفو بالکل کریکٹ ہونی چاہیے۔

جی سر ڈونٹ وری آئی ول ہینڈل ایوری تھنگ۔ حامد نے اعتماد کے ساتھ جواب دیا۔

اوکے کہہ کر ہادی نے کال کاٹ دی۔ فون رکھنے سے پہلے اُس نے ہانیہ کو میسج کیا:

''ایک بلیک کافی بھیج دو۔''

--

اسلام علیکم بابا۔۔۔

اُمّ لیلیٰ جیسے ہی لاؤنج میں داخل ہوئی تو جبّار صاحب صوفے پر براجمان چائے اور سموسوں سے لطف اندوز ہوتے ٹی وی پر کوئی ٹاک شو دیکھنے میں مصروف تھے۔

''کیا حال ہے میری بیٹی کا؟ پڑھائی کیسی چل رہی ہے؟'' انہوں نے خوش دلی سے پوچھا۔

''بابا، اللہ کا شکر ہے، ماشاءاللہ سب اچھا چل رہا ہے۔'' وہ اپنے والد کے پاس بیٹھتے ہوئے بولی۔

''چلو اللہ کا شکر ہے۔۔۔اور شادی کی تیاریاں ہو گئیں؟''

''جی بابا، بس ابھی کچھ رہتا ہے۔ ایک ڈریس اور چند چھوٹی موٹی چیزیں باقی ہیں۔'' اُمِ لیلیٰ نے جواب دیا۔

آمنہ بیگم بھی اسی وقت چائے کا مگ ہاتھ میں لئے لاؤنج میں داخل ہوئیں۔ چہرے پر ہلکی سی تھکن تھی۔

''بھئی میں تو روز روز مارکیٹ کے چکر لگا کر تھک گئی ہوں۔ کل تیسری بار جانا پڑا تھا، اب ایک دو بار اور جانا ہوگا۔''

''امی جان! اب کون سا ہم روز جاتے ہیں۔ شادی کی شاپنگ ہے، ٹائم تو لگتا ہے۔ جلدی میں جو چیز لے لیں وہ دل کو کہاں بھاتی ہے۔ جو آنکھوں کو پسند آجائے وہی لینے کا دل کریگا ورنہ پیسے اور وقت دونوں کا ویسٹ۔'' اُمِ لیلیٰ نے ہنستے ہوئے ماں کو سمجھایا۔

جبّار صاحب فوراً بیٹی کی طرف داری کرنے لگے۔

''ہاں بیٹا، تم لوگ آرام سے اچھی شاپنگ کر لو۔ پیسوں کی فکر مت کرنا، جتنے چاہیے ہوں بتا دینا۔''

''جی بابا جان، تھینک یو!'' وہ خوش ہو کر بولی۔

''بابا، ہم نے آپ کی بھی شاپنگ کر لی ہے۔ سارے کلرز اپنی مرضی کے چنے ہیں۔ ورنہ آپ اور آذان تو بس وہی ایک جیسے کلرز اٹھا لاتے ہو۔'' اُمِ لیلیٰ نے شوخی سے کہا۔

''ہاں بیٹا، اب میں اتنا دھیان کہاں دیتا ہوں۔ یہ کام تو لڑکیوں کی آنکھیں ہی اچھی طرح کر لیتی ہیں۔ جیسے تمہاری امی ہیں، ہر بات پر کتنا غور رکھتی ہیں۔'' جبّار صاحب نے مسکراتے ہوئے بیوی کی طرف دیکھا۔

''ہاہا، امی دیکھیں، بابا کو آپ آج بھی لڑکی ہی لگتی ہیں!'' اُمِ لیلیٰ نے ہنستے ہوئے چھیڑا۔

آمنہ بیگم بھی ہنسی روک نہ پائیں۔

''بس بیٹا، مذاق کر رہے ہیں یہ۔ میں تو اب واقعی بوڑھی ہو رہی ہوں۔ بچے ماشااللہ سب جوان ہو گئے ہیں۔''

''ارے ارے، کس نے میری بیگم کو بوڑھی کہا ہے؟ آپ تو اب بھی جوان ہیں!'' جبّار صاحب نے ہنستے ہوئے پھر بات بڑھائی۔

''جی بالکل امی! آپ کہیں سے بھی بوڑھی نہیں لگتیں۔ بس خود کو سادہ سا رکھتی ہیں، اور آپ کی پرسنیلٹی ایسے ہی لگتی ہے۔'' اُمِ لیلیٰ نے محبت سے کہا۔

آمنہ بیگم مسکرا کر چائے پینے لگیں۔ اور تینوں اب ملکی حالات پر باتیں کرنے میں مصروف ہو گئے۔

--

وہ ادھر اُدھر ٹہلتے ہوئے چاکلیٹ کھا رہی تھی اور ساتھ ساتھ فون میں مگن تھی۔ کھانے کے بعد ریپر بے دھیانی میں پاس ہی بینچ پر پھینک دیا۔

اتنے میں عبید، جو اپنی ہی دھن میں بینچ پر بیٹھا ہوا تھا، چونک گیا۔ ریپر سیدھا اس کے منہ پر آ لگا۔

''یہ کیا بدتمیزی ہے، مس؟'' عبید نے فوراً غصّے سے کہا۔

ہانیہ نے مڑ کر دیکھا تو سامنے عبید کو دیکھ کر اس کے فوراً منہ پھیرنے لگی

''اوہ، تو آپ ہیں میڈم بدتمیز؟'' وہ تیزی سے بولا۔

''شٹ اپ! بدتمیز تم ہو۔'' ہانیہ نے بھی تپ کر جواب دیا۔

''ہاں، واقعی کمال بدتمیزی کی ہے تم نے۔ سامنے ہی ڈسٹ بن ہے اور تم لوگوں کے منہ پر کچرا پھینک رہی ہو۔ واہ!''

urdunovelsblog

ہانیہ بھی کہاں چپ رہنے والی تھی۔

''آپ کہیں اور بیٹھ جاتے، یہاں بیٹھنا ضروری تھا کیا؟اور مجھے کیسے پتا چلتا کہ کوئی بیٹھا ہے!''

''کچھ مینرز اور ایتھکس ہوتے ہیں۔یہ بیٹھنے کی جگہ ہے، تو کوئی بھی بیٹھ سکتا ہے۔'' عبید نے سنجیدگی اور روکھے لہجے میں کہا۔

''اچھا اب کیا کروں؟ جان بوجھ کر تو نہیں کیا ناں!'' ہانیہ نے معصومیت سے کہا۔

عبید نے ایک لمحے کے لیے اسے بغور دیکھا۔آج وہ فل سلیوز سی گرین کُرتی اور وائٹ ٹراؤزر میں ملبوس تھی۔ہاتھ میں وائٹ ڈائمنڈ کا بریسلیٹ، کندھے پر ڈارک گرین بیگ، پاؤں میں گرین فلیٹ سلیپر جن پر کالے موتیوں سے تتلی کا ڈیزائن بنا ہوا تھا۔ڈھیلے سے بن میں سے نکلی دو لٹیں اس کے چہرے کے گرد جھول رہی تھیں، ہلکا سا میک اپ اور ہلکی موو لپ اسٹک کے ساتھ کانوں میں سی گرین بٹر فلائی ٹوپس پہنے وہ بہت سادہ اور پیاری لگ رہی تھی۔

عبید خود بھی براؤن شلوار سوٹ اور اس پر بلیک لیدر جیکٹ پہنے، کالی پشاوری چپل اور ہاتھ میں رولیکس واچ کے ساتھ، بال پیچھے کیے ہوئے خاصا اسمارٹ لگ رہا تھا۔

''نیکسٹ ٹائم، بی کیئر فل۔'' عبید نے نرم لہجے میں کہا۔

''اوکے، سوری۔'' ہانیہ نے ہلکا سا شرمندہ ہو کر کہا۔

''اٹس اوکے۔'' عبید نے مسکرا کر جواب دیا۔

پھر ہلکی سی ہنسی کے ساتھ بولا،

''چلو، اب انٹروڈکشن بھی ہو جائے، جیسے پہلی بار ملاقات ہو رہی ہے۔''

''اوکے... آئی ایم ہانیہ زید۔ تھرڈ ایئر سوشل سائنسز کی اسٹوڈنٹ۔'' ہانیہ نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''آئی ایم عبید انصاری۔ ایم بی اے، سیکنڈ سیمیسٹر۔'' وہ بھی مسکرایا۔

''اوہ اوکے... اچھا میرا ڈرائیور آ گیا ہے۔ سی یو سون۔ بائے!'' ہانیہ نے فون دیکھتے ہوئے جلدی جلدی کہا اور نکلنے لگی۔

''اللہ حافظ۔'' عبید نے کہا۔

''اللہ حافظ۔'' ہانیہ نے بھی نظریں چرا کر جواب دیا اور یونیورسٹی سے باہر نکل گئی۔

عبید نے ایک لمحہ اسے جاتا ہوا دیکھا اور پھر مسکرا کر اپنی کلاس کی طرف بڑھ گیا۔

'' سر، ہاجرہ مائی تو دو سال پہلے ہی انتقال کر چکی ہیں۔''

حامد نے آفس میں داخل ہوتے ہی ہادی کو اطلاع دی، جو اپنے لیپ ٹاپ پر کنسٹرکشن بزنس کے نئے مارکیٹنگ بجٹ پر کام کر رہا تھا۔

''کیا؟ یہ تم نے خود جا کے دیکھا ہے یا کسی نے بتایا ہے؟''

ہادی نے چونک کر نظریں اٹھائیں۔

''جی سر، میں خود اُن کے گھر گیا تھا۔ اچانک ہی چلا گیا تھا، کسی کو بتائے بغیر۔ وہاں اُن کی بہو نے بتایا کہ ہاجرہ مائی کا انتقال دو سال پہلے ہو گیا تھا۔ وہ کافی عرصہ بیمار رہتی تھیں اور آخر میں تو کچھ یاد بھی نہیں رہتا تھا۔''

''اوہ! اب میں اصل حقیقت سے کیسے واقف ہونگا؟ یا اللہ...''

ہادی نے بے بسی سے میز پر مکا مارا۔

urdunovelsblog

''ریلکس سر، کوئی نہ کوئی راستہ ضرور نکل آئے گا،'' حامد نے دلاسہ دیا۔

''ہاں، یہ بات انہوں نے ایسے ہی نہیں کی ہو گی۔اس کے پیچھے ضرور کوئی کہانی ہے۔تم ہاجرہ مائی کے بیٹے سے ملے؟''

''جی نہیں سر، وہ گھر پر نہیں تھے۔اُن کی بیوی نے بتایا کہ وہ شہر یعنی لاہور میں جاب کرتے ہیں تو کافی مہینوں سے وہیں ہیں۔''

''ٹھیک ہے، پھر مجھے ہی خود جانا پڑے گا۔شاید وہ کچھ بتا سکیں۔'' ہادی نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا، پھر اپنے سیکرٹری حامد کی طرف مڑا:

''میں نے تبدیلیاں کر دی ہیں، تم پرو پوزل آگے ٹیم کو فارورڈ کر دو۔''

''جی سر۔ویسے میم بسمہ کی کال آئی تھی۔کہہ رہی تھیں کہ آپ کو ڈنر کا ریمائنڈر دے دوں۔''

''اوہ! میں تو بھول ہی گیا تھا۔اچھا،اب تم جا سکتے ہو۔آفس ٹائمنگ بھی ختم ہو گئی ہے، میں بھی نکل رہا ہوں۔''

''اوکے سر، ہیو آ نائس ڈنر اینڈ گُڈ نائٹ!'' حامد مسکراتے ہوئے بولا۔

''کون سانائس ڈنر...'' ہادی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا، پھر لیپ ٹاپ اور فون اُٹھایا اور آفس کے ایلیویٹر سے پارکنگ میں جا کر اپنی فارچونر میں بیٹھا اور گھر کی طرف روانہ ہو گیا

یہ سب منظر ایک عام رات کے پر سکون ماحول کا تھا، مگر گھر کے لاؤنج میں سکون کہاں! وہاں تو جیسے ہمیشہ کسی نہ کسی بات پر شور مچا رہتا تھا۔

''ہائے بیوٹفل لیڈیز اینڈ ڈینگ بوائے!'' عروہ نے چہکتے ہوئے لاؤنج میں داخل ہوتے ہی سب کو مخاطب کیا۔

''بابا سو گئے ہیں کیا؟'' اس نے امی سے پوچھا۔

''ہاں، تھوڑی دیر پہلے ہی سوئے ہیں۔ کیوں؟ کوئی کام تھا ان سے؟'' آمنہ بیگم نے نرمی سے جواب دیا۔

''نہیں، بس ایسے ہی پوچھ رہی تھی۔'' عروہ نے کندھے اچکائے۔

ٹی وی کے سامنے حبا، اذان اور اُمِ لیلیٰ بیٹھے تھے۔ جہاں اذان ہو وہاں شور نہ ہو، ایسا کیسے ہو سکتا تھا؟

آمنہ بیگم نے تھوڑی دیر بعد صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا:

''میں بھی جا رہی ہوں سونے، تم لوگ ہی دیکھو ٹی وی۔ شب بخیر!''

''شب بخیر، امی جان!'' سب نے بیک وقت کہا۔

''چلو کوئی مووی دیکھتے ہیں۔ کل ہفتہ ہے، ویک اینڈ ہے۔'' حبا نے تجویز دی۔

''ہاں، اذان! لیپ ٹاپ سے ڈاؤنلوڈ کرو اور پھر یو ایس بی میں ڈال لو۔'' حبا نے حکم صادر کیا۔

urdunovelsblog

اذان اور اُمِ لیلیٰ نے قہقہہ لگاتے ہوئے جواب دیا:

''اوہ! جیسے ہمیں پتا ہی نہیں تھا، بہت شکریہ یاد دلانے کے لیے!''

''ہاں تو میں بتا ہی رہی تھی، پاگل لوگ!'' حبا نے منہ بنا کر کہا۔

''اچھا، لیپ ٹاپ کون لائے گا؟'' اذان نے عروہ کو گھورا۔

''میں نہیں جارہی! اوپر تم جاؤ یا پھر حبا کو بھیجو۔ مووی تم لوگوں نے دیکھنی ہے، تو لاؤ بھی تم لوگ!'' عروہ نے صاف انکار کر دیا۔

''ہاں ہاں! میں بھی نہیں جارہی۔'' حبا نے ساتھ دیا۔

''ارے جاؤ بھئی، کوئی ایک تو لے آؤ!'' اُم لیلیٰ نے تنگ آکر کہا۔

''تو آپی، آپ ہی لے آئیں نا۔'' عروہ اور حبا نے بیک وقت کہا۔

''اچھا! جارہی ہوں... لیکن پھر پاپ کارن اور نگٹس تم لوگ فرائی کرنا۔'' اُم لیلیٰ نے شرط رکھی اور سیڑھیاں پھلانگتی اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

کمرے میں داخل ہوئی تو سائیڈ ٹیبل پر فون بج رہا تھا۔ اس نے فون اٹھاتے ہی چونک کر کہا:

''کون ہے اس وقت؟''

''السلام علیکم، دانیہ خیریت؟''

''ہاں،اللہ کا شکر ہے، سب خیریت ہے۔بس یار، تمہیں انویٹیشن دینا تھا۔''

''کس چیز کا انویٹیشن ؟'' اُم لیلیٰ نے حیرانی سے پوچھا۔

''میرے نکاح کا، یار!''

''واٹ ! کب ؟ کہاں ؟ کس سے ؟مزاق تو نہیں کر رہی ؟'' اُس کی حیرت دیدنی تھی۔

''پاگل ہوں کیا؟جو رات کے ڈیڑھ بجے مزاق کروں ؟'' دانیہ ہنسی۔

''پھر یہ اچانک نکاح؟''

''ہاں،وہی کزن جس کا ذکر کیا تھا۔آج ہی بات پکی ہوئی ہے۔واٹس ایپ گروپ چیک کرو، میں نے پکچرز بھیجی ہیں۔''

''اوہ،میرا فون تو روم میں پڑا تھا، میں نیچے لاؤنج میں بیٹھی تھی کب سے۔ خیر، بہت بہت مبارک ہو! مریم کو بتایا تم نے ؟''

''ہاں، اس سے بھی بات ہو گئی۔ اُس نے تو گروپ میں مبارکباد بھی دے دی۔''

''اوہ، میں نے فون دیر سے اٹھایا۔''

''شکر ہے اٹھا تو لیا۔ چار بار کال کی ہے تمہیں، یہ چوتھی بار تم نے ریسیو کیا۔''

''چلو خیر، خوش تو ہو نہ تم؟ نکاح کب ہے؟''

''سنڈے کو، گھر پہ ہی سب ارینجمنٹ ہے۔ جلدی میں سب طے ہوا۔''

''ٹھیک ہے، ان شاءاللہ میں آؤں گی۔''

اسی وقت دروازہ کھلا اور حبا اندر جھانکتے ہوئے بولی:

''آپی! لیپ ٹاپ لینے گئی ہو یا بنانے؟''

''اچھا دانیہ، صبح بات کرتے ہیں۔ اللہ حافظ!'' اُمِ لیلیٰ نے فون رکھتے ہی لیپ ٹاپ اٹھایا اور سیڑھیاں دوڑتی ہوئی نیچے کی طرف اتر گئی۔

وہ تیزی سے گاڑی سے اترا، ویٹر کو چابی تھمائی اور ریسٹورنٹ کے اندر داخل ہو گیا۔

اندر کا ماحول خوابناک سا تھا—مدھم روشنی، سلو میوزک اور ہیٹرز کی گرمی نے سرد موسم کو بالکل بدل ڈالا تھا۔ لوگ اپنی دنیا میں مگن، پسندیدہ کھانے اور ساتھیوں کے ساتھ وقت گزار رہے تھے۔ عورتیں اور لڑکیاں رنگ برنگے فیشن میں، جیسے یہ چمک دمک ان کے بغیر ادھوری ہو۔

امیروں کی دنیا!

urdunovelsblog

کونے کی میز پر بسمہ بیٹھی تھی۔ سیاہ گلیٹری ٹاپ اور نیلی جینز کے ساتھ، سُرخ لب اور ہلکا سا میک اَپ۔ جیکٹ لاپرواہی سے کرسی پر ڈالی ہوئی تھی اور وہ پورے اعتماد کے ساتھ ماحول کا حصہ بنی بیٹھی تھی۔

ہادی آہستہ آہستہ اسی میز کی طرف بڑھا۔ سفید شرٹ، نیوی بلیو کوٹ، بلیک جینز اور کلائی پر مہنگی گھڑی—چہرہ سنجیدہ اور باوقار۔ وہ واقعی کسی شہزادے کی طرح دکھ رہا تھا۔

''اوہ ہائے ہادی! فائنلی تم آ گئے۔ میں کب سے تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔'' بسمہ نے خوش دلی سے کہا۔

''یس بسمہ... تمہیں کچھ کہنا تھا۔ اور مجھے بھی آج سب کچھ کلیئر کرنا ہے۔'' ہادی کرسی کھینچتے ہوئے بولا۔

''جی ہاں، مگر پہلے کچھ آرڈر کر لیتے ہیں۔ مجھے بہت بھوک لگی ہے۔'' بسمہ نے مصنوعی ہنسی کے ساتھ کہا۔

ویٹر آ گیا۔

''ون الفریڈو پاسٹا، ون سیزر سیلڈ اور بلیو بیری مارگریٹا۔ ہادی، تم کیا لو گے؟''

''گرلڈ فش ود لیمن سوس، رائس اور گرین ایپل لیمونیڈ۔''

ویٹر مؤدب انداز میں بولا: ''آپ کا آرڈر بیس منٹ میں حاضر ہو گا، سر۔''

بسمہ نے تیز لہجے میں کہا: ''اوکے، بی فاسٹ!''

ویٹر کے جاتے ہی وہ ہادی کی طرف جھکی، مسکرا کر بولی:

urdunovelsblog

''ہاں تو،اب بتاؤ؟ تمہیں کیا کہنا ہے؟''

ہادی نے نظریں اس پر جمائیں۔

''تم نے مجھے یہاں بلایا ہے، بات کرنے کے لیے۔''

''ہاں... میں یہی کہہ رہی تھی کہ ہم پرانی باتیں بھول جائیں۔ تم بھی اور میں بھی۔ شادی کر لیتے ہیں۔ زیادہ وقت ضائع کریں گے تو مسائل بڑھتے ہی جائیں گے۔'' بسمہ کے لہجے میں عجلت تھی۔

''یعنی تم چاہتی ہو کہ سب ختم کر کے نئی شروعات کریں؟ اس کا مطلب ہے کہ تم اپنا لائف اسٹائل بدلنے کے لیے تیار ہو؟'' ہادی کی آواز میں سنجیدگی نمایاں تھی۔

بسمہ فوراً تلخ ہوئی۔ ''یہ میں نے کب کہا؟ اور کیوں بدلوں؟ میں کیوں اپنی زندگی کسی کے لیے چینج کروں؟''

ہادی نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ گہری سانس لی۔

''ٹھیک ہے۔ پھر آج یہ بات یہیں ختم۔ ہم دونوں ساتھ نہیں چل سکتے۔ میں دعا کرتا ہوں تمہیں ویسا ہی لائف پارٹنر ملے جیسا تم چاہتی ہو۔''

urdunovelsblog

بسمہ کی آنکھوں میں غصہ اور بے بسی اکٹھی جھلکنے لگی۔

''ہادی! میں تمہارے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔ تم کیوں نہیں سمجھ رہے؟ میں خود کو کیوں بدلوں؟''

اسی لمحے ویٹر نے کھانا سرو کر دیا۔

''انجوائے یور ڈنر، سر!''

'' تھینکس!'' ہادی نے پر سکون لہجے میں کہا اور کھانے پر دھیان دے دیا۔

''ہادی! جب تمہیں شادی ہی نہیں کرنی تھی، تو انگیجمنٹ کیوں کی تھی؟'' بسمہ نے تلخی سے کہا۔

urdunovelsblog

ہادی نے نرمی مگر مضبوط لہجے میں جواب دیا:

''تمہارے اور میرے والد کی خواہش تھی۔ مگر شادی ہم اُس سے کرتے ہیں جو دل کو سکون دے، جو ہر حال میں ساتھ دے۔ بسمہ، تمہارے ساتھ وہ سکون کبھی محسوس نہیں ہوا۔ تم ہمیشہ صرف اپنی خوشی کو ترجیح دیتی ہو۔ ایسے رشتے نہیں چلتے۔ سو، بیسٹ آف لک فار یور فیوچر۔''

بسمہ کے لب کانپے۔ ''تو تم چاہتے ہو کہ میں بھی اُن مڈل کلاس لڑکیوں کی طرح بن جاؤں جو خود کو ڈھانپ کر، نیک بن کر امیر لڑکوں کو پھنستی ہیں؟ لگتا ہے تمہیں بھی کوئی ایسی ہی پسند آ گئی ہے۔ ورنہ تم سب جانتے تھے میرے دوستوں کے بارے میں، میرے لائف اسٹائل کے بارے میں... اور اب یہ سب مسئلہ بنا کر تعلق ختم کر رہے ہو؟''

قریب بیٹھے لوگ ان کی بلند آواز پر متوجہ ہونے لگے۔

ہادی نے غصہ ضبط کرتے ہوئے کہا:

''جیسا پہلے کہا... تم صرف خود کو درست سمجھتی ہو۔ اور یہی وجہ ہے کہ میں تمہارے ساتھ نہیں چل سکتا۔ یہ میرا فائنل فیصلہ ہے، بسمہ۔ آئی کانٹ میری یو!''

''تم بار بار میری انسلٹ کرتے ہو۔ یاد رکھنا، مجھ پر لڑکے مرتے ہیں۔ اور تمہارے اس اٹیٹیوڈ کے ساتھ کوئی لڑکی زیادہ دیر تمہارے ساتھ نہیں رہے گی!'' بسمہ نے جلن سے کہا۔

ہادی نے پر سکون لہجے میں جواب دیا:

''اوکے، ول سی۔ تم جاؤ اور اُنہی لوگوں میں سے کسی کو اپنا شریکِ حیات بنا لو۔''

یہ کہہ کر اس نے والٹ نکالا، کارڈ کے ذریعے بل ادا کیا اور گاڑی کی چابی لیتے ہوئے ریسٹورنٹ سے نکل گیا۔

بسمہ نے جلتی نگاہوں سے دروازے کی سمت دیکھا۔

''ٹھہرو ہادی... میں تمہیں دکھاؤں گی۔ایک مہینے کے اندر شادی کر کے دکھاؤں گی۔ تمہیں پتا چلے گا لوگ واقعی مجھ پر مرتے ہیں!''

یہ سوچتے ہی اس نے جیکٹ اور بیگ اٹھایا اور غصے سے ریسٹورنٹ سے باہر نکل گئی۔

یقینِ کامل

از قلم: صباجبّار

قسط نمبر ۳

انگوری رنگ کے انارکلی فراک میں، چوڑی دار پاجامے کے ساتھ اُمّ لیلیٰ آئینے کے سامنے کھڑی خود کو ایک نظر دیکھ رہی تھی۔ نازک سے کام والا سلور بارڈر والا اور گینز اکا دوپٹہ جس کو سر پر پہنے اور خود پر مکمل چادر کی طرح اپنے ارد گرد اُوڑھے مزید حسین اور حیا میں لگ رہی تھی۔ کلائی میں نازک سا

ڈائمنڈ بریسلیٹ اور دوسری طرف ہری چوڑیاں، بیچ کی مانگ نکالے کھلے بال کندھوں پر بکھرے تھے۔ہلکا سا میک اَپ اور اورنج براؤن لپ اسٹک اُس کے سراپے کو مکمل کر رہی تھی۔کانوں میں بڑے سے جھمکے، گلے میں باریک گولڈ چین ـــــ وہ واقعی کسی محفل کا مرکز لگ رہی تھی۔

''آپی ریڈی ہو گئیں؟ ڈرائیور کب سے ویٹ کر رہا ہے۔'' عروہ نے کمرے میں جھانکتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں بس ہو گئی۔'' لیلیٰ نے جلدی سے سلور ہیل پہنی، خوبصورت سا کلچ اُٹھایا، فون اندر رکھا اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔جاتے جاتے پورے گھر والوں کو بلند آواز میں کہا، ''اللہ حافظ ایوری ون!'' اور گاڑی میں بیٹھ گئی۔

گاڑی چلتے ہی اُس نے مریم کا نمبر ڈائل کیا۔

''السلام علیکم، مریم! کہاں ہو تم؟ پہنچی دانیہ کے گھر؟ دانیہ تو کب سے بار بار کال کر رہی ہے، اتنے بڑے دن پر ہم ابھی تک نہیں پہنچے!'' وہ ایک ہی سانس میں بول گئی۔

''ارے آرام سے! میں بس پہنچ ہی گئی ہوں اُس کی کالونی میں۔اور تم؟'' مریم کے لہجے میں عجلت بھی تھی اور شرمندگی بھی۔

''میں بھی بیس منٹ میں پہنچتی ہوں، پھر بات کرتے ہیں۔اللہ حافظ!'' لیلیٰ نے جواب دیا۔

''ہاں جلدی آؤ، وہ ویسے ہی ہم سے ناراض ہے۔مجھے بھی منانا ہے اُسے۔چل، اللہ حافظ!'' مریم نے فون بند کیا اور اپنا ڈارک بلیو کلچ پرس میں رکھتے ہوئے گاڑی سے اُتری۔

urdunovelsblog

سامنے دانیہ کا گھر روشنیوں میں نہایا کھڑا تھا۔ جو اسکے گھر سے دس منٹ کی ڈرائیو پر تھا اور امِّ لیلٰہ کا گھر بیس منٹ کی خیر دو پورشن پر مشتمل یہ عمارت لائٹوں کی وجہ سے اور زیادہ دلکش لگ رہی تھی۔ مریم کی نظریں ایک لمحے کو ٹھہر سی گئیں۔ گھر تو تینوں کے ہی خوبصورت تھے مگر اُن تینوں دوستوں میں، البتہ، اُمِ لیلٰہ کا گھر اُن دونوں کو بھی سب سے زیادہ خوبصورت لگتا تھا اور حقیقتاً بھی تھا۔۔۔ خوبصورتی اور نفاست دونوں میں۔

وہ آہستہ آہستہ چلتی گیٹ تک پہنچی اور بیل بجانے ہی والی تھی کہ دروازہ اندر سے کھل گیا۔

''السلام علیکم، میں دانیہ کی فرینڈ ہوں... مریم۔'' اُس نے جلدی سے کہا۔

''وعلیکم السلام! اندر آیئے۔ میں دانیہ کا بڑا بھائی جہانگیر ہوں۔''

جہانگیر نے مسکراتے ہوئے بڑے شائستہ انداز میں کہا، مگر اُس کی نظریں مریم پر ایک لمحے کو رکی ضرور تھیں۔

آف وائٹ لانگ شرٹ، کیپری ٹراؤزر اور نیٹ کا ہلکا سا دوپٹہ، ہاتھ میں ڈارک بلیو کلچ، سنہری ہیلز اور ڈھیلے سے بن میں بندھے بال۔ کانوں میں بڑے سنہری جھمکے، کلائی پر بریسلیٹ اور انگلی میں نازک سی انگوٹھی۔ ہلکا سا پارٹی میک اَپ اور براؤن لپ اسٹک۔ وہ سادہ مگر اپنی ہی طرح کی دلکشی لیے ہوئے تھی۔

urdunovelsblog

''جی...'' وہ مختصر سا جواب دیتی اندر داخل ہو گئی۔

جہانگیر مسکراتے ہوئے اُس کے پیچھے ہی ہال کی طرف بڑھ گیا۔

''السلام و علیکم!'' وہ گھر میں داخل ہوتے ہی لاؤنج میں بیٹھی ماں کو دیکھ کر بولی۔

''وعلیکم السلام... سحر، اپنی آپی کے لیے پانی لے آؤ بیٹا۔'' صائمہ نے کہا۔

''نہیں امی، رہنے دیں۔ موسم ٹھنڈا ہے، پیاس نہیں لگی۔'' فائقہ نے مسکراتے ہوئے انکار کیا۔

''اچھا، چلو تم جا کے چینج کر لو، میں کھانا لگاتی ہوں۔'' صائمہ نے شفقت سے کہا۔

''ہاں بھوک تو بہت لگی ہے۔ آج بڑا ہیکٹک ڈے تھا۔ بچوں کو پڑھا کے تھک ہی گئی ہوں۔'' فائقہ نے کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے اپنا پرس الماری میں رکھا اور گھر کا ڈھیلا ڈھالا سوٹ نکالنے لگی۔

urdunovelsblog

''بیٹا، کوئی آفس کی جاب دیکھ لو۔ شاید اچھی سیلری والی مل جائے۔'' صائمہ نے پھر بات چھیڑ دی۔

''امی... آپ جانتی ہیں آفس جاب کا مطلب ہے گھر سے دو دو گھنٹے کا سفر۔ نائٹ شفٹ الگ، تنخواہ بھی کوئی خاص نہیں۔ اسکول جاب میں کم از کم سکون ہے۔ اتنا فضول تھکنے کا فائدہ نہیں۔ اور پھر آپ ماریہ کو بھی کہیں، وہ بھی کچھ جاب شروع کرے۔'' فائقہ نے صاف جواب دیا۔

''ہاں، یہ تو ہے۔ لیکن بیٹا، تھوڑی زیادہ سیلری ہو تو گھر بہتر چل سکتا ہے۔ اور ہاں، تم نے اپنی میڈم سے ماریہ کے لیے بات کی تھی؟'' صائمہ نے اُمید بھری نظروں سے پوچھا۔

''جی امی، بہت مشکل سے وہ مانیں ہیں۔ نرسری کلاس کے بچے ہیں، ماریہ ایزیلی ہینڈل کر لے گی۔'' فائقہ نے بات ختم کرتے ہوئے واش روم کا رخ کیا۔

ادھر صائمہ کچن میں جا کر مٹر آلو کی سبزی اور روٹیاں نکال لائیں۔ ٹرے اُٹھائے واپس کمرے میں آئیں اور بیڈ پر رکھ دیا۔

''امی، ہمیں بھی کھانا دیں۔'' سحر اور ماریہ دونوں آ گئیں۔

''خود بھی نکال سکتی ہو ماریہ ! اتنی دیر سے فون یوز کر رہی ہو۔ سارا دن فضول کاموں میں لگے رہنا، نہ گھر کا دھیان، نہ کسی اور چیز کا۔ اور اوپر سے کھانا بھی بیڈ پر لا کے دیا جائے !'' صائمہ کا لہجہ غصے میں بھر گیا۔

''ہاں، آپ کو ہم ویسے بھی اچھے نہیں لگتے۔ کبھی جاب کا طعنہ، کبھی کام کا۔ نہی کرنی ہے مجھے جاب۔ آپ کو اور آپ کی بیٹی کو یہی شوق ہے تو کب کی ہماری شادی کر دیتیں ! پاپا کا کام ٹھیک ٹھاک چل رہا تھا۔ اب بیچارے صبح شام نوکری کر کے تھک جاتے ہیں۔'' ماریہ تیز لہجے میں بولی اور دروازہ دھڑام سے بند کر کے کمرے میں گھس گئی۔

''آپی، دروازہ کھولیں پلیز !'' سحر پیچھے بھاگی۔

''امی، چھوڑیں اُسے۔ میں بات کر لوں گی۔ وہ ویسے ہی غصے کی تیز ہے، پاگل ہے بعد میں ٹھیک ہو جائے گی۔'' فائقہ چینج کر کے باہر نکلی اور ماں کو دلاسہ دینے لگی جو خاموش آنسو بہا رہی تھیں۔

''ہاں بیٹا، میں تو سب تم لوگوں کے بھلے کے لیے ہی کہتی ہوں...'' صائمہ کی آواز لرز گئی۔

''امی، دوسروں کی خوشیاں برباد کر کے اپنی خوشیاں نہیں بنتیں۔ جو نصیب میں ہوتا ہے وہی ملتا ہے۔ آپ بھی بس توبہ کریں، پھوپھو سے معافی مانگ لیں۔ شاید اللہ ہمارے حالات بہتر کر دے۔'' فائقہ کی نظریں اپنے چھوٹے سے کرائے کے فلیٹ پر پڑیں تو دل مزید بوجھل ہو گیا۔

''جاؤبیٹا، کھانا کھالو۔ ٹھنڈا ہو جائے گا۔'' اور میں نے کچھ غلط نہی کیا اتنا اچھا لڑکا کیسے انکا داماد بنتا میں یہ کبھی بھی نہی ہونے دیتی جب میری بیٹیوں کیلیئے ایسا کوئی رشتہ نہی ملا تو وہ کیسے خوش رہ سکتیں ہیں صائمہ نے بے حد جلن سے کہا۔

''اُف امی آپ کیا چیز ہیں اب بھی آپ خود کو غلط نہی لگ رہی اتنا بڑا گناہ کیا ہے آپنے کسی پر تہمت لگائی ہے جس کا انجام اور عذاب بے حد سخت ہے ،اور آپ بھی کھا لیجیے، پھر دوا لے کر سو جایئے۔ میں بھی کھا کے آرام کرونگی۔'' فائقہ نے ماں کو کچن کی طرف بھیجا اور خود کچھ سوچتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی۔

---

urdunovelsblog

مریم لاؤنج سے گزرتی ہوئی سب سے مل کر سیدھی کمرے میں پہنچی۔

''ماشاءاللہ! بہت پیاری لگ رہی ہو یار... اور واہ بھئی، اچانک نکاح کر کے چھپی رستم نکلیں۔ ہمیں تو خبر تک نہ ہونے دی!'' وہ ہنستے ہوئے دانیہ کے پاس آئی۔

''جاؤ، تم دونوں بدتمیز! اپنی بیسٹ فرینڈ کے اتنے امپورٹنٹ دن میں یوں اینڈ ٹائم پر آتی ہو۔ میں نے کتنی کالز کی تمہیں۔ پرسوں سے کہہ رہی تھی آجاؤ، اور آج بھی لیٹ!'' دانیہ نے کمر پر ہاتھ رکھ کر غصّے سے کہا۔

''ارے یار، ناراض مت ہو۔ تمہارے گھر تو ویسے بھی اتنے گیسٹس تھے، ہمیں لگ رہا تھا آنا اچھا نہیں لگے گا۔ قسم سے اور کوئی ریزن نہیں تھا۔''

مریم نے صفائی دی۔

''اس میں اتنا کیا ہے؟ تم دونوں میری بچپن کی دوستیں ہو، بہنیں ہو۔ میری تو کوئی بہن ویسے بھی نہیں، لیکن تم دونوں کو ہمیشہ بہن ہی سمجھا ہے۔''

دانیہ نرم پڑتے ہوئے بولی۔ ''اور یہ شادی بھی بس اچانک ہی... ابّو نے رشتہ کر دیا، اور میں نے ہاں کہہ دی۔ کوئی پسند ویسے بھی نہیں تھی۔ سوچا اللہ نے جہاں نصیب لکھا ہو گا بہترین لکھا ہو گا۔ اسی یقین پر ہاں کر دی۔''

''یہ تو ہے۔ اللہ بہت اچھا نصیب کرے گا ان شاءاللہ۔ اور ویسے کلر کمال کا چنا ہے تم نے... پستہ گرین، واہ بھئی!'' مریم نے گلے لگتے ہوئے کہا۔

urdunovelsblog

دانیہ واقعی حسین لگ رہی تھی۔ پستہ گرین لونگ میکسی پر گولڈن کام، نیٹ کی آستینوں پر نفیس ڈیزائن، اور بڑا سا گولڈن دوپٹہ سر پر سیٹ کیا ہوا۔ پرلز کا انڈین اسٹائل چوکر اور ائیر رنگز، ہاتھوں میں مہندی، گولڈن چوڑیاں اور ڈائمنڈ کی انگوٹھی۔ چہرے پر معصوم سی روشنی تھی جو دل کو بھا رہی تھی۔

''ماشاءاللہ، بہت پیاری لگ رہی ہو۔ اور سوری، یار! مریم نے بتایا ہو گا ہمارے نہ آنے کا ریزن؟ لیکن تم نے بھی ہمیں پہلے کچھ بتایا ہی نہیں۔ سب چوری چھپے کر لیا اور اب عین نکاح پر بلایا، واہ بھئی!'' لیلیٰ نے کمرے میں داخل ہوتے ہی چھیڑا۔

''ہاں سب بتاؤں گی، رُکو ذرا۔ تم دونوں تو بے صبری ہو رہی ہوں۔'' دانیہ نے ہنستے ہوئے کہا لیلیٰ بھی اس کے ساتھ بیڈ پر جا بیٹھی۔

''بے صبری تو تم خود ہو رہی ہو، تبھی تو ڈائریکٹ نکاح کر رہی ہو۔'' مریم اور لیلیٰ نے ایک ساتھ ہنستے ہوئے کہا۔

اسی وقت دانیہ کی خالہ کی بیٹی ثنا کمرے میں آئی۔

''آپی، آنٹی پوچھ رہی ہیں آپ فل ریڈی ہیں یا نہیں؟''

''ہاں ثنا، یہ موبائل لو اور ہماری اچھی سی دو تین پکچرز لو۔'' دانیہ نے موبائل پکڑاتے ہوئے کہا۔

ثنا نے چند تصویریں لیں اور دکھائیں۔ تینوں ایک ساتھ بیٹھی بہت پیاری لگ رہی تھیں۔

urdunovelsblog

''شاباش! اچھا، اب امی کو بتا دو میں ریڈی ہوں۔'' دانیہ نے کہا۔

تینوں نے ہنستے ہلکی پھلکی چھیڑ چھاڑ کرتے پھر اپنے دوپٹے سیٹ کیے۔ مریم نے کندھوں پر، جبکہ لیلیٰ نے سلیقے سے سر پر اوڑھ لیا۔ دوپٹہ چہرے کے گرد اور اس پر چند لٹیں لہرا رہی تھیں، جو اس کی سادہ سی خوبصورتی کو اور بڑھا رہی تھیں۔

باہر شور کی آواز آئی تو وہ سب چونک گئیں۔

''لگتا ہے نکاح ہونے جا رہا ہے... مولوی صاحب آ گئے ہیں۔'' مریم نے آہستہ کہا۔

''یار، میں بہت نروس ہو رہی ہوں۔'' دانیہ نے گھبرا کر لیلیٰ کا ہاتھ پکڑ لیا۔

''نروسنس تو ہونی ہے۔ درود شریف اور بسم اللہ پڑھتی رہو، دل مطمئن ہو جائے گا۔'' لیلیٰ نے تسلی دی۔

کمرہ کھلا تو جہانگیر مولوی صاحب، امی، اور دولہے کے بھائی و دوست کے ساتھ اندر آئے۔

''گڑیا، آرام سے بیٹھ جاؤ۔'' جہانگیر نے بہن کو کہا۔

لیلیٰ نے دانیہ کو صوفے پر بٹھایا اور خود سائیڈ پر ہو گئی۔ مولوی صاحب نے نکاح پڑھایا اور گواہان کی موجودگی میں سب مکمل ہوا۔

urdunovelsblog

''مبارک ہو! اللہ تمہارا نصیب اچھا کرے، خوش رکھے ہمیشہ۔'' جہانگیر نے بہن کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے دعا دی۔ دانیہ آنکھوں میں آنسو لیے مسکرا رہی تھی۔

''آپ دیکھیں اسے، میں باہر ہوں۔'' جہانگیر اپنی ماں سے کہتا ہوا ایک نظر مریم پر ڈالتے باہر نکل گیا۔

فرزانہ بیگم نے بیٹی کو گلے لگایا، دعائیں دیں، اور دونوں دوستوں کو کہا کہ اسے گارڈن میں لے آئیں۔ باہر چھوٹا سا مگر خوبصورت سیٹ اپ تھا۔ سادہ مگر دلکش سجاوٹ، روشنیوں میں نہایا گارڈن مزید دلکش لگ رہا تھا۔

''ہاں تو مسز حسن نیازی، کیسا لگ رہا ہے؟'' مریم نے شرارت سے کہا۔

''چلو، حسن بھائی کے پاس چلیں۔'' لیلیٰ نے بھی ہنستے ہوئے چھیڑا۔

''ہاں ہاں، اُن ہی کی طرف ہو تم لوگ یا میری؟'' دانیہ نے جواباً ہنستے ہوئے کہا۔

''اُن ہی کی!'' مریم نے چھیڑتے کہا۔

دیکھو تو سہی لڑکی تو فوراً ہی آپ جناب اُنکے تک آ گئی۔ لیلیٰ نے ہنستے ہوئے کہا

باتوں باتوں میں مریم نے پوچھا، ''ویسے تمہارے بھائی کب آئے کینیڈا سے؟''

''ایک مہینہ ہو گیا۔ وہیں سے تو یہ رشتہ آیا۔ حسن بھائی، بھائی کے دوست ہیں۔ ساتھ ماسٹرز کیا، ساتھ ہی واپس آئے، اور اب یہاں کی بڑی کمپنی میں جاب بھی شروع کر لی ہے۔''

''اوہ نائس! ہاں یاد ہے تم نے بتایا تھا۔'' لیلیٰ نے سر ہلایا۔

''چلواب باہر چلتے ہیں۔ گارڈن میں سب ہیں۔'' مریم نے کہااور دونوں دوستوں کم بہنوں نے دلہن کواپنے ساتھ لے لیا۔

''یہ لیجیے، حسن بھائی! آپ کی دلہن آپ کے پاس لے آئے۔اب آپ سنبھالیے انہیں۔'' مریم نے شرارت سے کہااور دانیہ کو حسن کے ساتھ صوفے پر بٹھادیا۔

حسن کسی دوست سے فون پر بات کر رہا تھا۔دانیہ کو پہلو میں بیٹھا دیکھ کر وہ مسکرا اٹھا۔''ہاں برو، میں بعد میں بات کرتا ہوں۔ تم بس اندر آجاؤ۔ سفید گیٹ والا گھر ہے... ہاں یہی، آجاؤ۔ اللہ حافظ۔''

فون کٹ کرتے ہی اس نے نظریں دانیہ پر ٹکائیں اور پھر مریم ولیلیٰ کی طرف دیکھتے ہوئے ہنسا۔

''شکریہ! آپ دونوں نے جو چیز ویسے بھی میری ہی تھی، وہ مجھے لاکر دے دی۔''

حسن کی پراعتماد مسکراہٹ کے ساتھ وائیٹ شلوار قمیض، براؤن شال اور گوچی واچ کا امتزاج واقعی جچ رہا تھا۔دانیہ سر جھکائے بیٹھی تھی اور حیا کے رنگ اس کے چہرے پر واضح تھے۔

''ہاں ہاں، آف کورس بھائی! اب تو یہ صرف اور صرف آپ ہی کی ہیں۔ اسی لیے تو ہم جا رہے ہیں تھوڑا گھومنے۔ آپ آرام سے بات کریں اپنی بیگم سے۔'' لیلیٰ نے بھی ہنستے ہوئے کہا۔

''ہاں چلو لیلیٰ، ہم کافی وغیرہ لیتے ہیں۔'' مریم نے لیلیٰ کا ہاتھ پکڑ کر اسے اسٹیج سے نیچے لے آئی۔

سردی کچھ بڑھ گئی تھی۔ اوپن گارڈن میں لگی روشنیوں کے درمیان کافی اور چائے کی خوشبو دل کو بھا رہی تھی۔ مہمان ادھر اُدھر باتوں میں مصروف تھے، کچھ کرسیوں پر بیٹھے کافی سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ لیلیٰ نے سوچا وہ بھی اپنے اور مریم کے لیے کافی لے آئے۔

وہ ہی جا رہی تھی کہ اچانک ایک شخص سے زور کا ٹکر ہوا۔

''اوہ! آئی ایم سوری مس!'' اُس نے جلدی سے معذرت کی اور نظریں اٹھائیں۔

''اوہ نو... آئی ایم سوری۔ یہ میری غلطی تھی۔ میں نیچے دیکھ کر چل رہی تھی۔'' لیلیٰ نے بھی فوراً کہا اور نظر اٹھائی۔

سامنے ہادی کھڑا تھا۔ حیران ہوتے ہوئے اس نے ایک لمحے کو پہچانا، پھر سائیڈ سے ہوتا آگے بڑھ گیا۔ دونوں ہی نے ایک دوسرے کو فوراً پہچان لیا تھا۔

اسی لمحے مریم واپس آئی اور لیلیٰ کو کافی پکڑائی۔

''چلو وہاں بیٹھتے ہیں۔''

دونوں صوفے پر بیٹھیں ہی تھیں کہ مریم نے اچانک سرگوشی کی۔

''یہ تو وہی لڑکا ہے نا؟ مال والا؟''

''کون سا مال والا؟'' لیلیٰ نے انجان بننے کی کوشش کی۔

''ارے یار! وہی... جب ہم مال گئے تھے اور تم نے لاسٹ پیس پرفیوم لیا تھا، جو پہلے اُس نے اٹھایا ہوا تھا، پھر تمہیں دے دیا تھا۔'' مریم نے یاد دلایا۔

اوہ ہاں وہی ہے یہ شاید اور وہ پرفیوم کو میں نے پہلے پسند کیا تھا ! اُم لیلیٰ جان بوجھ کر انجان بنتے بولی پہچان تو وہ بھی گئی تھی اُسے

اُس نے بھی دیکھا تھا اور ایون اُس نے تو اپنے ہاتھ میں اُٹھا بھی لیا تھا اور شاید نہیں کنفرمڈ وہی ہے تبھی دیکھو وہ بھی اِدھر ہی تمہے دیکھ رہا ہے! مریم نے

بولا

ہاں بس اب تم اُسی کا سائیڈ لو گی اُم لیلیٰ نے جلدی سے بولا

ارے سائیڈ لینے کی کیا بات ہے اُس بچارے نے ایک تو تمہے دے دیا تھا وہ پرفیوم مریم بولی

جی نہیں میں نے بھی اُسی پرفیوم کو بائے کرنا تھا اور ہو سکتا ہے دونوں نے ایک ساتھ ہی دیکھا ہو خیر کیا فضول بات کر رہے ہیں ہم اُمِ لیلیٰ نے بولا

ہاں چھوڑو سامنے دیکھو کتنا ہینڈسم لگ رہا ہے وہ ماشاءاللہ اِس لک میں مریم اسے دیکھتی بولی

چھوڑو نہ کیا پرابلم ہے مت دیکھو اُدھر اُمِ لیلیٰ ہادی کی طرف سے نظر ہٹا کر بولی جو اِدھر ہی مریم کے اُسے سمائیل پاس کرتے خود بھی رسمی مسکرا دیا تھا۔

ہادی واقعی دلکش نظر آ رہا تھا۔ براؤن کاٹن شلوار قمیض پر سیاہ شال، صاف رنگت، ہلکی سی داڑھی اور اسٹائلش بال۔ کلائی میں قیمتی گھڑی اور مہنگے پشاوری سینڈل۔ سب میں وہ بے حد نمایاں لگ رہا تھا۔

''چھوڑو... کیا ضرورت ہے دیکھنے کی۔'' لیلیٰ نے نظریں دوسری طرف کر لیں، مگر دل جانتا تھا کہ وہ بھی پہچان چکی ہے۔

ادھر ہادی نے ایک بار پھر ان کی طرف نظریں ڈالیں، اور ہلکی سی رسمی مسکراہٹ کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔

اسی وقت جہانگیر کی بھی نظر اسٹیج سے اترتے ہوئے ان کی طرف جا ٹکی۔ لیلیٰ نے فوراً مریم کو کہنی ماری اور ہنستے ہوئے بولی:

''دیکھو، جہانگیر بھائی بھی بڑی توجہ دے رہے ہیں ادھر!''

urdunovelsblog

مریم نے گھور کر لیلیٰ کو دیکھا۔

''چپ کرو تم... بس فضول باتیں کرتی رہتی ہو۔''

دونوں ابھی ہنسی مذاق میں تھیں کہ اچانک سامنے کے منظر نے انہیں چونکا دیا۔

مریم نے لیلیٰ کو اشارہ کیا:

''سامنے دیکھو ذرا...''

دونوں نے نظر اٹھائی اور پھر ایک دوسرے کو حیرانی اور خفگی سے دیکھنے لگیں۔

یہ موسیٰ یہاں کیا کر رہا ہے؟'' مریم نے تیوری چڑھاتے ہوئے کہا، ''سارا موڈ خراب کر دیا اس نے اپنی سڑی ہوئی شکل دکھا کر۔ اُف!''

اُم لیلیٰ نے جیسے ہی موسیٰ کو سامنے کھڑے دیکھا تو اُس کی آنکھوں میں ایک لمحے کو حیرانگی سی آئی، پھر ماتھے پر بل ڈال کر زیرِ لب بڑبڑائی:

'' یا اللہ! یہ بے کار انسان یہاں پر کیسے موجود ہے۔''

پھر وہ ذرا ہلکی آواز میں مریم کی طرف مڑ کر بولی:

''لیکن خیر... چھوڑو، ہمارا کیا؟ ہم اپنی بیسٹ فرینڈ کے نکاح کو انجوائے کریں گے، باقی سب فضول لوگوں کو دفعہ کرو۔''

مریم نے مسکراتے ہوئے اس کی بات کی تائید کی:

''ہاں بالکل، ایسے دھوکے باز لوگوں کو یاد رکھنا خود کو ہی تکلیف دینا ہے۔''

urdunovelsblog

اُمِ لیلیٰ نے غصے سے ایک لمبا سانس لیا، پھر زبردستی مسکراتے ہوئے بولی:

"بالکل! اس کی شکل دیکھ کر خوشی خراب کرنے سے اچھا ہے کہ ایک اور کافی لی جائے۔"

مریم نے فوراً جواب دیا:

"ہاں ویسے کافی تو ہے بڑے مزے کی۔ ایک اور کپ لیں؟"

"چلو، لیکن پہلے یہ آخری کے سپ تو ختم کر لیں۔"

دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا، جیسے اندر کا غصہ زبردستی دبا رہی ہوں، پھر آخری گھونٹ لے کر کپ خالی کیا اور ایک نئی کافی لینے اٹھ کھڑی ہوئیں۔ ابھی تک موسیٰ کی نظر اِن پر نہیں پڑی تھی ورنہ وہ اُمِ لیلیٰ کو یہاں دیکھ کر اسکی طرف بات کرنے ضرور آتا۔

---

urdunovelsblog

بسمہ اپنے کمرے میں بے چینی سے چکر لگا رہی تھی۔ ہاتھ میں کافی کا کپ تھا جو اب آدھا خالی ہو چکا تھا۔ رات کے اندھیرے میں کمرے کی مدھم لائٹیں اور وہ بلیک سلک نائٹی میں ملبوس بے چین سی، اُس کی کیفیت کو اور زیادہ نمایاں کر رہی تھیں۔ اُس کی نظریں کبھی فرش پر ٹکی ہوتیں اور کبھی کھڑکی کی طرف اُٹھ جاتیں، جیسے کسی نظر نہ آنے والے سوال کا جواب تلاش کر رہی ہو۔

''اُف...'' اُس نے دل ہی دل میں کراہتے ہوئے کہا، ''کسی اور کے ساتھ کیسے گزارہ ہو گا میرا؟ ہادی... ہادی تو میری محبت ہے۔ بچپن سے اُسے چاہتی ہوں، اور وہ؟ وہ تو جیسے سمجھتا ہی نہیں۔ کیا کروں آخر؟ ایسا کیا کروں کہ وہ میری طرف راغب ہو جائے... کہ ایک دن وہ بھی مجھے چاہنے لگے، میری محبت کو قبول کر لے؟''

خیالات کی اس طوفانی لہر میں ڈوبی ہوئی تھی کہ اچانک موبائل فون بج اُٹھا۔ بسمہ نے چونک کر میز سے موبائل اٹھایا اور کال ریسیو کی۔

urdunovelsblog

''ہیلو!'' اُس نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''ہائے... ہاؤ آر یو، بسمہ؟'' دوسری طرف مانوس سی آواز گونجی۔ یہ وجدان شیرازی تھا — بسمہ کی خالہ کا بیٹا، جو اُس سے محض ایک سال بڑا تھا۔ برسوں سے کینیڈا میں اپنی فیملی کے ساتھ رہ رہا تھا اور اب شائد کسی کام سے پاکستان آیا تھا۔

''آئی ایم فائن...'' بسمہ نے قدرے سرد لہجے میں کہا، ''تم بتاؤ، کیسے ہو؟ اور کہاں ہو؟ پاکستان آ گئے ہو تو کراچی میں ہی بسنے کا ارادہ ہے کیا؟'' اُس کی آواز میں ہلکی سی خفگی شامل تھی۔

وجدان نے ہنس کر جواب دیا، ''ارے ارے... اتنی ناراضی کیسی؟ ہاں کراچی میں ہوں، بس کچھ کام ہے۔ ڈونٹ وری... میں دو تین دن میں اسلام آباد آ رہا ہوں۔ پھر تم سے بھی ملاقات ہو گی۔'' اُس کی آواز میں نرمی اور اپنائیت تھی۔

بسمہ نے گہری سانس لی اور تھوڑا نرم لہجے میں پوچھا، ''اچھا... ٹھیک ہے۔ مام کیسی ہیں؟ وہ اسلام آباد کیوں نہیں آ رہیں؟ شاید اُنہیں تو میری یاد بھی نہیں آتی...'' اُس کے لہجے میں چھپی ہوئی تنہائی اور مایوسی صاف جھلک رہی تھی۔

وجدان نے لمحہ بھر کو توقف کیا، پھر پیار سے کہا، ''آنٹی بالکل فٹ اینڈ فائن ہیں۔ وہ بھی آنا چاہ رہی تھیں، لیکن تمہیں تو پتا ہے نا، اُن کا بوتیک بہت اچھا چل رہا ہے۔ کافی سیلز ہو رہی ہیں۔ بس وہ کہہ رہی تھیں کہ چند مہینے بعد آئیں گی تم سے ملنے۔ تم فکر نہ کرو، وہ تمہیں یاد بھی کرتی ہیں اور بہت مس بھی کر رہی ہیں۔''

یہ بات کہہ کر اُس نے بسمہ کے دل کو تسلی دینے کی کوشش کی۔ مگر حقیقت کچھ اور تھی——وہ حقیقت جسے وجدان اچھی طرح جانتا تھا لیکن زبان پر نہ لایا۔ اصل میں مدیحہ نعمان بیگ، یعنی بسمہ کی ماں، اپنی نئی زندگی میں مصروف اور مطمئن تھیں۔ بسمہ کے والد سے طلاق کے بعد جو پراپرٹی اُنہیں ملی تھی اور اپنے باپ کی وراثت سے حصہ ملا تھا، اُس سے انہوں نے کینیڈا میں ایک شاندار بوتیک کھول لیا تھا۔ ویسٹرن میکسی ڈریسز اور گاؤنز کا وہ بوتیک کچھ ہی سالوں میں اپنی منفرد ڈیزائننگ اور شاندار مارکیٹنگ کے باعث مشہور ہو گیا۔

مدیحہ صرف بزنس تک ہی محدود نہ رہیں، بلکہ وہیں کے ایک کامیاب پاکستانی بزنس مین سے دوبارہ شادی بھی کرلی تھی۔اس شادی کواب چار سال ہونے کو تھے اوراُن کی زندگی اپنی نئی راہوں پر گامزن تھی۔بسمہ کے لئے وقت اور جذبات شایداُن کے پاس کم رہ گئے تھے۔

کمرے میں خاموشی گہری ہوتی گئی۔بسمہ کھڑکی کے قریب جاکر کھڑی ہوگئی اور ٹھنڈی ہوچکی کافی کاایک سپ لیا۔فون پر وجدان اب بھی باتیں کررہا تھا،لیکن اُس کے دل میں خلااور تنہائی کی گونج تیز ہوگئی تھی۔ہادی کی محبت،ماں کی دوری کے بیچ وہ خود کوایک ایسے بھنور میں پھنسا محسوس کررہی تھی، جس سے نکلنے کاراستہ ابھی تک اُسے نظر نہیں آرہا تھا۔

---

urdunovelsblog

لان میں روشنیوں کی چمک دمک، مہمانوں کی باتوں کی گہما گہمی اور خوشبوؤں کاہلکاساجادوسابکھراہوا تھا۔اسٹیج پر دلہن اور دلہا کے لیئے خوبصورت کرسیاں سجائی گئی تھیں،گلابی اور سنہری پھولوں کی سجاوٹ ہر طرف جاذبِ نظر لگ رہی تھی۔پس منظر میں قوالیوں اور نرم موسیقی کاملاجلاساشور ماحول کومزید پر رونق بنارہا تھا۔

مریم اب بھی مسکرارہی تھی، لیکن اُم لیلٰہ کے چہرے پر وہی تلخی اور کھنچاؤ باقی تھا۔مریم نے ایک لمحے کو موسیٰ کی طرف دیکھاجو کچھ دوستوں کے ساتھ ہنستے ہوئے باتوں میں مشغول تھا۔اس کے دل میں غصے کی ایک لہر اٹھی، مگر فوراً خود کو سنبھالتے ہوئے بولی:

''اب تم تو اپنا موڈ ٹھیک کرو۔ لوگ کیا سوچیں گے کہ تمہارا موڈ کیوں خراب ہے؟''

اُمِ لیلیٰ نے گہری سانس لیتے ہوئے جواب دیا:

''ہاں، ٹھیک کہہ رہی ہو۔ چلو، دانیہ کے پاس چلتے ہیں۔ شاید میرا موڈ بہتر ہو جائے۔''

وہ دونوں اسٹیج کے قریب پہنچیں تو دانیہ اپنے بھائی اور ہادی سے بات کر رہی تھی۔ دونوں کو دیکھتے ہی دانیہ نے ہنستے ہوئے کہا:

''کہاں رہ گئی تھیں تم دونوں؟ مجھے اکیلا چھوڑ کر!''

مریم فوراً آگے بڑھی اور دانیہ کے پاس بیٹھ گئی:

''ارے میڈم! اکیلا کہاں چھوڑا؟ تمہارے پاس تو تمہارے بھائی اور...'' اُس نے شرارت سے حسن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا، ''یہ اسپیشل شخصیت موجود ہیں، جواب تمہارے شوہر بھی ہیں۔ ہم تو بس کافی لینے گئے تھے۔''

یہ سنتے ہی دانیہ کے رخسار شرم سے سرخ ہو گئے۔ دل تیزی سے دھڑکنے لگا اور بے اختیار دوپٹے کے پلو سے کھیلنے لگی۔ نظریں اٹھا کر سید ھا دیکھنے کی ہمت ہی نہ ہو رہی تھی۔ دل ہی دل میں وہ مریم کو کوس رہی تھی:

''یا اللہ! یہ مریم بھی نہ... ہر وقت مجھے سب کے سامنے شرمندہ کرنے کا بہانہ ڈھونڈتی ہے۔''

اُمِ لیلٰہ نے مریم کو ٹوکا:

''ارے بس بھی کرو مریم! جب سے آئی ہو، دانیہ کو تنگ کر رہی ہو۔''

دانیہ نے مصنوعی غصے سے مریم کو گھورتے ہوئے کہا:

''ہاں نا! تم میری دوست ہو یا دشمن؟ ہر وقت مجھے تنگ کرنے پر تُلی رہتی ہو۔''

مریم نے قہقہہ دبا کر کہا:

''اچھا بھئی، اب زیادہ نہیں چھیڑوں گی۔ لیکن آج تو موقع ہی ایسا ہے۔''

بات بدلنے کے لیے دانیہ نے ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے کہا:

''چلو، اب تم دونوں ان سے ملیے۔ یہ ہیں ہادی بھائی، میرے بھائی جہانگیر اور حسن کے دوست۔ اور جہانگیر بھائی کو تو تم لوگ پہلے ہی جانتی ہو۔''

پھر مسکرا کر مزید کہا:

''ہادی بھائی، یہ میری بیسٹ فرینڈز ہیں... مریم اور اُمِ لیلٰہ۔ اِن کے بغیر میری شادی بالکل ادھوری تھی۔''

ہادی نے دانیہ کی بات سن کر خلوص سے مسکرا کر دونوں کو دیکھا۔ اُس کی نگاہ ایک لمحے کو اُمِ لیلٰہ پر ضرور ٹھہری، لیکن فوراً ہٹا کر بھاری اور سنجیدہ لہجے میں بولا:

''السلام وعلیکم! آپ دونوں سے دوبارہ مل کر خوشی ہوئی۔ دانیہ واقعی خوش نصیب ہے کہ اُس کی اتنی اچھی اور خیال رکھنے والی دوستیں ہیں۔''

''وعلیکم السلام!'' مریم نے شوخی سے جواب دیا، ''جی جی، ہم تینوں بیسٹ فرینڈز ہیں۔ ایک دوسرے کے بغیر ہمارا گزارہ ناممکن ہے۔'' اُس نے دانیہ کا ہاتھ تھام لیا۔

اُم لیلیٰ نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ آہستگی سے کہا:

''جی، ہم صرف دوست نہیں بلکہ بہنیں ہیں۔''

ہادی نے نرمی اور سنجیدگی سے سر ہلایا۔

مریم نے تجسس سے پوچھا:

urdunovelsblog

''ویسے ہادی بھائی، دانیہ نے اُس دن مال میں آپ کا ذکر نہیں کیا کہ آپ جہانگیر کے دوست ہیں؟''

دانیہ فوراً بولی:

''ارے، میں بھی اِن سے ابھی ملی ہوں۔ یہ بھائی اور حسن کے فرینڈ ہیں۔ بھائی، حسن اور ہادی بھائی تینوں ایک سال پہلے کینیڈا میں ہادی بھائی کی کسی بزنس ٹرپ پر ملے تھے۔ تب ہی اِن کی دوستی ہوئی۔''

''اوہ اچھا! ویل، اِٹس نائس!'' مریم اور اُم لیلیٰ نے ایک ساتھ کہا۔

ہادی نے مسکرا کر تائید کی:

''جی بالکل، جہانگیر اور حسن میرے اچھے دوست ہیں۔ بس زندگی کی مصروفیات میں اکثر رابطہ کم رہ جاتا ہے۔''

''ہاں، ہم پہلی بار کینیڈا میں ملے تھے۔ اُس وقت مجھے اندازہ بھی نہیں تھا کہ یہ دوستی اتنی مضبوط ہو جائے گی۔ ہم کبھی کبھی ہی بات کرتے ہیں مگر دل سے کرتے ہیں۔'' یہ سن کر جہانگیر، جواب تک خاموش بیٹھا کوفی کے سپ لیتا گاہے بگاہے مریم پر بھی نظر ڈال رہا تھا، مسکرا کر بولا

حسن نے شوخی سے کہا:

''اچھا، اب جب کراچی آ ہی گئے ہو تو اپنے ان غریب دوستوں کو بھی تھوڑا وقت دے دینا، ہارڈ ورکنگ بزنس مین صاحب!''

urdunovelsblog

ہادی ہنس پڑا

''آف کورس، بس دو دن مزید رکوں گا۔ پھر ایک اہم میٹنگ کے لیے واپس جانا پڑے گا فرینڈ''

اسی دوران مریم نے شرارت سے پوچھا:

''ہادی بھائی، آپ اسلام آباد میں رہتے ہیں نا؟ سنا ہے وہاں کا ماحول بہت پُر سکون اور خوبصورت ہے۔ ویسے اُمِ لیلیٰ کا تو خواب ہے وہاں رہنے کا!''

یہ سنتے ہی اُمِ لیلیٰ نے مریم کو ہلکی سی گھوری سے نوازہ اور پھر سامنے ہادی کی طرف دیکھتے ہوئے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

''جی بس میرا دل چاہتا ہے کہ کبھی وہاں جا کے سکون سے زندگی گزاروں''

ہادی نے اُم لیلیٰ کی بات کو بڑے دھیان سے سنا، پھر نرمی سے بولا:

''جی، اسلام آباد واقعی بہت پُر سکون ہے۔ پہاڑ، سبزہ زار اور صاف فضا انسان کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ لیکن سکون اُسی کو اچھا لگتا ہے جسے شور شرابے سے زیادہ خاموشی پسند ہو۔''

جہانگیر نے ہادی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا:

''بالکل صحیح! مجھے یاد ہے، ایک بار یہ کسی بزنس میٹینگ کیلیئے جب کراچی آئے تھے تو جناب ہادی نے کہا تھا، کراچی کا شور سن کر مجھے ہمیشہ لگتا ہے جیسے کسی نئی دنیا میں آگیا ہوں۔''

مگر خیال کرنا دوست کہیں کراچی میں دل نہ لگ جائے حسن نے بھی شرارت سے قہقہ لگاتے کہا

سب انکی بات پر ہنس پڑے۔ مریم نے کہنی سے اُم لیلیٰ کو چھیڑا اور سرگوشی میں کہا:

''لو جی، سن لیا؟ ہادی بھائی خود مان رہے ہیں کہ اسلام آباد سکون کی جگہ ہے۔ تمہارا خواب تو پکا ہو گیا!''

اُم لیلیٰ نے مصنوعی غصے سے جواب دیا:

''سدھر جاؤ ورنہ جہانگیر بھائی کو بتا دوں گی کہ کب سے تم اُنہیں دل میں بسا کر بیٹھی ہو۔ یہ بات صرف مجھے معلوم ہے۔''

مریم گھبرا کر فوراً اُس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولی:

urdunovelsblog

''ارے چپ میری بہن! کوئی سن لے گا۔''

دانیہ جو حسن کی کسی بات کا جواب دے رہی تھی، ان کی بات سن کر ان کی طرف متوجہ ہوتے بولی

''چلو پھر گرلز، ایک دن ہم سب اسلام آباد چلتے ہیں۔ مریم کو وہاں گھومنا پھرنا ہے، اُمِ لیلیٰ کو وہاں کا موسم اور سکون پسند ہے اور مجھے دوستوں کی محفل۔ یوں ہمارا فرینڈز ٹرپ کا خواب بھی پورا ہو جائے گا۔''

ہادی نے مسکرا کر کہا:

''جی ضرور! آیئے، آپ سب کو میرا شہر بے حد پسند آئے گا۔''

اُمِ لیلیٰ نے رونی صورت بنا کر کہا:

''مگر ہمیں گھر سے پرمیشن بھی تو ملے پہلے؟''

مریم نے فوراً کہا:

''ہاں، یہ تو ہے۔ میری امی تو کہتی ہیں، اب جا کر اپنے شوہر کے ساتھ ٹرپس کرنا۔ لیکن دانیہ کے تو مزے ہیں، اب یہ حسن بھائی کے ساتھ آرام سے گھوم پھر سکتی ہے، نکاح ہو چکا ہے نا!''

urdunovelsblog

ہادی کی نگاہ ایک لمحے کو اُمِ لیلیٰ پر ٹھہری جو اُداسی سے اپنا سر سے اُترتا دوپٹہ فوراً ٹھیک کرنے لگی، پھر اُس نے فوراً نظریں پلٹ دیں وہ خود حیران ہو رہا تھا اپنی کیفیت سے کہ بار بار اُسکی بے اختیار نظریں اُمِ لیلیٰ پر کیوں ٹک رہی ہیں۔

جہانگیر نے بات کا رُخ بدلتے ہوئے کہا:

''دانیہ کا ابھی نکاح ہی ہوا ہے۔ رخصتی کے بعد ہی وہ جہاں چاہے جا سکے گی۔ ابھی میری طرف سے حسن کے ساتھ اسلام آباد جانے کی اجازت نہیں ہے۔''

حسن نے ہنستے ہوئے شرارت کی:

''تب آپ کی اجازت کی ضرورت نہیں ہو گی مسٹر۔ اُس وقت تو یہ میری بیوی ہو گی۔''

urdunovelsblog

یہ سنتے ہی سب ہنس پڑے جبکہ دانیہ کے گال مزید لال ہو گئے۔ اُس نے نظریں جھکا لیں اور اپنے کلچ کے ساتھ کھیلنے لگی۔

تقریب اب اختتام کو پہنچنے والی تھی کچھ رسموں کے بعد ڈنر بھی ہو چکا تھا اب سب ڈیزرٹس انجوائے کر رہے تھے۔ وہ دونوں لان میں ٹیبل پر بیٹھیں باتوں میں مصروف تھیں۔ اسٹیج کے بعد ہادی اور انکا سامنا نہی ہوا تھا موسیٰ جس کی اُمِ لیلٰہ پر نظر پڑ چکی تھی پھر گاہے بگاہے وہ اس پر نظر ڈالتا جا رہا تھا اور بات کرنا چاہ رہا تھا مگر اُمِ لیلٰہ اُسے موقعہ ہی نہی دے رہی تھی۔

ویسے آئے مست سے کہ جہانگیر نے بہت اچھا ایونٹ پلین کروایا ہے مریم نے ستائش سے اطراف میں نظریں گھما کر کریمی کسٹرڈ کا بائٹ لیتے ہوئے کہا۔

ہاں بہت اچھا ایونٹ آرگانائیز کیا ہے آئم آلسو لونگ اٹ اور میوزک بھی دیکھو اتنا اُوور نہی ہے ورنہ یو نو نہ شادیوں میں جتنا فضول میں لوگ ڈانس اینڈ میوزک ایڈ کرتے ہیں کہ انسان گنہگار اور بے زار دونوں ہو جائے میں بھی اپنی شادی میں میوزک اینڈ ڈانس بالکل نہی رکھو نگی مجھے چڑ ہے جو شادیوں میں بلاوجہ اُوور ہو کر ناچتے ہیں یہ سب تو ہمارے دین میں بالکل نہی اور نہ ہی پسند کیا جاتا ہے جو لوگوں نے اِسے اتنا کومن بنا دیا ہے۔ سمپل اینڈ ایلیگینٹ شادی کرو اینڈ رخصت ہو جاؤ ناچ گانا ڈانس پر فارمنس کرنے کا کیا فائدہ خیر اللہ ہدایت دے ہم سب کو۔ اور دانیہ بول رہی تھی کہ جہانگیر بھائی اپنی ایونٹ مینیجمینٹ کمپنی بنا رہیں ہیں بس کچھ کام ہی رہتا ہے پھر افتتاح ہو گی۔ اُمِ لیلٰہ بھی ڈیزرٹ کھاتے ہوئے بولی۔

ہاں اور تم دیکھ رہی ہو اُس بدتمیز موسیٰ کو بار بار ادھر نظریں بھٹک رہی ہیں اُسکی جب اتنی محبت تھی اُسکو تم سے تو ٹرسٹ بھی کرتا نہ کیوں ایک سنگین بے بنیاد الزام پر منگنی توڑی اور اب پیچھے پڑ رہا ہے بات کرنے کے لیئے۔

مریم دبے دبے غصّہ اور خفگی سے بولی۔

چھوڑو نہ ویسے بھی یہ تو اللہ کا کرم ہوا مجھ پر کہ ایسے ناقابلِ اعتماد انسان سے بچا لیا مجھے شادی کے بعد ایسا کچھ ہوتا تو کتنا گہرا صدمہ لگتا مجھے۔

اُمِ لیلٰہ بھی خفگی سے بولی۔

موسیٰ جو کتنی دیر سے اُمِ لیلٰہ سے بات کرنے کے لیئے تڑپ رہا تھا اُنہے یہاں دیکھے فوراً اُنکی طرف آیا۔

ہائے اُمِ لیلیٰ کیسی ہو؟میری بات سنے بغیر مت جانا پلیز وہ چونکیں، دھڑکن جیسے ایک لمحے کو رک گئی۔ نظریں اٹھائیں تو سامنے موسیٰ کھڑا تھا۔اُس کی آنکھوں میں عجیب سا اضطراب اور چہرے پر مصنوعی معصومیت چھائی ہوئی تھی۔اُمِ لیلیٰ کے قدم جیسے زمین میں دھنس گئے،وہ حیرت اور غصّے میں وہیں بیٹھی رہ گئی۔

مجھے تم سے معافی مانگنی ہے ! پلیز معاف کر دو اب اِس سب میں میرا کیا قصور تھا کوئی بھی مرد ہوتا تو وہ یہی کرتا اُس وقت سچویشن ہی ایسی تھی مگر کچھ مہینوں پہلے ہی مجھے پتا چلا وہ سب جھوٹ تھا تو میں تم سے کانٹیکٹ کرنا چاہ رہا تھا یو نو آئی ریلی لو یو اسٹل۔

یہ سن کر اُمِ لیلیٰ اور مریم کے چہرے پر سخت حیرت اور نفرت کے آثار نمودار ہوئے۔مطلب یااللہ اتنی ڈھٹائی اتنا مطلب پرست اور ناقابل اعتماد شخص کے جب پتا چلا کہ اُس دن سب جھوٹ تھا پھر بات کرنا چاہ رہا تھا لعنت ہو ایسے شخص اور ایسی سوچ پر جو بھروسہ نہی کر سکتا وہ شادی اور رشتے کیسے نبھائے گا۔

کچھ بولو پلیز آئم ڈائینگ ٹو میٹ یو یار تمہارے نمبر پر بھی میسیج کیا تھا مگر نمبر چینج کر لیا ہے نا تم نے موسیٰ پھر بے تابی سے اُمِ لیلیٰ کے خوبصورت گلنار چہرے کو دیکھتے بولا

اُمِ لیلیٰ کے دل میں جیسے کسی نے تیز خنجر مار دیا ہو۔اُس نے کانپتی آواز میں مگر پورے وقار کے ساتھ کہا۔

تم جیسے انسان سے واسطہ تعلق رکھنے کا مجھے کوئی شوق نہی اور اُس دن اچھا ہی ہوا کہ مجھے تمہارا اصلی چہرہ پتا چل گیا جو انسان اعتماد اور بھروسہ ہی نہ کر سکے ایسے انسان کے ساتھ مجھے زندگی گزارنے کا کوئی شوق نہی اور اب جاؤ یہاں سے اور اب بار بار اپنی ان گھٹیا نظروں سے مجھے مت دیکھنا۔

وہ کہتے ہی تیز قدموں سے پلٹنے ہی والی تھی کہ موسیٰ نے اچانک اُس کی کلائی دبوچ لی۔

''لیلیٰ پلیز، رُک جاؤ! میں تمہارے بغیر مر رہا ہوں۔ نمبر بھی چینج کر دیا تم نے... اتنی مشکلوں سے تم مجھے ملی ہو۔

اُم لیلیٰ کے اندر کا غصّہ بھڑک اُٹھا۔ اُس نے جھٹکے سے اپنی کلائی چھڑائی اور ایک زوردار تھپڑ اُس کے چہرے پر دے مارا۔ محفل کی سرسراہٹ میں وہ آواز صاف گونجی۔

'' آئندہ اگر ایسی حرکت کی تو تمہارا منہ توڑ دونگی میں تم نے کیا سمجھا ہے مزاق ہوں میں کوئی؟ کہ اتنا سب ہو جانے کے بعد واپس آؤ گے اور میری طرف سے تمہے پھول ملینگے نہی بے انتہا نفرت کرتی ہوں میں تم جیسے انسان سے اب اگر میرے سامنے آئے تو چھوڑونگی نہی یاد رکھنا۔ وہ نفرت اور حقارت سے بھرے لہجے میں غرّائی۔ لیکن موسیٰ بجائے شرمندہ ہونے کے، ہنس دیا۔ اُس کے ہونٹوں پر ایک بھیانک سی مسکراہٹ ابھری۔

'' ہاں... یہی غصہ مجھے پسند ہے تم میں۔ اس تھپڑ کو تمہارا پیار سمجھ لیتا ہوں۔ لیکن یاد رکھنا، تم صرف میری تھی... اور میری ہی رہو گی۔ میں اپنی چیز کسی کو نہیں دیتا، لیلیٰ۔ اور ہاں، میں تم سے بے پناہ محبت بھی کرتا ہوں!

موسیٰ نے تیش اور غصّے میں تھپڑ لگنے کے بعد مسکراتے ہوئے عجیب سے لہجے میں کہا۔

یہ سنتے ہی مریم کا خون کھول گیا:

''شرم کرو موسیٰ! اتنا بڑا جھوٹ بولتے ہوئے زبان نہیں کانپی تمہاری؟ اپنی حرکتیں دیکھی ہیں تم نے اور اب کیوں واپس آئے ہو یہ محبت ہے یا زبردستی؟ دفعہ ہو جاؤ یہاں سے اور آئندہ اپنی شکل بھی مت دکھانا!

آپ شرافت سے یہاں سے چلے جائیں۔ ورنہ گارڈز کو بلا کر باہر نکالنا پڑیگا تو تماشہ لگ جائیگا'' ہادی کا لہجہ سخت مگر وقار سے بھرا ہوا تھا۔

urdunovelsblog

ہادی جو سامنے سے گزرتے ہوئے باہر مین گیٹ کی طرف جا رہا تھا جہانگیر کے بے حد اصرار پر بھی اسکے گھر نہ رکا اور اپنے اپارٹمنٹ جانے لگا یہ سارا منظر دیکھ چکا تھا فوراً انکی طرف آیا اور موسیٰ کو یہاں سے جانے کا بولا۔

موسیٰ نے تیوری چڑھاتے ہوئے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا:

''کیوں؟ تم کون ہو؟ اُمِ لیلیٰ کے عاشق؟

ہادی کی آنکھوں میں سختی اور آواز میں ضبط کی لرزش تھی:

''مائنڈ یور لینگویج، مسٹر! کسی عورت کے لیے احترام سے بات کی جاتی ہے۔''

موسیٰ اور آگے بڑھ کر ڈھٹائی سے بولا:

''ہاں تو کیا مسئلہ ہے تمہے کیوں برا لگ رہا ہے؟ میں اُمِ لیلیٰ کا منگیتر ہوں۔ تم کیوں بیچ میں آرہے ہو؟''

یہ جھوٹ سُن کر جیسے اُمِ لیلیٰ پر بجلی گری۔ اُس کی آنکھوں میں بے یقینی اور لبوں پر لرزش آگئی۔ مگر فوراً اپنے حواس سنبھالتے ہوئے وہ مضبوط لہجے میں بولی:

''آئندہ میرا نام اپنے ساتھ مت لینا، موسیٰ۔ ورنہ اب حساب اللہ تم سے لے گا۔''

مریم بھی غصّہ سے آگے بڑھی ہادی بھائی، یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ اُمِ لیلیٰ کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ فضول میں تنگ کر رہا ہے۔''

ہادی نے ایک لمحہ اُمِ لیلیٰ کی طرف دیکھا۔اُس کے چہرے پر بے بسی اور نم آنکھوں کی جھلک تھی۔دل کے اندر جیسے کوئی تیز چنگاری بھڑک گئی۔وہ گہرا سانس لے کر بولا:

''آئی نو۔۔۔

اُم لیلیٰ اور مریم نے وہاں سے جانے میں ہی عافیت جانی۔ہادی نے بھی نظریں جھکا کر ایک لمحے کے لیے زمین پر نگاہ دوڑائی اور پھر پلٹ گیا۔

آنا تو تمہیں میرے پاس ہی ہو گا ہر صورت کسی اور کا ہونے نہی دونگا میں تمہیں مانتا ہون غلطیاں کی ہو نگی میں نے مگر صرف تم سے محبت کی ہے میں نے

موسیٰ وہیں کھڑا غصّہ اور بے بسی لیئے عجیب مسکراہٹ کے ساتھ دیکھتا رہا، جیسے کوئی چال تشکیل کرنے کے بارے میں سوچ رہا ہو۔

کیا یہ محبت ہوتی ہی کہ اپنے محبوب پر بھروسہ اور اعتماد ہی نہ ہو جب اور جہاں اُسکو تمہاری سب سے زیادہ ضرورت ہو وہاں تم منہ موڑ لو تو پھر محبت کہاں گئی یہ تو صرف وقتی کشش ہوتی ہے جو کچھ عرصہ محسوس ہوتی ہے پھر ذرا ذرا سی آزمائشوں پر ساتھ چھوڑ دیتی ہے محبت تو ساری زندگی ساتھ نبھانے کا نام ہے۔اور اگر یہ کھوکلی محبت ایسے ناقابل اعتماد لوگوں کو ہوتی بھی ہے تو وہ اُسے نبھا نہی سکتے جیسے موسیٰ ایسے لوگ اعتماد کے قابل نہی ہوتے جو مشکل پڑنے پر ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔

شام ڈھل رہی تھی۔ عصر کی آذان ہوئے ایک گھنٹہ بیت چکا تھا۔ہانیہ اپنے روم میں بیڈ پر بیٹھی سامنے لیپ ٹوپ رکھے کسی اسائمنٹ کو کرنے اور ساتھ میں براؤنی اور کافی سے بھی لطف اندوز ہونے میں بے حد مصروف تھی کہ سائیڈ ٹیبل پر پڑا اُسکا فون رنگ ہوا۔

ہیلو ہانی واٹس گوئینگ آن ؟شفق منصور جو اسکی بچپن کی دوست اور کزن بھی تھی فوراًاُسکے کال ریسیو کرتے ہی بولی۔

آئم گڈ تم سناؤ پھپھو کیسی ہیں ؟وہ کافی کا ایک بھرپور سپ لیتی بولی

سب خیریت ہے یار تم کیا کر رہی ہو ؟پلیز گھر آجاؤ نا میرے عماد رشتہ لے کر آنے والے ہیں آج شام مجھے بڑی عجیب سی فیلینگز آرہی ہے ! وہ جلدی جلدی ہانیہ سے بولی۔

کیوں بھئی رشتہ تمہارا آرہا ہے عماد بھائی تمہیں دیکھنے آرہے ہیں میں بیچ میں آکر کیا کرونگی باقی ساری ڈیٹیلز کل یونی میں دینا تم مجھے سن لیا؟

کوئی نہیں کچھ نہی بتاؤنگی شرافت سے آؤ گھر اور بے خبر انسان اپنا فون چیک کرو کل یونی کی ساری کلاسس کینسل کردی ہیں اب ہری اپ ریڈی ہو جاؤ شاباش اور آؤ یہاں آئم ویٹنگ بائے ! شفق اپنی بات کہتی فوراًکال کاٹ گئی۔

بدتمیز کچھ سنا بھی نہی۔اُف اب تو جانا پڑیگا شکر کل آف ہو گیا ورنہ اسائمنٹ تو ابھی تک کمپلیٹ بھی نہی ہوا ہے۔وہ لیپ ٹوپ بند کرتے فون چارج پر لگاتے اُٹھی۔

urdunovelsblog

اب وہ اپنا وارڈروب کھولے آج کا ڈریس نکالنے لگی جو لان کا خوبصورت فلورل لائٹ پنک تھری پیس ایمبرائڈری سوٹ تھا جس کے ساتھ آرگینزا کا پنک دوپٹا تھا وہ ڈن کرتی سوٹ لے کر چینج کرنے چلی گئی۔

ریڈی ہوتی وہ اپنے روم کی بالکنی میں آئی اور اپنے ڈیڈ کو کال کرنے لگی۔

ڈیڈ میں پھپو کے گھر جا رہی ہوں۔جی بھائی کو میسیج کر دیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ رات تک آجانا گھر۔ بائے۔

پنک فلورل ڈرس کے ساتھ وائٹ سلیپرز پہنے بالوں کو لوز بن میں مقید کیئے ہلکے میک اپ اور کان میں وائٹ ڈائمنڈز پہنے بہت سمپل مگر خوبصورت لگ رہی تھی۔

پھر فون اپنے وائٹ بیگ میں ڈالتی روم میں واپس آئی اور پھر روم سے نکلتے اپنی گاڑی میں آبیٹھی صابر انکل پھپو کے گھر چلیں بیگ کو ساتھ والی سیٹ پر رکھتی اب فون یوز کر رہی تھی۔

---

urdunovelsblog

دیکھو زارا، آئم سوری... لیکن میں نے پہلے بھی تمہیں کہا تھا کہ تم ماں نہیں بن سکتیں۔ہاں، مگر اللہ ہر شے پر قادر ہے، تم دعا کرو اور ہمت نہ ہارنا۔اللہ پر یقین رکھو۔''

ڈاکٹر امبرین کے نرم لہجے میں تسلی تھی مگر زارا کے چہرے پر ایک سایہ سا لہرا گیا۔وہ رپورٹس کو خاموشی سے گھورتی رہی، جیسے ان میں لکھی ہوئی سچائی کو کچل دینا چاہتی ہو۔دل میں درد تو تھا مگر آنکھوں کے پیچھے چھپی سفاکی زیادہ گہری تھی۔

وہ دھیرے سے مسکرائی، ایک ایسی مسکراہٹ جو ڈاکٹر کے سامنے شکر گزاری کی تھی مگر اندر ہی اندر زہر چھپائے ہوئے تھی۔

"جی ڈاکٹر صاحبہ... آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے۔ میں دعا کروں گی..."

اس نے رپورٹس بیگ میں ڈالیں اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

کلینک کے دروازے سے نکلتے ہی زارا کا انداز بدل گیا۔ اس کے چہرے پر اب آنسو یا لاچاری کا کوئی نشان نہ تھا۔ بلکہ آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی—ایک منصوبہ بندی کی چمک۔

"ہاہ... تو یہ کھیل اتنا آسان نہیں ہوگا،" وہ دل ہی دل میں بڑبڑائی۔ "اگر میں بانجھ ہوں... تو کیا ہوا؟ دنیا کو تو یہ نہیں معلوم ہونا چاہیے۔ اور سب سے بڑھ کر میرے شوہر کو..."

وہ جانتی تھی کہ اگر یہ حقیقت کھل گئی تو اس کی ساری محنت، اس کا بنایا ہوا رعب اور گھر میں اس کی حکمرانی ایک لمحے میں ختم ہو جائے گی۔

"نہیں... یہ راز کبھی باہر نہیں نکلے گا۔"

گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے تیزی سے سوچنا شروع کیا۔

" زید کے سامنے مجھے رونا دھونا نہیں، بلکہ محبت اور امید کی تصویر بننا ہو گا۔اسے یقین دلاؤں گی کہ سب ٹھیک ہے، بس دعا کی ضرورت ہے۔اور اگر وقت آیا تو میں کوئی ایسا راستہ اختیار کرونگی جہاں میرا فائدہ ہو ویسے بھی اس دنیا میں عیش سے رہنے کے لیئے اپنے مطلب کو تو سب سے آگے ہی رکھتے ہیں "

وہ سر سیٹ کی پشت سے ٹکاتی کچھ سوچتی زیرِ لب ہنسی۔

"آخر مرد کتنے بھولے ہوتے ہیں... بس دو میٹھی باتیں اور تھوڑی سی نم آنکھیں، اور سب یقین کر لیتے ہیں۔"

زارا کے ذہن میں ایک اور بھیانک سوچ ابھری۔

"اگر مجھے وارث نہیں مل سکتا... تو میں کسی اور کی اولاد کو اپنا بنا لوں گی۔ کسی بھروسے والے کو استعمال کرنا ہو گا، کوئی ایسی چال چلنی ہو گی کہ سب کو لگے بچہ میرا ہے۔اور اس میں سب سے بڑا ہتھیار ہو گا میرا جھوٹ... میرا ڈرامہ۔"

کلینک سے نکل کر سڑک پر چلتی گاڑیوں کی آوازیں اس کے کانوں میں گونج رہی تھیں، مگر زارا کے لیے وہ سب شور بے معنی تھا۔اس کے دماغ میں بس ایک ہی سازش پل رہی تھی

اپنی حقیقت کو دفن رکھنا اور اپنے مطلب کے لیے دنیا کو دھوکہ دینا۔

مگر ایسی سوچ اور دھوکہ دینے والے یہ بھول جاتے ہیں کہ ایک عظیم ہستی ہے جو ہماری ہر سوچ اور ہر اعمال سے واقف ہے۔

گاڑی جیسے ہی پھپھو کے گھر کے سامنے رکی تو رونق ہی رونق نظر آئی۔ گھر باہر سے ہی اپنی شان دکھا رہا تھا—اونچی دیواریں، بڑی بڑی لائٹس، لان میں لگے قیمتی پودے اور ایک طرف کھڑی چمکتی گاڑیاں صاف بتا رہی تھی کہ یہاں بھی سب کچھ شاہانہ ہے۔ ہانیہ بڑا سا گیٹ عبور کر کہ اندر داخل ہوئی کہ گھر کی اینٹرینس کا دروازہ کھلنے کی دیر تھی کہ پھپھو خود لپک کر باہر آئیں۔ ان کے چہرے پر محبت بھری مسکراہٹ تھی۔

''ہائے میری جان، میری لاڈلی آگئی!'' وہ ہانیہ کو دیکھتے ہی اسے اپنے گلے سے لگا بیٹھیں۔

ہانیہ نے ان کے کندھے پر سر رکھ کر مسکراتے ہوئے کہا:

''پھپھو... شفق نے تو مجھے ڈرا ہی دیا تھا، میں نے سوچا خدا جانے کیا ہو گیا!''

پھپھو نے پیار سے اس کی پیشانی چومی: ''ارے، کچھ نہیں ہوا۔ بس یہ لڑکی فضول گھبرا رہی ہے۔ لیکن مجھے خوشی ہے کہ تم آگئیں۔

شفق سیڑھیوں سے اترتی دکھائی دی۔ وہ ہلکے رنگ کے جوڑے میں بھی پریشان سی لگ رہی تھی۔

''شکر ہے تم آگئی!'' وہ تقریباً دوڑتی ہوئی ہانیہ کے پاس آئی۔ ''تمہیں نہیں پتا، میرا دل کیسے دھک دھک کر رہا ہے۔''

ہانیہ نے اسے گھورتے ہوئے کہا: ''پاگل لڑکی، ابھی سے کیوں گھبرا رہی ہو؟ ابھی تو کوئی آیا بھی نہیں۔''

شفق نے لب کاٹ کر آہستہ کہا: ''پتہ نہیں کیوں... لیکن دل گھبرا رہا ہے۔''

ہانیہ نے اس کا ہاتھ دبایا اور مسکرا کر کہا: ''سب ٹھیک ہو گا۔ جب میں ہوں تو ڈرنے کی کیا بات ہے؟ ویسے کب آ رہیں ہیں تمہارے عماد صاحب جی؟

شفق نے منہ بناتے ہوئے کہا:

''ہانیہ پلیز، زیادہ چھیڑو مت۔ تمہیں پتا ہے، ایسے موقعوں پر ہم لڑکیاں نروس ہو جاتی ہیں تمہارا ابھی وقت آئیگا پھر دیکھنا کتنا تنگ کرتی ہوں میں تمہے۔''

ہانیہ نے ہنستے ہوئے جواب دیا:

''ارے پاگل، رشتہ دیکھنے آ رہے ہیں کوئی انٹرویو لینے نہیں... تھوڑا ریلیکس کرو۔''

شفق نے گہری سانس لی اور صوفے پر ٹک گئی۔

''آئی نو مگر مجھے لگ رہا ہے جیسے سب کی نظریں صرف مجھ پر ہوں گی۔''

ہانیہ نے شوخی سے کہا:

''ویسے بھی آج کی پرنسس تم ہو، تو نظریں تو تم پر ہی ہوں گی نا۔

اسی لمحے پھپھو اندر آئیں۔ ہاتھ میں موبائل اور چہرے پر ہلکی سی مصروفیت جھلک رہی تھی۔

''بیٹا، سب تیاری مکمل ہے؟ شفق، تم نے اُنکے سارے گفٹس سامنے ہی رکھیں ہیں نہ؟ اور اپنے بابا کو بھی کال کرو کہ اب گھر آجائیں عماد کی مدر نے کال کر کے کہا ہے کہ وہ بس نکلنے والے ہیں میں چینج کرنے جا رہی ہوں اور ہانیہ بیٹا، پلیز تم بھی شفق کے ساتھ ذرا کچن میں جا کے مینیو بھی دیکھ لو سب ٹھیک ہے یا نہیں۔

جی ماما جان وہاں سامنے ہی پڑے ہوئے ہیں سارے گفٹس وغیرہ آپ جائیں ریڈی ہو جائیں ہم مینیو بھی دیکھ لیتے ہیں وہ ہانیہ کا ہاتھ پکڑتے مسکراتے ہوئے بولی۔

شفق نے مصنوعی رعب سے کہا:

ہاں ویسے انکو تعریف میری ہی کرنی چاہیے مگر تم بھی کم خوبصورت بن کر نہی آئی تم زیادہ خوبصورت لگ رہی ہو ویسے عماد کا ایک اور بیسٹ کزن پلس بھائی بھی ہے پھر کیا خیال ہے؟ ۔ پھر قہقہ لگاتے صوفے سے اُٹھی۔

ہانیہ نے بھی قہقہ لگایا:

واہ بھئی، رشتہ تمہارا دیکھنے آرہے ہیں اور تم میرے پیچھے پڑ گئی ہو

urdunovelsblog

شفق مزید اُسے چڑاتے آنکھ مارتے ہوئے بولی۔

ہو سکتا ہے تمہاری معصومیت اور خوبصورتی کسی کو اپنا اسیر کر دے پہلی نظر کی محبت بھی تو بھئی کوئی چیز ہے۔

ہانیہ نہ خفگی سے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اب اتنی بھی خوبصورت نہی لگ رہی کہ کوئی پہلی نظر میں ہی دیوانہ ہو جائیگا میرا اور میڈم رشتہ تمہارا آ رہا ہے تو تم اپنی خوبصورتی کی فکر کرو میری خوبصورتی کی چھوڑو اب چلو پہلے مینیو تو دیکھ لیں۔

شفق بھی ہنس پڑی۔ کمرے کا ماحول لمحے بھر کے لیے ہلکا پھلکا اور خوشگوار ہو گیا

----

urdunovelsblog

صبح اُسکی آنکھ سر درد کے باعث دیر سے کھلی تھی رات کا واقعہ یاد کرتے ایک بار پھر اُسکا غُصہ اُمڈ کر آیا۔ یا اللہ مجھے ایسے انسانوں سے محفوظ رکھ کیوں کہ تو ہی جانتا ہے ہر ظاہر اور پوشیدہ کو اب وہ کس مقصد سے مجھے تنگ کرنے آیا ہے پہلے تو میں مجبوری میں کچھ نہی کہتی تھی کیوں کہ وہ میرے گھر والوں کی پسند تھا مگر اب تو سیچوئیشن ہی کچھ الگ ہے نہ اُس انسان نے آپ جانتے ہیں اللہ کتنا بڑا جھوٹا الزام مجھ پر لگایا بھلے ہی کسی اور کی باتوں پر یقین کر کے ہی کیوں نہ مگر اتنا بڑا گندا جھوٹا بہتان لگایا تو سہی نہ حالانکہ آپ جانتے ہیں وہ بھی جانتا تھا مجھے میں ایسا مر کر بھی کبھی نہ کروں اتنی گھٹیا حرکت سے مر جانا بہتر ہے اللہ معاف کریں وہ نم آنکھوں سے بیڈ پر لیٹی اللہ سے محو گفتگو تھی۔

خیر مجھے یقین ہے اللہ اُس وقت سیچویشن جیسی بھی تھی مگر الحمداللہ کثیر اًوقت پر سچ تو آپ نے دکھادیا مجھے کہ ایسے انسان کے ساتھ میں اپنی پوری زندگی کیسے گزار سکتی تھی اور مجھے پورا یقین ہے کہ اِس سیچویشن سے بھی آپ مجھے نکال لینگے اور ایسے انسان سے مجھے دور ہی رکھینگے پھر آخر میں وہ اللہ کا پھر سے شکر ادا کرتی مسکرائی۔

بیڈ پر اُٹھ کر بیٹھتی اب وہ اپنی فجر کی نماز قضاء ہو جانے پر پچھتا رہی تھی عشاء کی نماز اُس نے کل گھر آتے ہی پڑھ لی تھی مگر پھر رات کو سر درد کی باعث نیند دیر سے آنے پر صبح آنکھ بھی دیر سے کھلی۔

یااللہ گرین ٹی یا بلیک کافی پی لیتی تو رات کو سر میں درد نہ رہتا اور نہ میری نماز قضاء ہوتی۔ابھی وہ اسی سوچ میں تھی کہ سائیڈ ٹیبل پر پڑا اُسکا فون رنگ ہوا۔ہیلو اُمِّ لیلیٰ کیسی ہو طبیعت ٹھیک ہے ؟ مجھے تمہاری بہت فکر ہو رہی تھی۔دوسری طرف مریم تھی

ارے فکر کیسی میں الحمدللہ بالکل فٹ اینڈ فائن ہوں بس تھوڑا سر میں درد تھا وہ بھی ابھی گرین ٹی پیونگی تو ٹھیک ہو جائیگا۔وہ مسکراتے ہوئے اپنے خوبصورت کمر سے بھی نیچے تک آتے کھلے ہوئے بالوں پر ہاتھ پھیرتی بولی۔

ہاہاہاہاں میڈم میں یہ کیسے بھول گئی تمہارے ہر مسئلہ کا حل ایک کپ گرین ٹی ہوتا ہے گرین ٹی پیتے ہی تم فریش ہو جاتی ہو۔مریم بھی دوسری طرف ہنس کر کہتے اپنی مارننگ کافی سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔

ہاہاہاٹھیک کہا تم نے بالکل ابھی جا کر ایک گرین ٹی کا کپ پیتی ہوں مزید بالکل فریش ہو جاؤنگی پھر تفسیر کلاس بھی اٹینڈ کرنی ہے۔اُمِّ لیلیٰ اب اپنی وارڈراب کے سامنے کھڑی بلیک سمپل کھدر کا سوٹ نکالنے لگی جو اُسے ابھی چینج کرنا تھا کیونکہ وہ رات کے ٹوپیس لانگ سمپل کرتی اینڈ لوز ٹراؤزرز شب خوابی کے لباس میں تھی۔

تفسیر کی کلاس آن لائن لے رہی ہو ؟

ہاں آن لائن جوائن کیا ہے مدرسہ یا انسٹیٹیوٹ تو نہی جاسکتی آن لائن ایزی تھا سو جوائن کر لیا آج فرسٹ کلاس ہی ہے۔اب وہ اپنا بڑا سا سوٹ کا ہی دوپٹہ بھی نکالنے لگی۔

he is so well mannerd, ویسے یار ہادی جیسے جینٹلمین بہت کم ہوتے ہیں کیسے اُس نے کل اتنے اچھے طریقے سے موسیٰ کو جواب دیا man needs to be like him.

آخر اُمّ لیلیٰ نے بھی دل سے اعتراف کیا اچھا چلو پھر کل یونی میں ملینگے اللہ حافظ He's so well mannered ہاں یہ تو ہے

اللہ حافظ اور سنو موسیٰ جیسے انسان سے سچ میں اللہ نے تمہے بچایا ہے وہ دن تمہاری زندگی میں ایک آلریڈی ہی برے انسان کو نکالنے کے لیئے ہی آیا تھا تکلیف دہ تھا مگر بھلائی کے لیئے تھا ورنہ کوئی بھی ایک اچھی نیک لڑکی تو اِس جیسے انسان کے ساتھ نہی رہ سکتی میری دعا ہے کہ اللہ تمہے بے حد اچھا سلجھا ہوا اور نیک ہم سفر عطا کرے آمین۔ مریم نے مزید کہتے ہوئے اُسے دل سے دعا دی۔

ہاں یار میں بھی ابھی یہی سوچ رہی تھی ویسے دانیہ سے بات کروں میں جہانگیر بھائی اور تمہارے لیئے مجھے تو لگتا ہے کہ جہانگیر بھائی بھی سٹارٹ سے ہی تمہے پسند کرتے ہیں بس ابھی تک کچھ کہا نہی شاید جاب ملنے اور سیٹل ہونے کہ بعد پرپوزال بھیجنا چاہ رہیں ہوں۔ وہ بھی مسکراتی شرارت سے بولی۔

ہاں ہو سکتا ہے خیر چھوڑو اس بات کو اس بارے میں بعد میں بات کرینگے ابھی میں تمہاری بات کر رہی تھی چلو پھر کل ملتے ہیں انشاءاللہ۔ وہ بھی برا مانے بغیر بولتی فون کاٹ چکی تھی۔

urdunovelsblog

اُمّ لیلیٰ فون چارچنگ پر لگاتی گہری سانس لیتی فجر کی قضاء ہوئی نماز کو پڑھنے کا ارادہ کرتی وضو اور چینج کرنے چلی گئی۔

''کیا تم نے کبھی کسی سورۃ پاک کا تدّبر کرنے کی کوشش کی ہے، لیلیٰ؟''

آواز نرم مگر دل میں اتر جانے والی تھی۔

کمرے میں عصر کے وقت کی خوبصورت روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ کھڑکی کے پار شام اتر رہی تھی، نیلے آسمان پر ہر جگہ بادلوں کا راج اور شام کا خوبصورت رنگ بکھرا ہوا تھا۔ کمرے میں گلاب اور عود کی خوشبو جیسے خاموشی سے سانس لے رہی تھی۔

لیپ ٹوپ کی اسکرین پر ایک مانوس چہرہ جگمگا رہا تھا— **کوثر سکندر۔**

سفید نورانی حجاب میں لپٹا ہوا چہرہ، آنکھوں میں ٹھہرا ہوا سکون، لہجے میں نرمی۔

اُمّ لیلیٰ نے نوٹ بک کھولی، قلم ہاتھ میں تھاما، اور دھیرے سے بولی: ''ہاں آپی... کوشش کی تھی، خود سے۔ مگر پتا نہیں وہ ٹھیک تدّبر تھا یا نہیں۔ پھر ڈر لگتا تھا کہ کہیں غلط نہ سمجھ بیٹھوں... تو چھوڑ دیتی تھی۔''

urdunovelsblog

کوثر نے محبت بھری مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا،

''دیکھو لیلیٰ، انسان کو کوشش کرتے رہنا چاہیے۔ قرآن پاک کی گہرائیاں ایک دن میں نہیں کھلتیں۔

جو دل سچائی سے طلب کرے، اللہ خود اس کے لیے راستے کھول دیتا ہے۔

تم تو ماشاءاللہ سمجھدار ہو، آہستہ آہستہ سب سمجھ آجائے گا۔''

ہاں آپی مگر مجھے آپ سے سیکھنا ہے ناجب اتنی پیاری ٹیچر اللہ نے مجھے تحفے میں دی ہے تو پھر فکر کیسی ! وہ پیار سے کوثر کو سکرین پر نصب کیمرے سے دیکھتے بولی۔

کوثر سکندر، اُمّ لیلیٰ کی معلمہ مینٹور اور رہنمائی کرنے والی ایک نہایت اہم شخصیت ہیں۔ اُمّ لیلیٰ کو اُن سے بے پناہ محبت اور گہری انسیت ہے۔ کوثر سکندر خود ایک نیک، سادہ اور اللہ کے قریب رہنے والی لڑکی ہیں جنہوں نے اُمّ لیلیٰ کو نہ صرف اللہ سے قریب تر کیا بلکہ اُسے اللہ کی محبت اور عشق کے سفر پر گامزن بھی کیا، اُس وقت جب اُمّ لیلیٰ زندگی کے مشکل اور ذہنی پریشانی کے دور سے گزر رہی تھی۔

ہاں بس اب زیادہ باتیں نہ کرو اور صرف آج آن لائن کلاس تمہے دے رہی ہوں مگر نیکسٹ ٹائم ایسا نہیں ہو گا میرے بیٹے نے مجھے تنگ کر کے رکھا ہے کل سے میرے گھر ہی تشریف رکھنا۔ اُس نے ہنستے ہوئے فائلیں سنبھالیں، قرآن مجید کے صفحے کھولے، اور دھیمے سے کہا:

’’اچھا چلو، اب سنو — آج ہم سورۃ الاعلیٰ پر تدبّر کریں گے۔ سورۃ اعلیٰ قرآن شریف کی ایک چھوٹی مگر بے حد خوبصورت سورت پاک ہے تم نے کبھی سوچا ہے جو صرف غور و فکر کرنے والوں کو سمجھ میں آتی ہے۔ سورۃ الاعلیٰ قرآنِ مجید کی 87 ویں سورت ہے— مکی سورت— اور اپنے اندر توحید، تربیت، تسکین، اور تسلیم و رضا کا حیرت انگیز پیغام رکھتی ہے۔

یہ سورت رسولِ اکرم ﷺ کو تسلی بھی دیتی ہے اور ہر مومن کے لیے روحانی تربیت نامہ ہے۔

کوثر نے دھیمے لہجے میں تلاوت شروع کی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى''

(اپنے بلند رب کے نام کی تسبیح کرو۔)

تلاوت کی آواز میں ایک ایسی گہرائی تھی کہ اُمّ لیلیٰ کے دل کے دروازے جیسے آہستہ آہستہ کھلنے لگے۔

''دیکھو لیلیٰ،'' کوثر نے کہا،

''یہاں اللہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ اُس کا نام پاک ہے— سب سے بلند۔

یہ آیت صرف زبان سے تسبیح کرنے کی نہیں، بلکہ دل سے پاکی اختیار کرنے کی دعوت ہے۔

یہ آیت ہم انسانوں کو یاد دلاتی ہے کہ رب ہر کمی، عیب اور حد سے پاک ہے۔

یہ صرف زبان سے تسبیح کا حکم نہیں— بلکہ زندگی کے ہر پہلو میں اللہ کو بلند ماننا ہے۔

یعنی:

اپنی خواہشات پر نہیں، رب کے حکم پر جھکنا۔ تکبر چھوڑ کر عاجزی اپنانا۔ اپنے دل کو اللہ کی رضا کے تابع کرنا۔

اور پھر جب انسان اپنے اندر کی میل صاف کرتا ہے، اپنی نیت، اپنے ارادے، اپنی سوچ کو رب کے قریب کرتا ہے— تب وہ سچ میں سبّح کرتا ہے۔''

اُمّ لیلیٰ نے نظریں جھکا لیں۔ دل جیسے کسی نرمی میں پگھل گیا ہو۔

"آپی، تو کیا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی ہر حالت میں اللہ کو پاک جانے؟ حتیٰ کہ جب وہ ٹوٹا ہوا ہو تب بھی؟"

ہاں بالکل جب دل میں اللہ کی بلندی آ جائے تو دنیا کی تمام باتیں بے معنی اور چھوٹی لگنے لگتی ہیں۔

کوثر نے مزید کہا، اب سنو اگلی آیت میں اللہ فرماتا ہے:

'الَّذِي خَلَقَ فَسَوّٰى'

(جس نے پیدا کیا اور درست کیا۔)

یعنی وہ رب نہ صرف خالق ہے بلکہ تسویہ کرنے والا— جو ہمیں تراشتا ہے، سنوارتا ہے، مکمل کرتا ہے۔

اللہ نے ہر چیز کو بہترین توازن اور تناسب سے پیدا کیا۔

نہ صرف جسم، بلکہ حالات، رشتے، اور واقعات بھی، "فسوّیٰ" یعنی درست انداز میں بنائے گئے ہیں۔

ہم جس زندگی سے گزر رہے ہیں، وہ بھی اسی کامل ترتیب کا حصہ ہے۔

لیلیٰ، کبھی کبھی زخم بھی اصلاح کا حصہ ہوتے ہیں۔ جیسے کمہار مٹی کو گھما کر اس سے خوبصورت برتن بناتا ہے، ویسے ہی رب ہمیں آزمائشوں سے سنوارتا ہے۔"

اُمِّ لیلیٰ کی آنکھوں میں نمی سی آ گئی۔

"آپی، تو کیا مطلب یہ ہے کہ جو دکھ، جو پریشانیاں ہمیں ملتی ہیں... وہ بھی اسی رب کی تربیت کا حصہ ہیں؟

''ہاں، بالکل جو رب پیدا کرنے میں کامل ہے، وہ تمہاری اصلاح میں بھی کامل ہے۔اور جب بندہ رب کے فیصلوں پر راضی ہو جاتا ہے اور اپنے اللہ کے فیصلوں پر یقین رکھتا ہے، تب ہی اُس کے دل میں سکون اترتا ہے۔اپنے رب کے فیصلے پر یقین رکھو۔ کوثر نے مسکرا کر کہا،

اسی لیے آگے فرمایا گیا:

وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَىٰ

''اور جس نے تقدیر مقرر کی، پھر رہنمائی کی۔''

ہر چیز کی ایک حد، ایک مقصد، ایک راستہ ہے— اور وہ سب اللہ نے طے کیا۔

پرندے کب اڑیں، درخت کب جھکیں، انسان کو کس لمحے کیا ملے— سب اس کے علم میں ہے۔

پھر اسی نے ہر مخلوق کو ہدایت دی— چاہے جبلّی طور پر (instinct) یا وحی کے ذریعے۔

ہماری سب کی زندگی کے راستے سٹرگلز الگ ضرور ہیں مگر مقصد سب کا ایک ہی ہے اور وہ ہے اللہ کو راضی رکھنا اللہ کے بتائے ہوئے رستے اور احکامات پر چل کر اور اللہ نے یہ زندگی ہمیں اس دنیا کو لازم رکھنے کے لیئے نہیں عطا کی ہے اِسکا ایک مقصد ہے اور اگر ہمیں اپنی زندگی کا مقصد سمجھ نہ آئے، تو رب سے رہنمائی مانگنی چاہیئے— وہ ہمیں ضرور ہماری منزل اور مقصد حیات دکھائے گا۔

کچھ دیر دونوں خاموش رہیں۔ صرف قرآن کے ورق پلٹنے کی ہلکی سی آواز گونج رہی تھی۔

urdunovelsblog

لیلیٰ ایک بات یاد رکھنا زندگی کے سب رنگ ماند پڑ جائیں گے، مگر ایمان کا رنگ ہمیشہ باقی رہے گا۔ جیسا اللہ نے آگے آیات میں واضح کیا ہے۔ نم آواز میں مزید تلاوت کی گئی۔

وَالَّذِيٓ أَخْرَجَ الْمَرْعَىٰ • فَجَعَلَهُۥ غُثَآءً أَحْوَىٰ

''اور جس نے سبزہ اگایا، پھر اُسے سیاہ، خشک گھاس بنا دیا۔''

یہ دنیا کی حقیقت بتا دی گئی۔ سبزہ (دنیا کی رونقیں) تازہ ہوتی ہیں مگر آخر مرجھا جاتی ہیں۔

انسان، مال، شہرت، دنیا کی رنگینیاں—— سب وقتی ہیں۔

سب فنا ہے سب ایک نہ ایک دن ختم ہو جائیں گی باقی صرف رب کی ذات رہے گی جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اور ہمارے دلوں کو صرف اللہ کی یاد ہی مطمئن کر سکتی ہے اسی لیئے دل کو صرف اللہ کی یاد سے روشن رکھنا چاہیئے اور دل صرف اللہ سے ہی لگانا چاہیئے باقی ہر شہ کو فنا ہے۔ اور اللہ چاہتا ہے کہ تم دل باندھو اُس کے ساتھ، جو فنا نہیں ہوتا۔

اُمّ لیلیٰ نے آہستہ سے اپنی نوٹ بوک بند کی اور بولی، آپی۔۔۔ لگ رہا ہے جیسے میرا دل بے حد ہلکا ہو گیا ہے۔ جیسے اللہ نے دل کو اندر سے اینرجی دے دی ہو اور ریچارج کر دیا ہو اور ساتھ میں سکون اور بے حد محبت بھی۔

کوثر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھری،

''یہی قرآن کا کمال ہے، لیلیٰ۔ جب دل اس کی بات سننے لگتا ہے تو دلوں میں بھی روشنی اتر آتی ہے۔

یہی تدبّر ہے—— جب الفاظ معنی بن کر دل میں اتر جائیں۔

اُمِّ لیلیٰ نے سر جھکایا،

''آپی... اب نیکسٹ کلاس سے تو میں ضرور آپ کے گھر آؤں گی۔ میں چاہتی ہوں کہ میرا دل بھی ویسا ہو جائے... جیسا آپ کا ہے۔''

کوثر کی آنکھوں میں نرمی آگئی۔

''دل تو سب کا ایک جیسا ہوتا ہے، لیلیٰ۔ فرق صرف اس بات کا ہے کہ کون اُسے قرآن کے نور سے روشن کرتا ہے۔''

اسکرین کی روشنی مدھم پڑنے لگی۔ باہر مغرب کی اذان کی آواز بلند ہوئی۔

اُمِّ لیلیٰ نے آنکھیں بند کر کے آہستہ سے کہا،

''سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى...''

اور اس لمحے، اُس کے دل میں ایسا سکون اترا جس کا متبادل دنیا کی کوئی قیمتی چیز نہی۔ وہ سکون جو اللہ اور اللہ کے کلام سے محبت کرنے والوں کے دلوں میں ہوتا ہے۔

وہ تینوں اس وقت شہر کے ایک بڑے ریسٹورنٹ میں بیٹھے ڈنر کر رہے تھے۔ لزیذ کھانوں کی اشتہا انگیز خوشبو ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ مدھم لائٹس اور پس منظر میں بجتا ہلکا میوزک اور ہلکی سی چہل پہل اور لوگوں کی باتوں کی سرگوشیاں ہر کوئی اپنی اپنی ٹیبل پر بیٹھا مزے دار گفتگو کہ ساتھ ساتھ مزے دار ڈنر بھی انجوائے کر رہا تھا۔ ویٹرز تیزی مگر سکون سے چلتے پھرتے کبھی کسی میز پر تو کبھی کس میز پر آرڈرز سرو کر رہے تھے۔

جہانگیر نے مٹن اسٹیک کا ایک ٹکڑا کاٹ کر منہ میں رکھا، اور ہلکی مسکراہٹ کے تو پھر تمہاری فلائٹ فجر سے پہلے ہے؟ جہانگیر مٹن اسٹیک کا پیس منہ میں رکھتے بولا۔

ہاں صبح 4 بجے کی فلائٹ ہے میری لاہور کی وہاں ایک کانفرنس اٹینڈ کرنی ہے پھر اسلام آباد جاؤنگا۔ تم لوگ سناؤ واٹس یور فیچر پلین؟ ہادی نے اپنے سفید واشنگ ویر قمیض شلوار سوٹ کی آستین چڑھاتے ہوئے کہا۔

ہاں کانفرنس تو اٹینڈ کرنا امپورٹنٹ ہے میں آج کل مصروف ہوں اپنا بزنس سیٹ کرنے میں جوب تو بس کچھ ایکسپیرئینس اور آئیڈیاز کے لیئے کی تھی ایک چھوٹا سا بزنس سیٹ اپ تھا بابا کا کپڑوں کا اب اُسے ہی آگے بڑھانے کا سوچ رہا ہوں گرو کرنے کا سوچ رہا ہوں۔ حسن نے بھی اپنی ڈرنک کا سپ لیتے گفتگو میں حصّہ لیا۔

ہاں میں نے بھی آلموسٹ ساری تیاریاں کر دی ہیں اپنی ایونٹ آرگانائیزیشن کمپنی کی بس اب سیٹ اپ سٹارٹ کرنا ہے آفیشلی جہانگیر نے بھی جواب دیا

نائس اگر کسی ہیلپ کی ضرورت ہو تو بلا جھجک کہہ دینا مجھے میں جتنی ہو سکے مدد کرونگا دل سے ہادی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

urdunovelsblog

ارے دوست تمہارا شکریہ مگر اگر کبھی ضرورت ہوگی تو ضرور کہیں گیں اوف تمہے بھی اگر کبھی کسی معاملے میں ہماری ضرورت ہوئی تو بلا جھجک کہہ دینا جہانگیر نے ہادی کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

اور تم میرے نکاح میں آئے اُس کے لیئے بھی بے حد شکریہ اللہ جلد تمہارا بھی کسی بے حد اچھی لڑکی سے نکاح کروائے عزیزم حسن نے ہنستے ہوئے گلے لگاتے ہادی کو کہا۔

تمہارا بھی شکریہ جو تم نے مجھے اپنے اسپیشل ڈے میں یاد رکھا اور ہاں انشاءاللہ بس دعا کرنا تم بھی۔ہادی نے بھی مسکرات ہوئے جواب دیا

ہم سے زیادہ اللہ تمہارے لیئے تمہاری دعائیں سنے گا نا تو تم خود بھی دعا کیا کرو نا ایک بہترین نیک اور وفا شعار ہمسفر اللہ کا بہترین تحفہ ہوتی ہے نماز تو تم پڑھتے ہوگے نہ تو بس اللہ سے دعا کرتے رہا کرو میں بھی کرتا تھا اور مجھے لگتا ہے اللہ نے میری سن بھی لی ہے انشاءاللہ حسن نے مسکراتے ہوئے مزید کہا اور ایک نظر جہانگیر کو دیکھا جو خود بھی ہلکا سا مسکرا رہا تھا اپنی بہن کی تعریف پر۔

ہادی نے پھیکے سے انداز میں مسکراتے ہوئے آمین کہا اور دل ہی دل میں شرمندہ ہوا کہ وہ تو اس طرح کی کبھی دعا ہی نہی کرتا تھا بلکہ دعا تو دور وہ تو پانچ وقت کی نماز بھی ادا نہی کرتا تھا بس ہر جمعہ کی نماز وہ ادا کرنے مسجد جاتا ہے مگر کیا صرف یہی کافی ہے نہی بلکہ اُس عظیم ذات کو دن میں کم از کم پانچ وقت تو یاد کرے وہ پھر کس بات کا شکوہ کرتا ہے وہ اللہ سے جب وہ اللہ کو یاد ہی دن میں بمشکل کرتا تھا اور کیا بھی دل سے اُس نے اللہ سے دعائیں کی نہی وہ تو صرف بزنس ہی کرنے میں مصروف ہے اور زندگی اتنی آگے بڑھ چکی ہے اُسے یاد تھا کہ اُسکی ماں باقائیگی سے سارے وقت کی نمازیں اور یہاں تک تہجد بھی ادا کرتی تھیں پھر وہ کیوں ایسا نہ ہو سکا۔ تبھی شاید وہ بے سکون رہتا ہے تبھی دل اکثر بوجھل رہتا ہے۔

چلو پھر انشاءاللہ زندگی رہی تو ملینگے دوبارہ اور اللہ تمہے خیریت سے تمہاری منزل تک پہنچائے اللہ حافظ سلامت رہو

وہ اب پارکنگ میں کھڑے ایک دوسرے کو الوداع کہہ رہے تھے پھر اپنی اپنی گاڑیوں میں بیٹھتے اپنی منزل کو روانہ ہوئے۔گاڑی میں بیٹھا ہادی ایک الگ ہی سوچوں کے جہان میں تھا جسے اُسکا ڈرائیور چلا رہا تھا اُسکے دل و دماغ میں اب ایک نئی جنگ چھڑی ہوئی تھی کوئی نہی سوچ سکتا تھا کہ اس وجیہہ اور شاندار شخصیت کے شخص کی زندگی میں اتنی بے چینی بھی ہوگی۔

۔

ہانیہ اپنے ہی دھیان میں تیز تیز سیڑھیاں اُترتی چلی آرہی تھی کہ اچانک خود کو کسی فولادی وجود سے ٹکراتے محسوس کیا اُف یااللہ! یہ دیوار کہاں سے آگئی؟ وہ بڑبڑائی

میڈم یہ دیوار نہی آپ کے اندھے ہونے کا مکمل ثبوت ہے! سامنے سے آتی آواز نے اُسے چونکا دیا۔عبید جو ریسٹ روم کی طرف جا رہا تھا، سامنے دیکھتے بولا۔

ہانیہ جو اس کے اتنے قریب کھڑی تھی کہ بیچ میں صرف ایک انچ جتنا فاصلہ تھا مردانہ پرفیوم کی خوشبو اور بھاری آواز سن کر بوکھلاتے ہوئے فوراً پیچھے ہوئی تو توازن بگڑ گیا۔ گرنے ہی والی تھی کہ وہی دو مضبوط ہاتھوں نے اُسے کندھے سے تھام کر سیدھا کھڑا کیا اور پھر خود ایک زینہ نیچے جا کھڑا ہوا۔

واٹ یہ تم ادھر کہاں سے آگئے اور میں کوئی اندھی نہی ہوں اوکے مسٹر، وہ حیران ہوتے حواس کچھ سنبھلے تو بولی۔

جی جی، اب تو مجھے ذرا سا بھی شبہ نہی رہا کہ آپ بدتمیز ہونے کے ساتھ ساتھ اندھی بھی ہیں، عبید نے بازو سینے پر باندھتے ہوئے شرارت سے کہا۔

میں کوئی بدتمیز نہی بہت سلجھی ہوئی لڑکی ہوں اور ایسا میرے بھائی کہتے ہیں! وہ نروٹھے پن اور معصومیت سے بولی۔

عبید نے مسکراتے ہوئے جواب دیا، جی، بھائی ہے نہ اس لیئے بچی کا دل خوش کر دیا ہوگا ورنہ آپ اور سلجھی ہوئی؟ ممکن ہی نہی وہ اپنے گرے شلوار سوٹ کی آستینیں چڑھاتا ہوا بولا

جی نہی آپ کو کیا پتا؟آپ میرے گھر رہتے ہیں یا مجھے جانتے ہیں؟وہ   چڑ کر بولی۔

ہمم خیر گھر تو میں آپ کے ساتھ نہی رہتا آف کورس مگر انسان کو دیکھ کر بھی کچھ اندازہ لگایا جاتا ہے بس وہ اندازہ ہے میرا۔

ہاں تو اپنے اندازے اپنے پاس رکھیں ویسے بھی غلط ہی ہیں۔وہ چڑتے ہوئے غصہ سے بولتی جانے لگی۔

ارے ارے مجھے ریسٹروم تو بتاتی جائیں میں گیسٹ ہوں مجھے آپ کے گھر کے بارے میں کیا علم ہم تو آپکی بڑی بہن کا رشتہ لے کر آئیں ہیں۔

ہانیہ جو تیز تیز قدموں سے جانے لگی تھی،ایک دم رکی،مڑی اور بائیں جانب اشارہ کیا" وہاں کارنر پر۔

اوکے تھینکس بولتا وہ جلدی سے باقی سیڑھیاں چڑھتا ریسٹروم گھس گیا۔

کچھ دیر مہمانوں کے ساتھ بیٹھتی پھر وہ کچن میں ملازمہ کو چائے اور کافی کا بولتی اُوپر شفق کے روم میں اپنا فون لینے آگئی شفق تو کب سے بچاری مہمانوں کے ساتھ ہی بیٹھی تھی آج کل کے ماڈرن لوگوں کی طرح انہیں بھی کوئی اعتراض نہی تھا لڑکے اور لڑکی کا ساتھ ایک ہی روم میں بیٹھنے پر اور پھر اب تو رشتہ باقاعدہ تہ ہو گیا تھا شفق کے سسرال والے بھی مکمل تیاری کے ساتھ آئے تھے تو انہوں نے چھوٹی سی رنگ ایکسچینج سیریمنی بھی کر لی تھی عماد ایک خوش شکل سوبر ہنس مکھ ساویل سیٹلڈ اچھی شخصیت کا حامل لڑکا تھا اور اُسکا بھی کاروباری گھرانے سے تعلق تھا تو منصور صاحب کو بھی کوئی اعتراض نہ تھا اپنی بیٹی کی پسند اور خواہش پوری کرنے میں اور پھر وہ تھی بھی اُنکی اکلوتی بیٹی دو سال پہلے اپنی یونی فرینڈ کی برتھ ڈے پارٹی میں اُسکی ملاقات عماد تبریز سے ہوئی تھی پھر وہیں دوستی ہوئی اور پھر کب وہ دوستی پسند اور محبت میں بدل گئی دونوں کو ہی بعد میں محسوس ہوا بس پھر عماد نے اُسکے ماسٹرز کرنے کا انتظار کیا پھر شفق کے ماسٹرز کمپلیٹ کرنے کے بعد رشتہ لے کر آگیا اور اب وہ کچھ ہی مہینوں میں شادی کرنے جا رہے تھے۔وہ شفق کے کمرے سے نکلتی نیچے لاونج میں آگئی کیونکہ وہ تھوڑی بور ہو گئی تھی تو ڈرائنگ روم کے بجائے وہیں صوفے پر بیٹھتی ہادی کو میسیج کرنے لگی کہ اچانک نظر عبید پر پڑی جو ہاتھ میں مصّلہ لیئے اُسکی طرف آرہا تھا۔

سوری ٹو ڈسٹرب مگر کیا آپ مجھے قبلہ کا رخ بتا سکتی ہیں میری عشاء کی نماز نکل گئی ہے میں نماز جماعت کے ساتھ مسجد میں ہی پڑھتا ہوں مگر آج عماد کے اصرار پر یہاں آنا پڑا تو عشاء باجماعت نکل گئی سو سوچا یہیں پڑھ لوں کافی دیر ہو گئی ہے۔

عبید جو ریسٹ روم سے وضو کرنے گیا تھا جس کی وجہ سے اُسکے وجیہہ چہرے اور داڑھی پر تازہ وضو کی وجہ سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔

ہانیہ جو اُسے دیکھتے ہی ایک الگ سحر میں چلی گئی تھی کیونکہ اُسنے اپنی پوری پچیس سالہ زندگی میں کوئی ایسا مرد اِس طرح سے کبھی اپنے ارد گرد نہی دیکھا تھا گرے شلوار سوٹ میں گندمی رنگت پر پرکشش نقوش نکھرا صاف چہرا اور پھر اُسکا یوں دھیمے انداز میں نماز کی بابت پوچھنا وہ بھی تازہ وضو کی باعث پانی کے قطرے اُسکے چہرے پر موجود تھے جو اُسے وہ ایک الگ ہی منظر اور دنیا کا مرد لگا

ہانیہ پلیز مجھے دیر ہو رہی ہے کیا تم بتا سکتی ہو قبلہ رُخ کس طرف ہے عبید سنجیدگی سے اُسے دیکھتے بولا

وہ شرمندہ ہوتے ادھر اُدھر دیکھتے بولی اُسنے تو کبھی نماز ادا ہی نہی کی تھی تو اس گھر میں کیا اسے تو اپنے گھر میں بھی قبلہ کا رخ نہی پتا تھا بس بچپن میں اپنی ماما کو نماز ادا کرتے دیکھا تھا جسکا عکس اب دھندلا سا گیا تھا وہ محض آٹھ سال کی تھی جب اُسکی ماں اِس فانی دنیا سے رخصت ہوئی تھی۔

اوہ سوری یہ میرا گھر نہی ہے سو مجھے آئیڈیا نہی یہ میری پھپھو کا گھر ہے اور میں شفق کے کہنے پر آج آئی تھی اُسکی انگیجمنٹ اٹینڈ کرنے وہ انگلیاں چٹخاتی اُوپر دیکھتے بولی۔

اوہ اچھا یہ آپکا گھر نہی ہے آنٹی تمھے بھی اپنی بیٹی ہی بول رہی تھیں تو مجھے لگا وہ آپکی امی ہیں میں بھی عماد کا کزن ہوں وہ مسکراتے ہوئے بولا

جی مجھے پتا چلا اور ہاں پھپھو مجھے بھی اپنی بیٹی ہی مانتیں ہیں اور میں بھی اُن سے بہت محبت کرتی ہوں وہ مسکراتے ہوئے بولی

ہمم گڈ اینڈ اٹس اوکے میں اپنے فون میں ایپ سے قبلہ رخ دیکھ لیتا ہوں آپ کو بھی بتا دیتا ہوں تاکہ آپ کو بھی آسانی ہو کبھی یہاں نماز ادا کرنے میں۔

عبید موبائل میں ایپ کھولتا قبلہ کا رخ دیکھتے بولا۔

وہ دیکھیں اس طرح سامنے ہے قبلہ رخ وہ مسکراتے ہوئے بتاتا آگے بڑھ گیا اور کارنر میں صوفہ سیٹ سے آگے مُصلیٰ بچھا کر اب نیت باندھتے نماز ادا کرنے لگا اور ہانیہ حیران ہوتی اُسے اتنے سکون سے اس طرح دعوت والے ماحول میں بھی نماز ادا کرتے حیرانی اور سحر زدہ سی ہوتی دیکھنے لگی۔

وہ پریشان ہوتی ہسپتال کے کاریڈور میں چکر کاٹ رہی تھے اندر اُسکے باپ کا علاج چل رہا تھا۔

اندر ہی اندر دل میں اپنی ماں پر بے حد غُصّہ ہوتی وہ بس دعاؤں میں مشغول تھی۔

آپی پاپا کو کیا ہوا ہے؟ سحر روتے ہوئے بولی

کچھ نہی ٹھیک ہو جائینگے بس شو گر لو ہو گئی ہے تو اس لیئے ڈاکٹر کے پاس لائیں ہیں۔ وہ پیار سے سحر کو بینچ پر بٹھاتی بولی

یہ سب ہمارے ساتھ ماریہ آپی اور ماما کی وجہ سے ہو رہا ہے نہ؟ وہ روتے ہوئے بولی۔

نہی تم ایسا کیوں سوچ رہی ہو پاپا کی طبیعت ٹھیک ہو جائیگی تم فکر نہ کرو فائقہ بھی دکھ سے سحر کو بولتے اندر روم میں اپنے باپ کا علاج ہوتے دیکھ بولی

ہاں وہ تو ٹھیک ہو جائینگے مگر اُنکی طبیعت مکمل تو تب ٹھیک ہو گی جب ہمارے پاس بہت سارے پیسے ہونگے نہ ابھی تو ہمارے پاس کتنی مشکل سے یہ تیس چالیس ہزار جمع ہوئے جو پاپا کے علاج پر لگا رہیں ہیں آپ اور گھر بھی کتنی مشکل سے چل رہا ہے نہ۔ سحر بینچ سے اُٹھتے ہوئے بولی

ہاں مگر سب ٹھیک ہو جائیگا اور ماما اور ماریہ یہ بھی دونوں ٹھیک ہو جائینگی تم چلو میں تمہے سینڈوچ اور جوس لے کر دیتی ہوں وہ وہ تم کھالو ہم رات سے ادھر ہیں اب فجر ہو گئی ہے۔ پھر ڈاکٹر سے پاپا کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ فائقہ سحر کو لیئے کینٹین کی طرف جانے لگی۔

سینڈوچ لے کر دونوں کھاتیں اب فائقہ نے ڈاکٹر سے بات کی جس نے حمید صاحب کی طبیعت اب کافی بہتر بتائی تھی اُنہیں شگر کا اٹیک ہوا تھا جس کی باعث وہ آفس سے آتے ہوئے بے ہوش ہو کر گر پڑے تھے کہ کچھ لوگوں نے انہیں ہسپتال پہنچا کر اُنکو کال کی اور اُنکی طبیعت کے بارے میں بتایا ماریہ فائقہ سحر صائمہ بیگم سب بھاگتی ہوئی پریشانی میں ہسپتال آئیں تھیں پھر کچھ دیر بعد صائمہ اور ماریہ گھر چلی گئی چونکہ صائمہ کی بھی طبیعت آج کل خراب رہ رہی تھی تو وہ دونوں یہاں رک گئی۔

urdunovelsblog

اب دوائیں لیتی وہ اندر کمرے میں حمید صاحب کو دیکھنے اور دوائیں کھلانے جانے لگی اور دل ہی دل میں بس یہی سوچ رہی تھی کہ سب پریشانی اُسکی ماں اور ماریہ کے کیئے کا انجام ہے کوئی اتنا بھی کسی کے ساتھ کیسے برا کر سکتا ہے ماما کو اُمّ لیلیٰ کے ساتھ اتنا غلط نہی کرنا چاہیئے تھا صرف اپنی بیٹیوں اور حسد کی خاطریوں کسی بے گناہ پر اتنا گندا جھوٹا الزام اور تہمت لگانا تبھی تو اللہ ہم سے اُس گناہ کا حساب لے رہا ہے اُمّ لیلیٰ کی آہیں لگ چکی ہیں ہمیں اور کیا انسان کبھی کسی اور کا نصیب چھین کر اپنی پیشانی پر سجا پایا ہے کو ہم انسان اتنے ظالم ہو جاتے ہیں کہ ظلم کرتے ہوئے یہ نہی سوچتے کہ سب اللہ کے حکم سے ہوتا ہے۔

حنّان صوفے پر نیم دراز تھا، بال اب بھی تھوڑے بھیگے ہوئے تھے۔ تازہ تازہ غسل کے بعد اس کے چہرے پر ایک اطمینان سا جھلک رہا تھا۔ وہ فون ہاتھ میں پکڑے کچھ دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک آواز دی،

''نائمہ... یار کھانا لے آؤ، بہت بھوک لگی ہے۔''

کچن سے برتنوں کی کھنک سنائی دی۔ نائمہ نے جلدی سے جواب دیا،

''لا رہی ہوں جناب، ابھی تو آپ خود آئے ہیں۔ بس سالن گرم ہو جائے، پھر لاتی ہوں۔''

چولہے پر ہانڈی دھیمی آنچ پر ابل رہی تھی۔ نائمہ ایک ہاتھ سے سلاد کاٹ رہی تھی، تو دوسرے ہاتھ سے ہاٹ پاٹ میں سے روٹیاں نکال کر پلیٹ میں رکھ رہی تھی۔

جب سب کچھ تیار ہو گیا تو اُس نے میز پر پلیٹس، چمچ اور کھانا سجا دیا۔

حنّان نے ادھر اُدھر نظر دوڑائی،

"بچے کہاں ہیں؟ نظر نہیں آ رہے۔"

نائمہ نے ہاتھ صاف کرتے ہوئے جواب دیا،

"نجمہ آنٹی کے گھر گئے ہیں، اُن کے پوتوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ ابھی بُلا لاتی ہوں۔ آپ شروع کریں کھانا۔"

یہ کہہ کر وہ دروازہ بند کرتے ہوئے پڑوس کی طرف نکل گئی۔

urdunovelsblog

کچھ دیر بعد بچوں کی قہقہوں کی آواز کے ساتھ دروازہ دوبارہ کھلا۔ دانیال اور ماہرہ دوڑتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ پھر سب نے مل کر کھانا کھایا۔

ٹی وی پر کسی پاکستانی ڈرامے کا تھیم سونگ چل رہا تھا،

حنّان سرفراز جو لاہور میں نوکری کرتا تھا، چھٹیوں پر سرگودھا آیا ہوا تھا۔ ان لمحوں میں اُس کے چہرے پر وہ سکون تھا جو صرف گھر واپس آنے پر نصیب ہوتا ہے۔

کھانے کے بعد جیسے ہی وہ صوفے پر بیٹھا، ماہرہ دوڑتی ہوئی آئی۔ اُس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی گڑیا تھی جس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔

'' بابا! آپ میلے لیئے پرنسس والی ڈول لے کل آئیں ہیں؟'' اُس نے لاڈ سے کہا۔

حنّان نے مسکرا کر اُسے گود میں اٹھالیا،

''ہاں میری شہزادی، میں تمہارے لیے تمہاری پسند کی ڈول اور چاکلیٹیں لایا ہوں۔ ماما کو دی ہیں نا، اُن سے لے لینا۔ اور میرے ہیرو دانیال کے لیے بھی ریموٹ کنڑول کار ہے۔''

یہ سنتے ہی دونوں بچوں کے چہرے خوشی سے دمک اُٹھے۔ وہ دوڑتے ہوئے ماں کے پاس گئے جو کمرہ درست کر رہی تھی۔

''ماما! ماما! بابا ہمارے لیے تحفے لائے ہیں!''

دانیال کی آواز میں اتنی خوشی تھی کہ نائمہ کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

urdunovelsblog

کمرے میں سب کچھ پُرسکون تھا۔

نائمہ نے چائے کا کپ اُٹھایا اور حنّان کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔

''آپ نے وہ کام کر لیا؟'' اُس نے ہلکی سی سنجیدگی سے پوچھا۔

حنّان نے کپ میز پر رکھتے ہوئے آہستہ سے کہا،

''ہاں... کر لیا ہے۔ اب دیکھنا ہے کہ کب اُنہیں خبر پہنچتی ہے۔ جب وہ خود جاننے کی کوشش کریں گے تب ہی سچ تک پہنچیں گے۔''

نائمہ نے فکر مندی سے لب بھینچے،

''اللہ کرے وہ خود ہی سمجھ جائیں۔ ورنہ آپ صاف صاف جا کر اُنہیں بتا دینا، اماں جان کا پیغام امانت ہے ہمارے پاس۔ ہم بھی اب والدین ہیں، مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں ہم نہ پہنچا سکے ویسے بھی اِس بات چھ مہینے ہو گئے ہیں ہم صرف کوشش ہی کر رہیں ہیں۔''

حنّان نے اُس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا،

''فکر مت کرو نائمہ، مجھے اماں جان کی نصیحت بھی یاد ہے اور پیغام بھی۔ مجھے اب اُنکا نمبر اور پتا مل چُکا ہے میں محمد بھائی تک سچائی پہنچا دوں گا،

انشاءاللہ۔ اور اللہ ہماری نیتوں سے واقف ہے۔''

اُس کے لہجے میں ایک سکون، ایک یقین جھلک رہا تھا۔

نائمہ نے سر ہلایا، اُس کی آنکھوں میں اطمینان سا اُتر آیا۔

باہر صحن میں ماہرہ اور دانیال کے قہقہے گونج رہے تھے—— اور اندر حنّان اور نائمہ کی دعائیں خاموشی سے فضا میں تحلیل ہو رہی تھیں

اب تم یہ کس کے ساتھ لگی ہوئی ہو بد تمیز لڑکی شرم نہی ہے تم میں فائقہ نے غُصّے سے چیختے ہوئے ماریہ سے فون کھینچا جو پتا نہی کس لڑکے سے فون کال پر بات کرنے میں مصروف تھی۔

کیا کیا ہے میں نے جو اتنا پاگلوں کی طرح چیخ رہی ہو تم؟ ماریہ نے بھی چیختے ہوئے اپنی بڑی بہن سے اپنا فون واپس چھینا۔

ارے کیا ہو گیا کیوں لڑ رہی ہو تم دونوں صائمہ بیگم بھاگتے ہوئے کمرے میں آئی۔

اچھا تو تم جانتی سمجھتی نہی مجھے بچی سمجھا ہے کیا جو میں تمہاری کوئی حرکت نہی سمجھونگی کافی دنوں سے نوٹ کر رہی ہوں میں کہ پتا نہی کس لڑکے سے دن رات بات چیت ہو رہی ہے تمہاری۔

تمہے کیا ہے میری زندگی ہے تو میری مرضی اور تم خوش رہو اس جہنم میں میں تو یوسف کے ساتھ شادی کر کے اُسکے بڑے سے بنگلے میں جا کر رہونگی پھر میرے مزے ہی مزے ویسے بھی اِن کی حرکتوں کی وجہ سے پہلے ہی تمہارا نکاح اور میری منگنی ٹوٹ چکی ہے اب بھی تم کس بات کا انتظار کر رہی ہو بہن تم بھی کسی کو پسند کر واور شادی کر کے جاؤ اِس گھر سے ورنہ اِنکی حرکتوں کی وجہ سے ہم ایسے ہی پوری زندگی گھر بیٹھے رہ جائینگے پچیس کی تو تم بھی اگلے ماہ ہو ہی رہی ہو۔ماریہ طنزیہ نظروں سے ماں کو دیکھتے بولی

تمیز سے بات کو ماما ہیں یہ ہماری اور کچھ تو خیال کرو پاپا کی طبیعت ویسے بھی ٹھیک نہی اور تمہیں اِن سب باتوں کی فکر لگی ہوئی ہے اور تمہیں کیا پتا وہ لڑکا تم سے شادی بھی کریگا یا نہی اور تم تو ایسے کہہ رہی ہو جیسے تم بڑی نیک ہو تم بھی تو بھرپور ماما کا ساتھ دیں رہی تھی تم بھی ملی ہوئیں تھیں ماما کے ساتھ اُن سب گناہ والی حرکتوں میں اور موسیٰ کو میسیج بھی تم نے کیئے تھے میں جان اور سمجھ گئی ہوں یہ سب اِس لیئے اللہ کا خوف کرو اور باز آجاؤ اپنی اِن حرکتوں سے فائقہ بھی غُصّے سے بولتی کمرے سے جانے لگی۔ صبح کے دس بج رہے تھے حمید صاحب دفتر اور سحر اسکول گئی ہوئی تھی اور فائقہ نے آج طبیعت خرابی کے باعث چھٹی کی تھی اسکول سے۔

کیوں وہ ٹھیک کر رہی ہے بھلے جائے دفعہ ہو شادی کر کے ویسے بھی کیا ساری عمر گھر بیٹھ کہ انڈے دینے ہیں کیا تم لوگوں نے اور اگر وہ لڑکا سیریس ہے اور امیر ہے تو اُسکو بولو

ہمارے گھر رشتہ لائے تمہارا ویسے بھی موسیٰ تو ہاتھ سے نکل گیا تھا ورنہ ماریہ کو میں نے اُسکے پیچھے لگنے کو بولا تھا مگر وہ ماریہ کے ہاتھ نا آیا اُس جاہل اُمّ لیلٰہ کے پیچھے ہی مر رہا تھا وہ اُس وقت بھی۔ صائمہ بے حد مکاری سے بولی

urdunovelsblog

شرم کریں ماما آپ اللہ سے ڈریں آپ کی حرکتوں کی وجہ سے آج ہم اس حال میں ہیں نہ آپ کو پاپا کی فکر ہے نہ ہماری یہ سب آپ ہمارے لیئے تباہی کا رستہ کھول رہیں ہیں مکافات جب انسان کے پیچھے لگ جاتا ہے تو انسان کہیں کا نہی رہتا اور آپ اور ماریہ ایک جیسے ہیں بے حد مطلبی اور بے حس اور آپ دونوں نے بہت ظلم کیا ہے اُمّ لیلیٰ پر مگر کچھ حاصل ہوا؟ نہی نا؟ تو پھر جائیں اور پھپھو اور اُمّ لیلیٰ سے معافی مانگیں اور توبہ کریں دل سے کیا پتا اللہ ہمیں معاف کر دے اور چلیں کل ہی چلتے ہیں میں ساتھ چلتی ہوں آپ کے فائقہ دکھ سے تیز لہجے میں ماں اور بہن کو سمجھاتے بولی۔

ارے چلو جاؤ اپنا کام کرو میرا سر نہ کھاؤ تم اور ماریہ اُس لڑکے سے بات کرو رشتہ لانے کی ورنہ یہ حرکتیں چھوڑ دو کیوں کے مجھے میرا شوہر بے حد عزیز ہے اگر انہے تمہاری اُلٹی سیدھی حرکتوں کا علم ہو گیا اور اُن کی طبیعت پھر سے بگڑی تو میں چھوڑونگی نہی تمہیں یاد رکھنا ہمہ آئی بڑی موسیٰ کو تو اپنے پیچھے لگا نہی سکی اب یہ نیا لڑکا آ ٹپکا وہ طنزیہ بیٹی کو دیکھتیں بول کر ناشتہ بنانے چلی گئی۔

میں بھی آپ سب کو یوسف سے شادی کر کے دکھاؤنگی جانتے ہی کیا ہو تم سب میرے بارے میں اب تک وہ موسیٰ کو اپنے پیچھے نہی لگا دکی تو کیا ہوا اب یوسف سے شادی کر کے دکھاؤنگی چاہے کسی بھی حد تک جانا پڑے مجھے وہ مسکراتے ہوئے دل ہی دل میں بولتی فون کو چارجنگ پر لگا کر اپنا ناشتہ لینے کچن کی طرف چل دی۔

urdunovelsblog

وہ تینوں آج مل کر کیک بیک کر رہی تھیں چونکہ آج اُنکی امی جان کی سالگرہ تھی تو اُن تینوں نے مل کر سوچا کہ آج ڈنر بھی خود بنائینگی وہ بھی آمنہ بیگم کی پسند کا اور کیک بھی خود بیک کرینگیں جو اُنکی پسند کا ہے پائین ایپل پینا کولاڈا کیک اور کیونکہ آمنہ بیگم کو فینسی کیکس وغیرہ پسند بھی نہی تھے اور پھر وہ خود دل سے ہر سال اپنے والدین کی سالگرہ پر کیک بھی خود بیک کرتیں تھیں اور مزے دار سا اُنکی پسند کا ڈنر بھی خود تینوں بہنوں بناتیں تھیں اور آذان بھی اُنکی چھوٹی موٹی مدد کر لیا کرتا تھا تو آج بھی سب کچن میں موجود تھیں اور ویسے آذان بھی اِنکے ساتھ ہی تھا مگر وہ کام کرنے کے علاوہ خراب زیادہ کر

رہا تھا گروسری وغیرہ وہ سب مارٹ سے اُنکو صبح ہی لا کر دے چکا تھا آج ہفتہ تھا تو سب ویسے بھی گھر پر تھے شام کے چار بج رہے تھے آمنہ بیگم اور جبّار صاحب اپنے اپنے کمروں میں آرام کر رہے تھے۔

آپی ڈنر کے مینیو میں کیا ہے؟ عروہ فریج سے چکن میرینیٹ کرنے کے لیئے نکالتے ہوئے پوچھنے لگی

بریانی تو مسٹ ہے آفکورس ہم دیسی بریانی کے بغیر تو ہماری کوئی دعوت دعوت ہی نہی اور چکن روسٹ بنا لیتے ہیں بیف بریانی اینڈ مٹن کڑاہی او کے امّی جان اور باباجان دونوں کو مٹن کڑاہی بھی پسند ہے کیک تو ہم ویسے بھی بنا رہیں ہیں تو ڈیزرٹ بھی ہو گیا اور ڈرنکس بھی فریج میں موجود ہیں۔

اُمِّ لیلٰی نے مکسنگ باؤل میں انڈے توڑتے ہوئے ذرا سا مسکرا کر جواب دیا۔

واؤز بردست پھر تو مزہ ہی آ جائیگا حبا چمک کر بولی اور سبزیاں کاٹنے لگی۔ اُسی وقت اُمّ لیلٰی نے مکسچر میں دودھ اور کریم اور کرشڈ کوکونٹ اور کوکونٹ پاؤڈر ڈالا پھر مکس کرنے لگی پھر فریج سے پائن ایپل ٹن نکالا اور پھر باؤل میں پائن ایپل جوس ڈالا اور کنڈینسڈ ملک بھی۔ پھر مکسچر کو اچھے سے مکس کرنے لگی۔ عروہ چکن مرینیٹ کر کے فریج میں رکھ چکی تھی اب مزے سے ڈائنگ ٹیبل پر بیٹھی سیب کھاتے ہوئے پوچھنے لگی آپی اب بریانی بنانا سٹارٹ کریں، ہاں پہلے یہ کیک بیک ہونے کے لیئے رکھتے ہیں پھر شروع کرتے ہیں ورنہ آذان کی شرارتوں میں کچھ نہ کچھ اُلٹا ہو جائے گا اُمّ لیلٰی مکسچر کو اوون میں بیک ہونے کے لیئے رکھتی اب اوون کا دروازہ بند کرتے مڑی اور کہا۔

میں نے کیا کیا ہے بھئی!'' آذان، جو ڈائنگ ٹیبل پر بیٹھا رشین سلاد کے لیئے سیب چھیلنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا، فوراً بولا۔ ''میں تو بس ہیلپ کر رہا ہوں۔''

ہیلپ؟'' حبا نے نظروں سے گھورا، ''پچھلی بار تمہاری 'ہیلپ' کی وجہ سے ہمارا پورا پڈنگ جل گیا تھا، یاد ہے؟''

عُروہ ہنسنے لگی، ''ہاں اور پھر امی نے کہا تھا کہ شاید ہم نے کوئی نیا ڈیزرٹ ایجاد کر لیا ہے!''

کچن میں سب کی ہنسی گونج اٹھی۔ حبا جس نے ساری سبزیاں کاٹ لیں تھیں بریانی اور باقی ڈشز کے لیئے اب بڑے سی ہانڈی میں آئل ڈال کر پیاز ڈال چکی تھی اور چمچ چلا رہی تھی پھر ٹماٹر گوشت اور بریانی مسالہ اور باقی کے تمام مسالہ جات وغیرہ ڈال کر اب اُمّ لیلٰی کیک کی جانب متوجہ ہوئی جس کی

خوشبو پورے گھر میں پھیل رہی تھی۔ پائن ایپل ونیلا اور کوکونٹ کی خوشبو ماحول میں بھلی لگ رہی تھی اُس نے باہر سے اوون کے اندر جھانکتے کیک کو دیکھا پھر مطمئن سے بولی بس تھوڑی دیر اور پھر فروسٹنگ کرینگے۔ اور پھر سے بریانی بنانے میں مشغول ہو گئ۔ عصر کی نماز وہ ابھی پڑھ کر آئی تھی تو حبا اور عروہ کو یہاں کچن دیکھنے کے لیئے چھوڑ کر گئی تھی اب خود یہاں سب دیکھ رہی تھی تو اُنکو نماز پڑھنے کے لیئے بھیجا ہے۔ وہ دونوں جیسے ہی کچن میں اینٹر ہوئی آذان باآواز بولا میں ڈیکوریشن کروں گا!" "نہیں بھئی!" تینوں بہنوں نے ایک ساتھ کہا، اور پھر سب ہنس پڑے۔

"تم نے پہلے بھی کام خراب تھا! عروہ نے مصنوعی سنجیدگی سے کہا، "کیک پہ 'ہیپی برتھ ڈے باباجان کے بجائے 'ہیپی برتھ ڈے امی جان' لکھ دیا تھا اور پھر سہی کرنے کی کوشش میں تم نے آدھا فروسٹنگ بھی کھالیا تھا!"

آذان نے منہ بنایا، "اب میں بڑا ہو گیا ہوں، سنجیدہ انسان ہوں۔"

"ہاں ہاں، تمہارے چہرے سے سنجیدگی ٹپک رہی ہے،" عُروہ نے رشین سیلیڈ میں فروٹس ابلے ہوئے کارن میکرونی اور کریم اور مائونیز ڈال کر مکس کرتے ہوئے چھیڑا۔

اور حبا نے چاول بھگوئے اُمّ لیلٰی نے کیک فریج میں ٹھنڈا ہونے کے لیئے رکھا تھا اور فروسٹنگ بھی تیار تھی وقت یوں گزرا کے پتا ہی نہی چلا مغرب بھی کب کی ہو چکی تھی اور اُمّ لیلٰی نے احتیاط سے کیک پر سفید کریم لگائی، حبا نے اوپر سے پائین ایپل کے سلائسز ترتیب سے رکھے، اور عُروہ نے ناریل کے باریک فلیکس چھڑک دیے۔ آذان جو ٹیبل سیٹ کر رہا تھا چیچ پلیٹس سب ترتیب سے رکھتا گیا۔ کچن میں اب ایک خوبصورت ہلچل تھی محبت اور خوشبو سے بھرا منظر۔

کیا بات ہے!" آذان نے مسکراتے ہوئے کہا، "امی کو بہت پسند آئے گا۔"

عروہ نے کیک کو سجاتے ہوئے نرمی سے کہا، "بس دعا ہے کہ اُن کی مسکراہٹ ویسی ہی ہو جیسی ہر سال ہماری ہوتی ہے جب وہ ہمیں کیک کھلاتی ہیں۔"

اُمّ لیلٰی نے کیک پر چھوٹی سی موم بتی رکھی، اور دھیرے سے بولی،

''امی جان کے لیے... ہم سب کا پیار سے بنایا ہوا کیک۔''

کچن میں ایک لمحے کو خاموشی چھا گئی— خوشبو، یادیں، اور محبت سب ایک ساتھ گھل مل گئی تھیں۔

پھر اُمِّ لیلیٰ نے کیک کو فریج میں رکھا اور سب ڈشز کا مکمل جائزہ لیا جو اب مکمل تیار تھیں اور پھر مسکرا کر کہا، ''چلو، اب سب جلدی سے تیار ہو جاؤ، آٹھ بجنے والے ہیں، امی بابا دو تین دفعہ آ کر دیکھ چُکیں ہیں اب اُنکو نیچے بھی تو آنا ہے نہ پھر ڈنر ٹیبل پر بلاتے ہیں!''

اور یوں وہ سب ہنستے مسکراتے، ایک خاص شام کی تیاریوں میں لگ گئے—

ایک ایسی شام، جو صرف سالگرہ نہیں، بلکہ محبت، گھر اور اپنائیت کی خوشبو سے بھری تھی۔

صبح کے 11 بج رہے تھے اور اپنے آفس روم میں بیٹھا مکمل توجہ سے محمد ہادی دُرانی قلم ہاتھ میں گھماتے کافی کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لیتا اپنے کنسٹرکشن کمپنی کی مارکیٹنگ ٹیم کی بنائی ہوئی مارکیٹنگ سٹریٹیجی اور آئیڈیاز دیکھنے میں کافی مصروف نظر آ رہا تھا کہ سامنے پڑا اُسکا قیمتی فون رنگ ہوا جسے بغیر دیکھے اُسنے کال ریسیو کر لی۔

تو پھر آپ نے پتا کروالیا اپنے آدمی مائی صغرہ کے گھر بھجوا کر اب تو یقین ہو گیا ہو گا کہ میں سچ بول رہا ہوں ویسے آپ کو یہ پتا کروانا چاہیئے تھا کہ کس نے آپ سے یہ سچ چھپایا کہ آپکی والدہ کا مرڈر ہوا تھا۔

ہادی جو اپنے کام میں مصروف تھا اچانک سے شناسا آواز سن کر متوجہ ہوا۔

تم ہو کون یہ بتاد و اور کیا تم مجھ سے مل سکتے ہو؟ وہ سر سیٹ کی پشت سے ٹکاتا جلدی بولا۔

نہی ابھی ضرورت نہی بس آپ سچ کا پتا لگائیں! دوسری طرف سے جلدی میں کہا گیا۔

مگر تم یہ سب مجھے کیوں بتا رہے ہو اِسکے پیچھے تمہارا کیا مقصد اور فائدہ ہے۔ہادی اب کے سنجیدگی سے بولا

بس کسی کا قرض اُتارنا ہے اور امانت پہنچانی ہے۔

کیسی امانت کیسا قرض دیکھو مجھے سب سچ بتا دو ورنہ اچھا نہی ہو گا تمہارے لیئے۔وہ غُصہ ؔاور حیرانگی سے گرجا

میں آپ کا کوئی دشمن نہی بلکہ خیر خواہ ہوں آپ ایک عقلمند اور بہت بڑے بزنس مین ہیں دشمنوں اور دوسروں کا فرق خوب سمجھتے ہیں اور جلد سچ تک بھی پہنچ جائینگے۔

تم کال پر سچ کیوں نہی بتا دیتے اگر تم سچ سے واقف ہو تو وہ بے صبری سے بولا۔ مگر دوسری طرف سے فون کٹ چکا تھا اور وہ ہیلو ہیلو کرتا رہ گیا بھر غُصّہ سے اپنے سیکرٹری کو کال کر کے سختی سے اِس معاملے کی چھان بین کرنے کو بولتا پھر خود کو ریلیکس کرنے کے لیئے کام میں مصروف ہو گیا۔

پتا تو میں کروالونگا وہ شخص ہے کون جس نے میری ماما کا قتل کر کے اُنہیں ہم سے دور کر دیا پھر اُس شخص کو نہی چھوڑونگا میں اور ایسی سزا دلواؤنگا کہ بھول نہی پائیگا اور تڑپیگا۔وہ نفرت سے اپنے دل میں سوچنے لگا۔

urdunovelsblog

باقی آئندہ اقساط میں انشاءاللہ